مکتوبات حضرت علیؓ

مُرتّب

حکیم نبی احمد خاں رامپوری

RAHMANIA BOOK DEPOT
مکتبہ رحمانیہ

ناشِر

مکتبہ رحمانیہ پبلیشرز اینڈ بک

دیوبند یوپی انڈیا

ناشر
محمد فاروق خاں جوہر

بار اول ـــــ ایک ہزار
اشاعت ـــــ دسمبر سنہ ۸۱ء
کتابت ـــــ مقبول احمد
صفحات ـــــ ۲۲۴
قیمت ـــــ 21/ ۱ [illegible]

مطبوعہ
آزاد پرنٹنگ پریس دیوبند

-: ملنے کا پتہ :-
مکتبہ رحمانیہ پبلشرز اینڈ بک سیلر
پٹھان پورہ اسٹریٹ، دیوبند۔ ضلع سہارن پور۔ یوپی۔ انڈیا

فہرست مضامین

مقدّمہ

از اخی المحترم جناب علامہ امتیاز علی خاں صاحب عرشی ادام اللہ بقاؤہٗ
لائبریرین رضا لائبریری، رامپور (یو. پی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیا میں ایسے افراد معدودے چند ہی ہوئے ہیں جو بہ یک وقت ہاتھ، زبان اور قلم تینوں میں مہارتِ تامّہ رکھتے ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسلامی عہد کے اُنھیں گنے چنے حضرات میں سربرآوردہ فرد تھے۔

شمشیر زنی میں ایسے بے پناہ کہ کوئی وار خطا نہ ہوا۔ زبان و بیان کے ایسے قاہر و مسیطر کہ فصاحت و بلاغت لبِ گویا کے سامنے ہر وقت دست بستہ حاضر رہتی۔ قلم کے ایسے حاکم کہ وعظ و پند ہی نہیں، اصولِ حکمرانی جیسے پُر پیچ و خم موضوع پر بھی تحریر فرماتے تو زور کم ہونے میں نہ آتا۔ علمائے اسلام نے آپ کے خطبے اور خطوط جمع کئے تھے تاکہ انشا پرداز بھی آپ کے کلام بلاغت نظام سے کسبِ فیض کر سکیں۔ تاریخ اور تذکرے کی کتابوں میں اُن مجموعوں کے نام آج بھی محفوظ ہیں، مگر سوء اتفاق سے نہج البلاغہ کے سوا مکاتیب کا کوئی مجموعہ ہماری دست رس میں نہیں، نہج البلاغہ میں جیسا کہ خود سید رضی نے دیباچے میں بیان کر دیا ہے، خطبوں اور خطوں کے صرف منتخب ہی حصے جمع کیے گئے ہیں۔ بنا بریں اس انتخاب سے یہ اندازہ کرنا تو آسان ہو گیا کہ حضرت کے زادہ ہائے فکر میں سے گوہر شاہ وار کہاں کہاں محفوظ ہیں، لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ پورے خطبے یا خط کے کن کن مواقع پر آپ زور دیتے اور کون کون سے مقامات سے سرسری طور پر گزر جاتے تھے۔ نیز ان منتخبات کے قاری کو اس کا علم بھی کما حقہ نہیں ہو پاتا کہ کسی خطبے یا خط یا گفتگو کا مجموعی تأثر کیا ہے، حالانکہ یہ امر بھی کسی

کلام کی مقابلۃً برتری یا کمتری کا حقیقی معیار قرار پا سکتا ہے۔

بوجوہِ مذکورہ ضرورت تھی کہ آپ کے تمام خطبات و مکتوبات، جہاں تک روایت مساعدت کرے، پورے کے پورے جمع کئے جائیں۔

الحمدللہ کہ میرے شفیق بھائی، مخلص دوست اور قابلِ فخر ہم سبق، مولانا حکیم نبی احمد خاں صاحب مدظلہ العالی، نے مکاتیبِ امیرالمؤمنین کا ایک مجموعہ اسی مقصد کو سامنے رکھ کر، مرتب فرما دیا، جو اربابِ ذوق اور اصحابِ علم کی خدمت میں پیش ہے۔

اس مجموعے کی ترتیب و تالیف میں برادرِ موصوف الصدر نے جدید ترین اصولِ کار کو پورے طور پر ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ ہر خط کے ساتھ وہ حوالے بالالتزام درج کیے ہیں جو اُس مکتوب کی روایتی اہمیت کو روشن کر سکتے ہیں۔ نیز مختلف مراجع و مآخذ میں جو لفظی اختلافات نظر آئے، حواشی میں ان سب کو درج کر دیا، تاکہ تحقیقی کام کرنے والے استنباطِ نتائج کے سلسلے میں کسی قسم کی بھی سہولت سے محروم نہ رہیں۔

مؤلف موصوف نے متن عربی کا با محاورہ اردو ترجمہ بھی شاملِ کتاب کیا ہے۔ اہلِ علم بخوبی واقف ہیں کہ عربی جیسی بلیغ زبان کا ترجمہ کرنا کتنا دشوار اور بعض اوقات خطرناک و ناشکور کام ثابت ہوتا ہے۔ مگر میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرتب کتاب اس کام سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہوئے ہیں۔

ترجمے کے علاوہ مرتب موصوف نے حاشیوں میں مکتوب الیہم نیز متن کتاب میں مذکور اشخاص کے سوانح بھی درج کئے ہیں۔ اس سے پڑھنے والوں کو مکتوب الیہ وغیرہ کی شخصیت کے پیشِ نظر تخاطب میں کسی خصوصی انداز یا خاص قسم کے الفاظ کے انتخاب کا صحیح علم ہو سکے گا۔

ان حواشی میں کتاب کی تمام تلمیحوں اور اشارات کی بھی وضاحت اور تشریح کی گئی ہے، تاکہ قاری خطا کے مشتملات کو بخوبی سمجھ سکے اور غلط نتیجہ نکالنے کا خطرہ نہ رہے، جو امیرالمؤمنین جیسے بزرگوں کے سلسلے میں بے حد خطرناک امر ہے۔

آخر کتاب میں رجال و قبائل، بلاد و اماکن اور مراجع و مآخذ کی فہرستیں بھی موجود ہیں، جو آئندہ کام کرنے والوں کو سہولتِ مراجعہ مہیا کریں گی۔

جیسا کہ بہت سے اصحاب کو علم ہے، مؤلف موصوف ہم لوگوں کی طرح پیشہ ور مؤلف و مرتب نہیں بلکہ عرصۂ دراز سے طبّی خدمات میں انہماک اور ریاست کے سرکاری یونانی شفاخانے کی سربراہی کی ذمّہ داریوں میں اشتغال کے باعث تصنیف و تالیف کے کام سے بظاہر دور سے نظر آتے ہیں۔ بایں ہمہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ علمی و ادبی ذوق کے حامل اور تصنیف و تالیف کے شوق سے سرشار رہے ہیں۔ نتیجۃً جب کبھی موقع ملا، ادبی کام کیا۔ اس کا ثبوت مقاماتِ حریری کے داخل نصاب مقاموں کا ترجمہ اور شرح ہے۔ جو اَب سے تقریباً پچیس سال پہلے شائع ہو چکی ہے۔

لیکن زیر نظر کام صرف ترجمہ اور شرح نہیں، یہ اس سے کہیں دشوار، اہم اور ارفع کوشش ہے۔ مجھے یہ دیکھ کے پُر فخر حیرت ہوتی ہے کہ انھوں نے اس کام کو انجام دینے میں اس قدر پیشہ ورانہ مہارت کا ثبوت کس طرح دیا۔ آج کل کے دورِ تخصُّص میں تو یہ بات بآسانی باور نہیں کی جا سکتی کہ ایک دماغ بظاہر دو متضاد علوم میں یکساں حُسن و خوبی کے ساتھ کام کر سکتا ہے ہاں، اسلام کی گزشتہ علمی تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ فاضل مؤلف نے اپنے عمل سے ان مُردہ روایات کو زندہ کر دیا۔

خداوند قدوس سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کی سعی قبول فرمائے، اور

(الف) انھیں آخرت میں امیر المومنینؑ کی معیّت حاصل ہو، اور

(ب) عام مسلمانوں کو اس حکیمانہ و عارفانہ کلام سے کسب ہدایت کا موقع نصیب ہوتا رہے اور

(ج) مؤلفین و محققین میں گوناگوں مصروفیتوں اور رنگا رنگ دشواریوں میں رہ کر اعلیٰ کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ آمین!

امتیاز علی عرشی

رضا لائبریری رام پور

۲ رنومبر ۱۹۶۶ء

تعارف

از قلم

(مولانا الحاج شاہ محمد جعفر صاحب پھلواروی)

سیّدنا علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ کی زباں آوری اور حقیقت بیانی، انشاپردازی اور بلاغتِ لسانی کا اندازہ آپ کے خطبات سے ہوسکتا ہے یا آپ کے مکاتیب سے۔ ان دونوں کے بیشتر حصے دنیا میں محفوظ ہیں۔ اس وقت ہمیں صرف مکاتیب سے بحث ہے جو ہمارے نزدیک خطبات سے زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔ انسان کتنا ہی قوی حافظہ رکھتا ہو لیکن یہ محال ورنہ دشوار تر ضرور ہے کہ وہ لمبے لمبے خطوں کو ایک ہی بار سُن کر حرف بحرف ٹھیک ٹھیک دُہرا دے، یہی وجہ ہے کہ اختصارِ کلام کے باوجود احادیثِ نبویؐ تک کی غالب اکثریت نقل بالمعنیٰ ہے، لیکن مکاتیب کی حیثیت ان سے مختلف ہے۔ تحریف کرنے والے اگرچہ ان میں بھی کتر بیونت سے باز نہیں آتے لیکن ان میں پھر بھی تحریف و تصحیف کے امکانات کم ہوتے ہیں، کیونکہ اصل تحریر سے ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک بزرگوں کے مکتوبات ان کے ملفوظات سے نسبتہً زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔ سیّدنا علی مرتضیٰ کے مکاتیب کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔

یوں تو آپ کے مکتوبات کو اور لوگوں نے بھی جمع کیا ہے اور ان میں علاّمہ احمد زکی صفوت مصری کی "جمہرۃ مکاتیب العرب" کو امتیازی مقام حاصل ہے، لیکن جو کام ہمارے کرم فرما جناب مولانا حکیم نبی احمد خاں صاحب نے کیا ہے وہ پہلے نہیں ہوا اور اسے "جمہرۃ مکاتیب العرب" پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ :-

۱- پیش نظر مجموعے میں "جمہرۃ" سے گیارہ مکاتیب زیادہ ہیں

۲- اس مجموعۂ مکاتیب میں اختلافِ نسخ کو واضح کرنے میں خاصی محنت کی گئی ہے

۳- مکاتیب میں جن اماکن و مقامات کا ذکر آیا ہے ان کو فٹ نوٹ میں واضح کیا گیا ہے

۴۔ جو تلمیحات و اشارات محتاجِ وضاحت تھے ان کو بھی فٹ نوٹ میں صاف کر دیا گیا ہے
۵۔ جن شخصیتوں کا ذکر مکاتیب میں ہے اُن کے ضروری حالات بھی کتاب کے آخر میں علیحدہ لکھ دیئے گئے ہیں۔
۶۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام مکاتیب کا نمبر وار اردو ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے تاکہ عربی دانوں کی طرح اردو داں حضرات بھی پورا پورا استفادہ کر سکیں۔
۷۔ جس چیز کے جتنے حوالے مل سکے ہیں وہ بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔
یہ تمام نکات "جمہرہ" پر اس مجموعے کی فوقیت واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔
میں نے بہ تمام و کمال اس مجموعے کا مسوّدہ دیکھا ہے۔ ترجمہ نہایت سلیس و نفیس ہے اور کئی جگہ تو جناب حکیم صاحب موصوف نے یہ کمال کیا ہے کہ منظوم کلام کا ترجمہ بھی منظوم ہی زبان میں کر دیا ہے۔ اس کام میں مؤلف کو جو برسوں کی محنتِ شاقہ کرنی پڑی ہے اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو علمی و تحقیقی کام کا تجربہ رکھتے ہیں۔ مؤلف ممدوح نے اپنے مشاغلِ مطب کے باوجود اس کام کے لئے کیسے وقت نکالا؟ اس پر حیرت ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا صرف پہلا ہی کام نہیں بلکہ اسے آخری کام بھی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔

محمد جعفر پھلواروی
۵۰۰ این، سمن آباد ——— لاہور

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡمُصۡطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ ھُمۡ نُجُوۡمُ الۡھُدٰی

اہلِ لغت کے نزدیک لفظ "عرب" کے معنی ہیں "فصاحت وزبان آوری"۔ عرب چونکہ اپنی فصاحتِ بیان اور طلاقتِ لسان کے سامنے تمام عالم کو ہیچ سمجھتے تھے، اس لئے انھوں نے اپنے آپ کو "عرب" اور دنیا کی تمام دوسری قوموں کو "عجم" (ژولیدہ بیان و کج مج زبان) کہہ کر پکارا۔ (شبلی، سیرۃ)

کیا عربوں کا یہ خیال محض زعمِ باطل تھا؟ حاشا وکلّا، ہرگز نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ فصاحتِ بیان و طلاقتِ لسان میں عرب وحید عصر و فرید دہر تھے تو قطعاً کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ کسی ملک و قوم کے متعلق آج تک یہ ثابت نہیں کہ ان کا اوڑھنا بچھونا ادب یعنی شاعری وخطابت رہا ہو اور قوم میں اس کثرت سے شاعر و ادیب ہوں۔ پھر معجز زبان وشعلہ بیان بھی ایسے کہ اگر کسی خانوادے کی دوشیزاؤں کے حسن وجمال اور برگزیدہ خصال کے اوصاف میں رطب اللسان ہوں تو قوم کی قوم اُن سے ازدواج کی متمنی ہو۔ اگر آتش افروزی پر اتر آئیں تو چالیس چالیس سال شعلہ ہائے جدال وقتال سرد نہ ہوں۔ المختصر ادب کو عربوں کی جبلّت نہیں تو طبیعت ثانیہ ماننا ہی پڑے گا۔ دنیا کی دوسری قوموں میں اسلام کے طفیل عربوں ہی سے خطابت وشاعری کا شعور پیدا ہوا۔

عربوں کی رزم و بزم، خوشی وغم، حرکت وسکون، ولادت ووفات غرض ہر چیز پر ادب چھایا ہوا تھا، جنگ میں رجز پڑھے جاتے، بزم کو قصیدہ خوانی سے گرم کیا جاتا، خوشی میں تبریک پیش کی جاتی، غم میں مرثیہ خوانی ہوتی، حرکت میں اظہارِ شوق کے ترانے گائے جاتے

سکون میں تصور محبوب سے دل بہلایا جاتا، ہجر کی جاں گدازی، شبِ فراق کی درازی، رقیب کی شکایت یا وصل کی حکایت بیان کیجاتی۔ مگر آہ! اس ظالم زمانہ کی بیداد! کہ اس بے بہا سرمایہ میں سے ہم تک بہت کم پہنچا، خصوصاً نثر کا حصہ۔ علامہ قلقشندی صاحب صبح الاعشیٰ کا قول ہے کہ "عربوں نے اپنی نظم کا دسواں حصہ بھی ضائع نہ ہونے دیا، بخلاف اس کے نثر کا دسواں حصہ بھی محفوظ نہ رکھا۔" علامہ موصوف کا بیان اس لحاظ سے تو درست ہے کہ عربوں نے جس طرح نظم کی حفاظت کا اہتمام کیا، اس طرح نثر کے تحفظ کا انصرام نہ کیا۔ یعنی بڑے سے بڑے قصیدے اور طویل سے طویل نظمیں بعینہٖ موجود ہیں مگر خطبات و مراسلات، جن کا ایک ایک لفظ زینتِ ہوش و آویزۂ گوش بنانے کے لائق تھا، معدوم یا منتشتت و متفرق ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ گو نثر کا سو حصوں میں سے صرف ایک حصہ ہم تک پہنچا لیکن نظم کا بھی دسواں ہی حصہ ہمیں نصیب ہوا۔

عربوں کے اسی ذوقِ ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے آخری رسول فداہ ابی و امی کو جو معجزۂ رسالت عطا فرمایا وہ قرآن مجید کی صورت میں ادب کا ایک شاہکار ہے۔

زمانہ کا یہ بھی ایک قدیم دستور ہے کہ جب کوئی نئی تحریک نیا انقلاب لاتی ہے تو قوموں کے مزاج و اقدار بھی یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں، چنانچہ یہی عربوں کے ساتھ ہوا۔ عرب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کی جملہ نصرتوں اور رحمتوں کے زیر سایہ اپنی حیات آفریں تحریکِ اسلام جاری کی تو وہ اپنے پاکیزہ اصولوں کے باعث عربوں کی ذہنی و عملی دونوں زندگیوں پر مؤثر ہوئی جس سے ان کے سوچنے کے طور بھی بدل گئے اور عمل کے طریق بھی۔

قرآن مجید کے سامنے شاعروں کے چراغ گل ہو گئے، خطیبوں کے کارناموں پر پانی پھر گیا اب عربوں کو بحیثیتِ فن نہ اپنی نظموں سے کوئی تعلق رہا نہ نثر سے، فی الجملہ کچھ علاقہ رہا بھی تو صرف اس حد تک کہ قرآن و حدیث کے سمجھنے میں ان کی مدد کر سکے۔ اب عربوں کو کوئی واسطہ تھا تو قرآن مجید سے، کوئی رابطہ تھا تو حدیثِ نبویؐ سے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس مرکزِ فکر بھی تھی اور سرمشق عمل بھی۔ لوگ قرآن پڑھتے، یاد کرتے اور سمجھتے۔ حدیثیں جمع کرتے

اوران پر عمل کرتے۔ پیارے رسول کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ محفوظ کیا گیا، ایک ایک عمل پر نگاہ رکھی گئی اور ایک ایک منشا کو پیش نظر رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، بولنے اور خاموش رہنے غرض ہر عمل اور ہر جنبش زبان پر عربوں کی ساری توتیں صرف ہوتیں۔ سُنتے تو رسولؐ کو، دیکھتے تو رسولؐ کو، بولتے تو رسولؐ کی طرح اور خاموشی اختیار کرتے تو رسول کی مثل۔ غرض ہر فکر، ہر فعل اور ہر ترکِ فعل میں رسولؐ ہی کا اُسوہ تھا اور رسولؐ ہی کا اتباع۔ یہ سلسلہ تیئیس سال تک برابر جاری رہا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو اپنے پاس بلالیا، جس کے بعد وحیِ آسمانی کا سلسلہ باقی رہا نہ زبانِ نبوت کی دُرافشانیاں جاری رہیں، لہٰذا شاگردان و تربیت یافتگانِ رسولؐ نے حضورؐ کے بتائے اور سکھائے ہوئے طریق پر یہ سلسلہ جاری رکھا کہ جس نے جو کچھ، جس قدر سیکھا تھا اُسے دوسروں کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے علاوہ کسی انسان کو تمام صلاحیتیں عطا نہیں فرمائیں۔ کسی کو علمی دولت سے نوازا تو کسی کو انتظامی صلاحیت سے، کسی کو شجاعت سے سرفراز فرمایا، تو کسی کو حلم وعفو سے۔ کسی کو تدبّر بخشا تو کسی کو ادبیت، چونکہ ہمارا موضوع یہاں ادب ہے، اس لئے ہم دوسری صفتوں سے صرفِ نظر کر کے صرف "ادب" ہی سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں اور جانشینوں میں یوں تو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن رافعؓ اپنے وقت کے بہترین ادیب شمار کئے جاتے ہیں، لیکن ان میں حضرت علیؓ کو جو تفوق، جو امتیاز اور جو مرتبہ حاصل تھا وہ دوسرے ساتھیوں کو نہ تھا۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خطابت مشہور تھی۔ لیکن حضرت عثمانؓ کے بقول آپ دونوں حضرات اپنے خطبے پہلے سے تیار کر کے لاتے تھے اور حضرت علیؓ جو کچھ فرماتے تھے فی البدیہہ اور ارتجالاً فرماتے تھے (دیکھیے البیان والتبیین ۲/۱۹۵) پھر آپ کی تحریر و تقریر اپنی ادبیت اپنی اثر آفرینی اور خصوصاً اپنی مقدار میں ہر ایک سے کیا سب کے مجموعے سے بھی آگے بڑھ گئی تھی۔

حضرت علیؓ نے آغوشِ رسالت میں پرورش پائی، شمع نبوّت سے براہِ راست اکتساب نور کیا، پھر قرآن مجید کی کتابت اور نبی علیہ السلام کی مراسلہ نگاری آپ ہی سے متعلق رہی، جو آپ کو اپنے ہم عصروں سے ممتاز کرنے میں ممدّ و معاون ہوئی۔

حضرت علیؓ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ قرآن و حدیث کے بعد سب سے پہلے اور آپ کی زندگی ہی میں آپ کے ملفوظات نے مدوّن ہو کر کتابی شکل اختیار کرلی تھی اور نہ صرف آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے جملے چوٹی کے ادیبوں اور مایۂ ناز خطیبوں نے اپنی تقریروں میں دہرانے شروع کردیے تھے بلکہ آپ کے پورے پورے خطبے حفظ کر لیے گئے تھے۔ آپ کے ایک ایک جملے پر ادیبوں نے سر دُھنے، چنانچہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ جیسے مشہور و معروف ادیب، بے نظیر خطیب اور بے مثال مفسّرِ قرآن آپ کے کلام کے حافظ تھے، انھوں نے آپ کے ایک جملے قیمۃ المرء مایحسنہ (آدمی کی قیمت اُس کے اچھے اعمال ہیں) کی بابت فرمایا کہ مجھے قرآن و حدیث کے بعد سب سے زیادہ فائدہ اس جملے سے پہنچا۔

حضرت سعیدؒ بن مسیب کا قول ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اچھے شاعر تھے لیکن حضرت علیؓ ان سے بڑے شاعر اور نقّادِ شعر تھے۔

علّامہ زمخشری اپنی مشہور کتاب الکشاف میں لکھتے ہیں کہ آپ کے صفین کے خطبے بہترین فصاحت بیان، بلاغت معانی اور احسن نصائح پر مشتمل ہیں۔

ادب عربی کے مشہور ادیب عبدالحمید بن یحییٰ متوفّیٰ ۱۳۲ھ کا قول ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کے ستر خطبے حفظ کیے جس سے میرے بیان میں روانی پیدا ہوئی۔

ابن مقفّع متوفی ۱۴۲ھ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کے خطبات سے اپنے کلام میں روانی پیدا کی ہے۔

ابن نباتہ متوفی ۳۷۴ھ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کے سو خطبے یاد کیے ہیں۔

آپ کا کلام پہلی ہی صدی میں داخلِ درس بھی ہو چکا تھا۔ امام شعبی متوفی ۱۰۶ھ کا قول ہے کہ میں نے صوحہ بن صوحان سے حضرت علیؓ کے خطبات پڑھے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ کے کلام کی تدوین کا کام آپ کی زندگی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔

آپ کے کلام کے پہلے جامعین حضرت عبداللہ بن رافعؓ، حضرت اشترؓ اور حضرت حسن بصریؒ ہیں، ان حضرات کے بعد مندرجہ ذیل اصحاب بھی آپ کے کلام کے جامعین ہیں :-

۱- زید بن وہب الجہنی متوفی ۹۶ھ
۲- ابو یعقوب اسمٰعیل بن میران الکوفی متوفی ۱۴۱ھ
۳- ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی متوفی ۱۷۰ھ
۴- ابو اسحٰق ابراہیم متوفی ۱۷۷ھ
۵- ابو محمد مسعدہ بن صدقۃ العبدی الکوفی متوفی ۱۸۳ھ
۶- ابو منذر بن ہشام الکلبی متوفی ۲۰۶ھ
۷- ابو عبد محمد بن عمر الواقدی قاضی بغداد متوفی ۲۰۷ھ
۸- ابو مفضل نضر بن مزاحم المنقری الکوفی متوفی ۲۱۳ھ
۹- ابو الخیر صالح بن ابی الحماد الرازی متوفی ۲۱۴ھ
۱۰- ابو الحسن علی محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ھ
۱۱- ابو القاسم عبد العظیم بن عبداللہ متوفی ۲۵۰ھ
۱۲- ابو اسحٰق بن ابراہیم بن محمد الثقفی متوفی ۲۸۳ھ
۱۳- ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۰۹ھ
۱۴- ابو جعفر بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ
۱۵- ابو احمد عبد العزیز بن یحییٰ المصری متوفی ۳۳۲ھ
۱۶- ابو محمد الحسن بن علی بن شعبۃ الحرانی متوفی ۳۳۲ھ
۱۷- ابو الحسن مشہور بہ مسعودی متوفی ۳۴۶ھ
۱۸- ابو طالب عبداللہ بن ابی زید متوفی ۳۵۶ھ
۱۹- ابو العباس یعقوب بن احمد متوفی
۲۰- ابو سعید منصور بن الحسین الآبی متوفی ۴۲۲ھ

انھیں حضرات کے منجملہ ایک ذات علامہ سید رضی متوفی ۴۰۶ھ کی بھی ہے جنھوں نے

آپ کے فرمودات، فرامین اور مراسلات پر ایک سبرِ حاصل کلام کرکے ایک مجموعہ نہج البلاغت کے نام سے دنیائے ادب کے سامنے پیش کیا ہے جو ادب عربی کا ایک بیش بہا شاہ کار تسلیم کیا جاتا ہے لیکن چونکہ صاحبِ تالیف نے اس میں نہ تو سلسلۂ روایت کا کوئی خاص التزام کیا ہے نہ اپنے مآخذ کی نشاندہی فرمائی ہے، اس لئے کچھ فضلاء نے اس مجموعے کو حضرت علیؓ کا کلام ماننے میں تردد کیا ہے، بلکہ اس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے، بخلاف ان کے دیگر کچھ فضلاء نے اس کی تائید وحمایت میں دلائل سے اسے حضرت علیؓ ہی کا کلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں جب نہج البلاغہ اور اس کے مخالف وموافق مضامین کا مطالعہ کیا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ اس پر مکمل ریسرچ کی جائے اور تاریخی ذخیرے میں (جو کسی واقعے کی تصدیق وتکذیب کا واحد ذریعہ ہے) مندرجاتِ نہج البلاغہ کو تلاش کیا جائے کہ اس کا کتنا حصہ موجود ہے اور کتنا مفقود۔ چنانچہ اس کام کے لئے میں نے اپنی سہولت پسندی کی بنا پر مندرجاتِ نہج البلاغہ کے صرف ایک حصے یعنی مراسلات کو مخصوص کرکے ان پر کام شروع کیا اور اس کے لئے متقدمین سے لے کر متاخرین تک کی تمام وکمال عربی کتبِ تاریخ وسیرۃ کی ورق گردانی کرکے مکتوبات جمع کئے۔ تاریخ وسیرۃ سے فارغ ہو کر مغازی، مناقب، انشاء اور اصولِ ادب کی کتابوں کا جائزہ لیا۔ اس طرح کل چونسٹھ مکتوب فراہم ہوئے جن میں سے چھبیس ایسے نکلے جو نہج البلاغہ میں موجود تھے اور اڑتیس ایسے جو نہج البلاغہ میں نہیں تھے نہج البلاغہ کے مندرج مکتوبات اور میرے فراہم کردہ مکاتیب میں کچھ اختلافات بھی نکلے۔ جنھیں میں نے ذیلی حاشیہ میں تفصیل سے ظاہر کر دیا ہے۔ سب سے بڑا اختلاف مکتوب ۲، ۸، اور ۵۳ میں نظر آیا، یعنی ان تین مکاتیب میں وہ عبارات حذف ہیں جن سے حضرات شیخین (حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ) کے متعلق حضرت علیؓ کی رائے ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ سید رضی نے انھیں نقل نہیں فرمایا۔

میں نے اپنے مجموعے کے ہر مکتوب کے ساتھ مکتوب الیہ کا نام، عہدہ، جائے قیام زمانہ ومقام تحریر وغیرہ کی ضروری وضاحتیں بھی کی ہیں جن کی فراہمی میں بڑی بڑی کوششوں اور کاوشوں سے سابقہ پڑا۔

میں یہ عرض کر دینا بھی نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی اس کاوش میں صرف روایات کو پیش نظر رکھا ہے درایت اسے قطعاً کام نہیں لیا، مجھے معتبر یا غیر معتبر، قدیم یا جدید جس ذریعے سے بھی کوئی مکتوب ملا میں نے اسے بلا تحقیق و تنقید صرف حوالے پر اکتفا کر کے اپنے مجموعے میں شامل کر لیا، لہذا آپ کو ایسی کتابوں کے حوالے بھی ملیں گے جو شیعہ سُنّی دونوں طبقوں میں مسلّم ہوں اور ایسے حوالے بھی نظر آئیں گے جن کا استناد کسی ایک طبقے میں مشکوک ہے، اب ناظرین و ناقدین کو اختیار ہے جسے چاہیں تسلیم کریں جسے چاہیں نہ تسلیم کریں۔

میں نے اپنے مآخذ کی ایک فہرست بھی شامل کر دی ہے، جس میں مآخذ کے نام مصنّف کے نام اور زمانہ تصنیف کی تشریح کر دی ہے تاکہ ناظرین کو مستند و غیر مستند کے فیصلے میں آسانی ہو۔

ہر مکتوب کے متعلق ذیلی حواشی میں مختلف مآخذ کے اختلافات بھی پوری شرح و بسط کے ساتھ ظاہر کر دیئے ہیں۔

مکتوبات کا ترجمہ بھی کر دیا ہے، جس میں اس امر کی پوری کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لفظوں کا ترجمہ بھی ہو جائے، اردو کی سلاست بھی مجروح نہ ہونے پائے اور صاحب مکتوب کا منشا بھی واضح ہو جائے۔ اگرچہ ایک زبان کو خصوصاً مندرجۂ بالا شرائط کے ساتھ دوسری زبان میں منتقل کرنا بجائے خود ایک اہم کام ہے۔ پھر حضرت علیؓ جیسے ادیب، مدبّر، اور سیاست داں کی سراپا معانی تحریروں کا مفہوم منتقل کرنا تو لوہے کے چنے چبانے سے کسی طرح کم نہیں، خاص کر مجھ ایسے بے بضاعت کے لئے۔

ترجمے میں جن حضرات کے اسماء، یا جن مقامات کا تذکرہ آگیا ہے ذیلی حواشی میں ان کی بھی تشریحات اور خصوصی واقعات کی تفصیلات تحریر کر دی ہیں۔

میرا مجموعہ بتیس سال سے دوسرے مشاغل خصوصاً طبی انہماک سے دب کر رہ گیا تھا کہ ۱۹۵۷ء میں اتفاقات زمانہ نے مجھے رامپور سے لاہور آنے پر مجبور کر دیا، یہاں آکر ایک طرف تو مجھے نئی جگہ، نئے کام اور نئے لوگوں سے واسطہ پڑنے کی وجہ سے اپنے پیشے کے اُس ہمہ وقتی انہماک سے فرصت ملی جو میرے وطن میں ناگزیر تھا اور دوسری طرف میرے

فاضل بھائی علامہ امتیاز علی خاں صاحب عرشی، رام پوری نے مجھے اس کی تکمیل کی طرف نہ صرف توجہ دلائی بلکہ اپنے فاضلانہ اور ماہرانہ مشوروں سے رہنمائی بھی فرمائی۔ پھر میرے برادر مکرم میرزا ہادی علی بیگ، وامق، رامپوری نے اپنی کلی امدادوں کا سہارا دیا، لہٰذا مجھے اپنے اس بھولے ہوئے سبق کی دوبارہ گردان کرنے کی ہمت بندھی اور خلافِ توقع مجھے یہ شرف حاصل ہوگیا کہ میں اپنی اس کاوشِ دماغی کو اہلِ علم حضرات کے سامنے پیش کرسکوں، ورنہ کسی علمی کام کو اتنے زمانے کے بعد دوبارہ انجام دینے میں جن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے وہ کام کرنے والے حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں۔

اس موقع پر اگر میں محترمی جناب مولانا الحاج سید جعفر شاہ صاحب پھلواری کا شکریہ ادا نہ کروں تو سخت ناسپاس گزاری ہوگی، آپ نے اپنی شدید علمی مصروفیتوں کے باوجود میرے اس کام کے لئے وقت نکال کر اپنے قیمتی مشوروں سے راہبری فرمائی۔

جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں، میں نے علامہ سید رضی کے نقشِ قدم پر چل کر براہِ راست اصل مآخذ سے مکتوبات فراہم کئے ہیں اور کسی واسطے کو درمیان میں نہیں رکھا، اس لئے نہج البلاغہ اور اس کی مشہور شرح ابن ابی الحدید کو بھی اپنا مأخذ نہیں بنایا۔ ہاں مجھے جو مکتوب تاریخی روایات سے دستیاب ہوئے ہیں اور وہ نہج البلاغہ یا شرح ابن ابی الحدید میں بھی موجود ہیں، میں نے اُن کے نیچے صرف اُن کا حوالہ دے دیا ہے، اس لئے ان دونوں کتابوں کے کچھ مکتوبات آپ کو اس مجموعے میں نہیں ملیں گے۔

ہنوز میں اس مجموعے کی تہذیب و تکمیل میں مصروف تھا کہ مصر سے ایک مجموعہ جمہرۃ مکاتیب العرب علامہ احمد زکی صفوت نے شائع فرمایا۔ موصوف نے اپنی تحقیق کے علاوہ نہج البلاغہ اور شرح ابن ابی الحدید کے مکتوبات بھی شامل کرلئے ہیں۔ اگر جمہرہ کے مکتوبات میں سے نہج البلاغہ اور اس کی مذکورہ شرح کے مکتوبات حذف کر دئے جائیں تو جمہرہ میں صرف تین مکتوب ایسے ہیں جو میرے مجموعے میں موجود نہیں، کیونکہ ان کے مآخذ میرے پیش نظر نہیں رہے۔ اس کے برخلاف میرے مجموعے میں گیارہ مکتوبات ایسے ہیں جو جمہرہ میں نہیں ہیں۔ میں نے جمہرہ کے وہ تینوں مکتوب جو میرے یہاں نہیں تھے

اپنے مجموعے کے آخر میں شامل کر دیئے ہیں۔

اب میں حضرت علیؓ کے حالات زندگی، قابلیتِ علمی، صلاحیتِ حکمرانی اور آپ کے زمانہ خلافت کے کچھ واقعات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

سلسلۂ نسب اور خاندانی حالات

علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر الخ۔ فہر، قریش کے لقب سے مشہور تھے، اس لئے قریش کی ابتدا انھیں سے کہی جا سکتی ہے۔ قبیلۂ قریش میں دس آدمیوں نے اپنی لیاقت سے بڑا امتیاز حاصل کیا اور انھیں کی نسبت سے دس نامور قبیلے بن گئے، جن میں ایک ہاشم بھی تھے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ انھیں کی اولاد میں سے ہیں۔ ہاشم زائرینِ حرم کے کھانے پینے (رفادہ وسقایہ) کے انتظام کی خدمت پر مامور تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو ان کی بیوی سلمہ حاملہ تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام شیبہ رکھا گیا اور اُس بچّے کی پرورش ان کے بھائی مطلب نے کی، اس بنا پر یہ عبدالمطلب یعنی مطلب کے پروردہ مشہور ہوئے۔ (دیکھئے زرقانی ۱/۸۵)

عبدالمطلب کے دس بیٹے ہوئے، جن میں سے ابولہب، ابوطالب، عبداللہ، حمزہ، اور عباس نے شہرت حاصل کی۔ ابوطالب کی شادی اُن کی چچازاد بہن فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم سے ہوئی، جن کے بطن سے حضرت علیؓ پیدا ہوئے۔ ابوطالب اپنے وقت کے اچھے ادیبوں اور مسلّم خطیبوں میں شمار ہوتے تھے، ان کا ایک خطبہ بہت مشہور اور تاریخی کتابوں میں محفوظ ہے۔

ولادت، نام، لقب اور کنیت وغیرہ

حضرت علیؓ مشہور روایت کے مطابق ۱۳ رجب ۶۰۰ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا، اپنا لعاب دہن

آپ کے منہ میں ڈالا اور علیؓ نام رکھا۔ آپ کی والدہ آپ کا نام حیدر (پہلے رکھ چکی تھیں
جس سال آپ کی ولادت ہوئی، وہ سال عربوں کے لئے بڑی مصیبت اور سختی کا تھا، قحط کے ہاتھوں عرب کے بڑے بڑے خاندان نانِ شبینہ کے محتاج ہو گئے تھے۔ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب مکے کے بڑے بااثر، معزز ترین شخصیت کے مالک اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا، سرپرست اور ہر طرح کے معاون و مددگار تھے، مگر کثیر العیال و قلیل المعاش۔ اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی پرورش و کفالت کا بار اپنے ذمے لے لیا۔ (دیکھئے طبری اور مطالب السئول وغیرہ)

حضرت علیؓ کے بچپن کے حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا، لیکن آپ کے آئندہ حالاتِ زندگی قابلیتِ علمی، زبان دانی اور فنونِ سپہ گری میں مہارت کو دیکھ کر ہر شخص یہ ماننے پر مجبور ہے کہ آپ کی تعلیم و تربیت ضرور خاص اہتمام سے عمل میں آئی اور کیوں نہ آتی، جس کا مربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا مصلحِ اعظم ہو اس کے لئے کیا کچھ نہ کیا گیا ہوگا۔

حضرت علیؓ کے القاب کثیر ہیں، جن میں سے اسد اللہ اور غالب بہت مشہور ہیں۔ آپ کی کنیتیں، ابوالحسن، ابوالحسین، ابو محمد، اور ابو تراب وغیرہ ہیں۔

قبول اسلام اور نماز

حضرت علیؓ کی عمر کا دسواں سال تھا کہ ریگستانِ عرب سے آفتابِ رسالت نے طلوع ہو کر سارے عالم کو اپنی شعاعوں سے منور کیا اور کفرستانِ عرب میں صدیوں بعد ملتِ ابراہیمی اور مذہبِ فطرت اسلام کا دور آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرفِ نبوت و رسالت حاصل ہوا اور آپؐ نے تبلیغ فرمائی تو سب سے پہلے عورتوں میں آپؐ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے، بچوں میں حضرت علیؓ نے، مردوں میں حضرت ابو بکرؓ نے اور غلاموں میں حضرت زیدؓ بن حارثہ نے اسلام قبول فرمایا (دیکھئے ابن خلدون) حضرت علیؓ کا اپنا قول ہے کہ پیر کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے اور منگل کے دن میں مشرف باسلام ہوا۔

حضرت ابن عبّاسؓ، حضرت ابی رافعؓ، حضرت زید بن ارقمؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کی رائے ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ کے پہاڑوں میں نماز ادا کی (اخرجۂ احمد فی مناقبہ)

ہجرت نبویؐ اور حضرت علیؓ

ایک زمانہ تک تو قریش مکّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام کو بے پروائی سے سنتے رہے، لیکن جب دیکھا کہ اسلام نہایت تیز رفتاری سے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور مشاہیر عرب کثرت سے اسے قبول کرتے جا رہے ہیں تو انھوں نے ایک طرف تو باضابطہ اور منظم طریقے پر اس کی مخالفت شروع کی اور دوسری طرف اہلِ اسلام کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔ اس وقت مدینہ منوّرہ کے کچھ معززین بھی مشرف باسلام ہو چکے تھے، یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ جن لوگوں کو کفّار مکہ کے ظلم و ستم سے نجات نہیں مل سکتی وہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر جائیں۔ لہٰذا بہت سے صحابی مدینے چلے گئے۔ آخراً بارگاہِ خداوندی سے ۱۳؁ نبوی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکمِ ہجرت صادر ہو گیا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا۔ میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم رات کو چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جانا اور صبح کو جن لوگوں کی امانتیں میرے پاس رکھی ہیں وہ تم انھیں ادا کر کے خود بھی مدینے چلے آنا۔ یہاں اس بات پر غور کر لینا چاہیے کہ یہ رات کیسی خطرناک رات تھی! کفار مکہ نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ اب اس طرح کام نہیں چلتا آج رات کو محمدؐ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس کا علم وحی کے ذریعے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے ذریعے حضرت علیؓ کو ہو چکا تھا، اس لئے آج آپ کا بستر بزعم کفار قتل گاہِ رسولؐ تھا، لیکن حضرت علیؓ نے بغیر کسی فکر و تامل کے اس قتل گاہ کو فرشِ گل سمجھ کر اس پر آرام فرمانا نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔

طبری کا بیان ہے کہ کچھ رات گئے قریش ننگی تلواریں لئے مکان میں گھس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت علیؓ کو دیکھ کے حیران رہ گئے۔ پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم، کیا تم انھیں میرے سپرد کر گئے تھے؟ قریش نہایت غضب ناک ہوئے، حضرت علیؓ کو مکان سے باہر نکال لائے، گھنٹہ بھر پوچھ گچھ کرتے رہے آخر مجبوراً آپ کو چھوڑ کے مقصود اصلی کی تلاش میں مصروف ہوگئے، جب صبح ہوئی تو آپ حسب ارشاد نبویؐ تمام امانتیں اُن کے مالکوں کو ادا کر کے پاپیادہ مدینے روانہ ہو گئے، مدینے پہنچتے پہنچتے آپ اس قدر خستہ ہو چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ کا پہنچنا ممکن نہ رہا۔ چنانچہ رسول اللہ خود آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ کی ماندگی و خستہ حالی دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے، آپ کے مجروح پیروں پر اپنا لعاب دہن لگایا، جس سے نہ صرف اس وقت آپ کی تکلیف رفع ہو گئی بلکہ اس کے بعد کبھی آپ کے پیروں میں درد کی تکلیف نہ ہوئی۔

جناب رسول اللہ کا انصار و مہاجرین میں بھائی چارا کرانا!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پہنچ کر سب سے پہلے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ تمام لوگ حضرت انس بن مالک کے مکان میں جمع ہوئے، اس وقت مہاجرین کی کل تعداد سینتالیس تھی۔ آپؐ نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں، پھر ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کو علیحدہ علیحدہ بلا کر فرمایا کہ تم دونوں بھائی بھائی ہو، چنانچہ حضرت علیؓ کی باری آئی تو فرمایا کہ میں اور علی بھائی بھائی ہیں (دیکھئے جمع الجوامع للسیوطی وکنز العمال)

حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ازدواج

سنہ ۲ھ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ سویق سے فراغت پائی تو حضرت فاطمہ کی شادی کے پیغام آنے لگے، گو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کے پیغام آئے لیکن آپ نے کسی کو قبول نہیں فرمایا۔ جب حضرت علیؓ کا پیغام آیا تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کی رضا معلوم کی، آپ خاموش ہو رہیں۔ لہٰذا اسی سنہ میں آپ نے اُن کا نکاح حضرت علیؓ کے ساتھ کر دیا، اس وقت تک حضرت علیؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ شادی کے بعد حارثہؓ بن نعمان کے مکان میں اٹھ گئے، حضرت علیؓ کے سرپرست، مربی

سب کچھ آپ ہی تھے، جب شادی ہوئی تو الگ مکان کی ضرورت ہوئی۔ مکان لے کر دیا تو اثاث البیت بھی لازمی تھا۔ لہٰذا رسولؐ اللہ نے مندرجہ ذیل اثاث البیت بھی حضرت علیؓ کو عطا فرمایا: بان کا ایک پلنگ، چمڑے کا ایک گدّا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ایک چھاگل، ایک مشکیزہ، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے۔

مندرجہ بالا ضروری خانگی سامان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اُن کے مربی و سرپرست ہونے کی حیثیت سے عطا فرمایا تھا ہندی مسلمانوں نے ہند کے رواج پر قیاس کر کے اسے بیٹی کا جہیز تصوّر کر لیا، کیونکہ ہندوؤں میں لڑکی میراثِ پدری سے ورثہ نہیں پاتی اور اسے شادی کے وقت جو کچھ دے دیا جائے وہی ملتا ہے اور اسی لئے اُسے کنیادان (دوشیزہ کو خیرات) کہا جاتا ہے، اور ہندوؤں کے اثرِ صحبت سے ہندی مسلمانوں میں بھی یہ رسم داخل ہو گئی ہے۔ حالانکہ عرب میں جہیز کی رسم نہ کبھی تھی، نہ آج ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی اور صاحبزادی کے متعلق کہیں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز دیا، نہ ازواجِ مطہرات میں سے کوئی ام المؤمنین جہیز لائیں۔ اگر عرب میں جہیز کی رسم ہوتی تو حضرت حفصہؓ اور ان سے بڑھ کے حضرت عائشہؓ کیا کچھ نہ لاتیں اور اس کا کیسا کیسا ذکر نہ ہوتا۔

جب حضرت فاطمہ زہراؓ رخصت ہو کر اپنے مکان میں آگئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی، پھر اندر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا، پانی آیا تو آپؐ نے اپنے دونوں دستِ مبارک اس میں ڈالے اور حضرت علیؓ اور فاطمہ زہراؓ پر وہ پانی چھڑک دیا اور فرمایا میں نے اپنے خاندان کے سب سے افضل شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے (دیکھیے طبقات ابن سعد و اصابہ فی احوال الصحابہ)

غزوات نبویؐ اور حضرت علیؓ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں عموماً آپ ہی علمبردار رہے، عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ جنگ کے موقع پر بہادر ترین شخص کو علمبرداری کی خدمت تفویض کی جاتی تھی، کیونکہ جنگ کا دارومدار

اسی پر ہوتا تھا، اس لیئے یہ کہنا کسی طرح بے جا نہیں کہ حضرت علی اپنے زمانے کے اور اپنے معاصرین میں بہادر ترین شخص تسلیم کئے جاتے تھے، اس کے علاوہ بھی آپ نے سب جنگوں میں کارہائے نمایاں انجام دئے اور اپنی بصیرتِ حربی اور شجاعتِ ذاتی کے وہ جوہر دکھائے جو دنیا تک یادگارِ زمانہ رہیں گے۔ جنگِ بدر میں آپ نے اکیس مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارا۔ جنگِ احد میں بائیس مخالفین کا خاتمہ کیا۔ محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ جنگِ احد میں صرف حضرت علیؓ کے صبر و استقلال نے اسلام کا بچاؤ کیا ورنہ شکست میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی۔

جنگِ خندق کے متعلق اس امر پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا کسی دوسرے صحابی کی تلوار نیام سے باہر نہیں آئی، آپ نے عرب کے مشہور نود سالہ بہادر عمرو بن عبدوُد جیسے شہسوار کو جو نوجوانی میں ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، قتل کر کے لشکرِ کفار کے دل ہلا دیے پھر قدرتی تائیدات بھی ایسی ہوئیں کہ انھیں مدینے کے محاصرے سے دست کش ہونا اور اپنا ٹڈی دل لشکر لے کر میدان چھوڑ کے راتوں رات بھاگ جانا پڑا۔[1]

سنہ ۷ھ میں خیبر کا مشہور و معروف واقعہ پیش آیا۔ یہاں نو دس قلعے تھے جو تین حصوں میں بنے ہوئے تھے۔ ایک حصہ کتیبہ تھا جس میں تین قلعے تھے، وطیح، سلالم اور قموص۔ قموص مضبوط قلعہ تھا جسے فتح کرنے کے لیئے پہلے بڑے بڑے جلیل القدر، ماہرِ جنگ اور بہادر صحابی بھیجے گئے، لیکن قلعہ قموص کی فتح کا فخر کوئی حاصل نہ کرسکا۔ ایک دن شام کے وقت جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں علَم ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جسے اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا اور وہ خدا اور اس کے رسولؐ کو چاہنے والا ہے اور خدا اور اُس کا رسولؐ اُسے چاہتے ہیں (واخرج النسائی فی الخصائص عن ابی بریدۃ قال حاصرنا خیبر..... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی دافع لوائی غداً الی رجل یحب اللہ ورسولہ ویُحبّہُ اللہ و رسولُہٗ لا یرجعُ حتی یفتح لہٗ.....)

---

[1] غیبی تائیدات یہ ہوئیں کہ راشن ختم ہوگیا، سردی نے زور پکڑا، آندھی نے خیمے اور ہانڈیاں الٹ دیں اور ان کے حلیف بنو قریظہ نے حملہ میں پہل کرنے سے گریز کیا۔

یہ رات صحابہ کے لئے نہایت امید و بیم کی تھی، ساری رات صحابہ نے اس انتظار میں کاٹی کہ دیکھیے صبح کو یہ تاجِ افتخار کس کے سر کی زینت بنتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کے عَلَم عنایت فرمایا۔ چنانچہ آپ میدان جنگ میں تشریف لے گئے، پہلے مرحب کا بھائی حارث پھر مرحب آپ کے ہاتھ سے مارا گیا، اس کے بعد گھمسان کا رن پڑا۔ یہودی بھاگ کے قلعہ بند ہوئے اور نتیجے میں بیس دن کے محاصرے کے بعد قلعۂ قموص فتح ہو گیا۔ ان کے علاوہ دیگر جنگوں میں بھی آپ نے ایسی ہی بہادری کا ثبوت دیا۔

خلافت!

جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو تین دن کے بعد ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ انصار و مہاجرین کے گروہ سمیت آپ کے پاس آئے اور بیعت کی خواہش کی، آپ نے فرمایا کہ میں امارت کے مقابلے میں وزارت کو زیادہ پسند کرتا ہوں، تم کسی دوسرے صاحب کو منتخب کر لو، میں اس پر راضی ہوں۔ سب نے کہا ہم آپ سے زیادہ کسی دوسرے کو اس کا مستحق نہیں پاتے اور نہ کسی دوسرے کو منتخب کر سکتے ہیں۔ آپ اُن کے اصرار سے مجبور ہو کے مسجد میں تشریف لائے اور بیعت عامہ کا اعلان فرمایا۔ سب سے پہلے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اس شرط پر بیعت کی کہ آپ کی حکومت کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے مطابق ہو گی، حدود شرعیہ کو جاری فرمائیں گے (یعنی قاتلین حضرت عثمانؓ سے قصاص لیں گے) ان کے بعد بہت سے لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ دوسرے روز حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ آپ کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ نہ ابھی صحیح قاتل کا پتہ چلا ہے، نہ ابھی مجھے اتنی طاقت حاصل ہے، ذرا انتظامات درست ہو جانے دو پھر دیکھا جائے گا، اس پر لوگوں میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں اور نتیجہ یہاں تک پہنچا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے آپ سے مکے جانے کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت دے دی۔ انھوں نے مکے پہنچ کے مسلمانوں اور خصوصاً حضرت عائشہؓ کو حضرت علیؓ کے خلاف پورے طور پر بھڑکا دیا۔ جب لوگ مشتعل ہو گئے تو ام المومنین حضرت عائشہؓ کو

ساتھ لے کے ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کی جمعیت سے بصرے روانہ ہو گئے، راستے میں مزید لوگ شریک ہوتے گئے اور کل تعداد تین ہزار ہو گئی۔ بصرے پہنچ کے پہلے حضرت علیؓ کے گورنر عثمان بن حنیف سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابن حنیف مدافعت میں کامیاب نہ ہو سکے اور حضرت عائشہؓ ۱۴ ربیع الآخر ۳۶ھ کو بصرے پر قابض ہو گئیں (دیکھیے الاخبار الطوال ص ۱۴۱، ۱۴۲)

۳۶ھ جنگِ جمل

ادھر حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، آپ کو جب حضرت عائشہؓ کے بصرے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے شام کا ارادہ ترک فرما کر بصرے کا ارادہ کیا۔ اکابر صحابہ پر یہ امر گراں گذرا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی جنگ ہو اور مسلمان مسلمانوں سے لڑیں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے آپ کو سمجھایا کہ اس ارادہ سے باز آیئے لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور اس یقین پر کہ عراق میں اُن کے جو مددگار موجود ہیں، وہ کافی ہیں۔ اتفاق رائے نہ رکھنے والوں کو چھوڑ کے اواخر ربیع الاول ۳۶ھ میں آپ بصرے روانہ ہو گئے، مقام ذی قار میں پہنچ کے معلوم ہوا کہ بصرے پر تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا قبضہ ہو چکا۔

یہ سُن کے حضرت علیؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ والیِ کوفہ سے مدد طلب کی۔ لیکن انھوں نے اس خانہ جنگی میں شریک ہونا مناسب نہ سمجھا۔ آخر حضرت امام حسنؓ اور عمار بن یاسرؓ نے جا کے اہلِ کوفہ کو آمادہ کر لیا۔ اہلِ کوفہ آ کر حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے تو آپ بصرے پہنچے خاصی گفت و شنید کے بعد دونوں لشکروں میں جنگ شروع ہو گئی۔

دورانِ جنگ میں حضرت علیؓ اپنا گھوڑا بڑھا کے حضرت زبیرؓ کے قریب پہنچے اور فرمایا: زبیر! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات یاد ہے کہ آپؐ نے تم سے پوچھا تھا کہ علیؓ کو کیسا سمجھتے ہو، تو تم نے کہا تھا "سب سے اچھا" اس پر حضورؐ نے فرمایا تھا کہ تم ایک دن اس سے ناحق لڑو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ نے توبہ کی اور فوراً جنگ سے کنارہ کش ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے، ان کو دیکھ کے حضرت طلحہؓ بھی متزلزل ہوئے، لیکن حامیانِ جنگ میں سے ایک نے زہر میں بجھا ہوا تیر اُن کے مارا، آپ زخمی ہوئے اور زہر کے اثر سے

جان بحق ہو گئے۔ بہرحال گھمسان کا رن پڑا، جانبین سے تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے، فتح حضرت علیؓ کی ہوئی۔ اس جنگ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ کو عربی میں جمل کہتے ہیں۔ اس لئے یہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔

۳۷ھ جنگ صفین!

حضرت علیؓ چند روز کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو بصرے کا گورنر بنا کے کوفے تشریف لے آئے اور کوفے کو مستقل دارالخلافہ بنالیا، یہاں آکر آپ نے حضرت معاویہؓ سے مقابلے کی تیاری شروع کی۔ پہلے حضرت معاویہؓ کو پیغامات بھیجے، وہ کسی طرح نہ مانے تو آپ مقابلے کے لئے روانہ ہوئے۔ پہلا کیمپ نخیلہ میں ہوا۔ یہاں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے لشکر سمیت بصرے سے چل کر آپ کے پاس پہنچ گئے، تو آپ نے شام کا رُخ کیا اور دریائے فرات کو عبور کر کے میدان صفین میں خیمہ زن ہوئے۔

ادھر حضرت معاویہؓ جو اپنے سیاسی تدبر سے شام کے محبوب لیڈر بن گئے تھے، نیز آپ کو حضرت عمروؓ بن العاص جیسا سیاست داں مدبّر ہاتھ لگ چکا تھا اپنی شامی ماہر جنگ فوج لے کے مقابلے پر آگئے۔ عراقی اور شامی فوجیں مقابل تھیں، تین روز خاموشی رہی، پھر نامہ و پیام شروع ہوئے۔

حضرت معاویہؓ کا مطالبہ تھا کہ حضرت عثمان کے قاتل ان کے حوالے کئے جائیں، حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ پہلے بیعت کرو پھر قصاص کا سوال اٹھانا، بہرحال معاملہ طے نہ ہو سکا اور جنگ چھڑ گئی، پہلے دونوں طرف سے ایک ایک آدمی میدان میں آکر لڑا، پھر ایک ایک جتھا آنے لگا غرض اسی طرح ذی الحجہ کا سارا مہینہ گزر گیا۔ محرم ۳۷ھ کا چاند نظر آیا تو عارضی صلح ہو گئی اور پھر افہام و تفہیم کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ماہِ صفر شروع ہوا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم نے شامیوں کو سوچنے سمجھنے کے لئے کافی وقت دے دیا اب کل سے باقاعدہ جنگ ہوگی (دیکھیے محاضرات خضری ج ۲، ص ۹۶ - ۹۷)

چنانچہ یکم صفر کو منگل کے روز پھر میدان داری شروع ہوئی اور حسب سابق ایک ایک سردار اپنا اپنا دستہ لے کے نکلتا اور لڑتا رہا۔ ۸ صفر کو حضرت علیؓ خود میدانِ جنگ میں تشریف لے آئے، اُدھر سے حضرت معاویہؓ اپنی پوری قوت سے مقابل ہوئے، گھمسان کا رن پڑا مگر شام کو کسی فیصلے کے بغیر فریقین پلٹ گئے۔

۹ صفر کو پھر میدانِ حرب و ضرب گرم ہوا، انتہائی جوش و خروش کا مظاہرہ ہوا، جانبین سے جانبازی و سرفروشی کا ثبوت دیا گیا، شام ہوگئی، جنگ جاری رہی۔ ساری رات کشت و خون اور شور و شغب میں گزری (اسی لئے اس رات کو لیلۃ الہریر یعنی شور و شغب کی رات کہنے لگے) صبح تک فریقین تھک کر چکنا چور ہو گئے۔ شامیوں میں فرار کے آثار نمایاں ہوئے، ان کے پیر اکھڑنے ہی والے تھے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنے تدبّر کا مزید ثبوت پیش کردیا، یعنی شامیوں نے نیزوں پر قرآن مجید بلند کئے اور کہا اس پر فیصلہ کر لیجئے۔ یہ دیکھ کر کوفیوں نے ہاتھ روک لئے (یہ جنگ صفین کے نام سے مشہور ہے اس میں جانبین کے ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے (دیکھیے محاضرات خضری ۲/۹۹)

اب یہ تجویز طے ہوئی کہ فریقین اپنا اپنا ایک ایک پنچ مقرر کردیں، وہ پنچ قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کردیں۔ چنانچہ ۱۳ صفر کو اقرار نامہ لکھا گیا اور پڑھ کر سب کو سنایا گیا۔ تو قبیلۂ غزہ کے چار ہزار آدمیوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ خدا کے سوا ہمیں کسی کا فیصلہ منظور نہیں۔ بعض دیگر قبیلے والوں نے بھی اس کی تائید کی۔ حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں اب عہد شکنی نہیں کرسکتا اور آپ صفین سے کوفہ کو روانہ ہو گئے، حضرت علیؓ کی طرف سے لوگوں کے اصرار پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن العاص پنچ مقرر ہوئے اور طے پایا کہ چھ ماہ بعد دومۃ الجندل میں فیصلہ کیا جائے، حضرت علیؓ کوفے پہنچ گئے تو، بارہ ہزار فوجی، جو اس تحکیمی فیصلے کے خلاف تھے، آپ سے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے کوفے سے نکل کر میدانِ حرورا کو اپنا فوجی اڈا مقرر کیا اور اشعث بن ربعی کو اپنا امیر بنا لیا، یہ لوگ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کے خلاف تھے۔ انھوں نے میدانِ حرورا سے اپنی تحریک کی ابتدا کی۔ وہی لوگ خوارج کہلاتے ہیں۔

اُدھر پنچایت کا فیصلہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی سادگی اور حضرت عمرو بن العاص کی ہوشیاری سے حضرت علیؓ کے حق میں مضر اور حضرت معاویہؓ کے حق میں مفید نکل آیا۔ جسے حضرت علیؓ نے قبول نہیں فرمایا۔ اس سے حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں مزید تفریق ہوگئی جس سے خوارج کو اور تقویت ہوئی، انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت علیؓ کو پہلے پنچایت سے روکا تو باز نہ آئے اور اب پنچایت کے خلاف کررہے ہیں۔ لہٰذا وہ تحکیم کی غلطی کو تسلیم کریں اور توبہ کریں ورنہ اب ہم اُن کا مقابلہ کریں گے۔ انھوں نے اب عبداللہ بن وہب الراسبی کو اپنا امیر منتخب کرلیا اور بصرے، انبار اور مدائن کی طرف چل دیے۔ لوگوں میں حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے اور حضرت علیؓ کا کوئی طرفدار مل جاتا تو اسے قتل کردیتے۔ حضرت علیؓ کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ نے شام کے بجائے پہلے ان کی طرف رُخ کیا اور فوج لے کے نہروان پہنچ گئے۔ پہلے دعوت و تبلیغ کا فرض انجام دیا لیکن جب وہ لوگ کسی طرح نہ مانے تو آپ نے جنگ شروع کردی (یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے) خوارج نے بھی ڈٹ کے مقابلہ کیا، لیکن آخر فتح حضرت علیؓ کو حاصل ہوئی۔ (دیکھیے محاضرات خضری ۲/۱۰۵)۔ (یہ معرکہ جنگ نہروان کے نام سے مشہور ہے)۔

شہادت

جنگ نہروان کے بچے ہوئے خوارج میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم، برک بن عبد اور عمرو بن بکر التیمی گھومتے پھرتے حجاز میں پہنچ کے یکجا ہوئے تو جنگ نہروان کے اپنے ساتھی مقتولین پر افسوس کرنے لگے، ان میں سے ایک بولا کاش ہم ان تینوں ائمہ ضلال (علیؓ، معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ) کا خاتمہ کرکے مسلمانوں کو ان کے ظلم سے نجات دلا سکتے۔ ابن ملجم بولا: ہاں ٹھیک ہے میں علیؓ کو ٹھکانے لگادوں گا۔" برک نے کہا: "میں معاویہؓ کو ختم کردوں گا۔" عمرو نے ذمہ لیا کہ میں عمرو بن العاصؓ کا کام تمام کردوں گا۔ پھر باہمی معاہدہ ہوا کہ کوئی اپنا کام پورا کئے بغیر واپس نہ ہوگا، اور اس کام کے لئے ۱۷ رمضان کی نماز فجر کا وقت مقرر کیا۔ ابن ملجم حجاز سے کوفے پہنچا اور شبیب بن شجرا شجعی کو اپنا شریک راز و دمساز بنایا۔ ۱۷ رمضان کو مسجد کے دروازے میں دونوں چھپ کے بیٹھ گئے۔ جب حضرت علیؓ مسجد میں تشریف لائے تو پہلے شبیب نے وار کیا

جو خالی گیا۔ پھر ابن ملجم نے سر کے اگلے حصّے پر تلوار ماری اور کہا الحکم للہ لا لک یا علی آپ زخمی ہو کر گرے اور فرمایا: فزت برب الکعبۃ (خدا کی قسم میں کامیاب ہوگیا) لوگوں نے ابن ملجم کو پکڑ لیا اور آپ کو اٹھا کر مکان پر لائے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ دیکھو، میں مر جاؤں تو قاتل کو قصاص میں قتل کر دینا، لیکن مثلہ ہرگز نہ کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور میں بچ گیا تو جو مناسب سمجھوں گا خود کروں گا۔ پھر صاحبزادوں کو وصیّت فرمائی اور راہی ملکِ بقا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت جعفر بن علیؓ نے غسل دیا۔ حضرت امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفے کے دارالامارہ میں دفن کر دیے گئے۔ (دیکھیے طبری ۶/۸۶)

حضرت علیؓ کی عمر اور مدّت خلافت

آپ نے تریسٹھ (یا باختلاف روایت اڑسٹھ) سال کی عمر پائی۔ آپ کا زمانۂ خلافت تقریباً پونے پانچ سال رہا، جس کا اکثر حصہ خانہ جنگیوں اور اندرونی نزاعات کے رفع کرنے میں صرف ہوا۔

حضرت علیؓ کا ترکہ

آپ کا انتقال ہوا ہے تو آپ کے پاس صرف سات سو یا آٹھ سو درہم (تقریباً پونے دو سو یا دو سو روپے) تھے جو آپ نے لونڈی خریدنے کے لئے رکھے تھے۔

حضرت علیؓ کی ازواج و اولاد

(۱) حضرت فاطمۃ الزہراؓ (جن کی حیات میں آپ نے دوسری شادی نہیں کی۔ آپ کی وفات کے بعد حسب ذیل ازواج ہوئیں۔

(۲) ام البنین بنتِ حزام (۳) لیلیٰ بنتِ مسعود (۴) اسماء بنتِ عمیس (۵) امامہ بنت ابی العاص (۶) خولہ بنتِ جعفر حنفیہ (۷) صہباء بنتِ ربیعہ (۸) ام سعد بنت عروہ۔

(۹) محیاۃ بنت امرأ القیس ۔

آپ کی اولاد میں چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں

(۱) حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے بطن سے : (۱) حضرت امام حسنؓ (۲) حضرت امام حسینؓ ۔ (۳) زینب الکبریٰ (۴) ام کلثوم الکبریٰ (۵) ایک صاحبزادے محسن بھی تھے جن کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا تھا ۔

۲۔ ام البنینؓ کے بطن سے : (۱) حضرت عباسؓ ۔ (۲) حضرت جعفرؓ (۳) حضرت عبداللہ ۔ (۴) حضرت عثمان ۔

۳۔ لیلیٰؓ کے بطن سے : (۱) حضرت عبیداللہ ۔ (۲) حضرت ابوبکر ۔

۴۔ اسماءؓ کے بطن سے : (۱) حضرت محمد اصغر ۔ (۲) حضرت یحییٰ ۔

۵۔ امامہؓ کے بطن سے : (۱) حضرت محمد الاوسط ۔

۶۔ خولہؓ کے بطن سے : (۱) حضرت محمد حنفیہ ۔

۷۔ صہباءؓ کے بطن سے : (۱) حضرت عمر ۔ (۲) حضرت رقیہ ۔

۸۔ ام سعیدؓ کے بطن سے : (۱) حضرت ام الحسن ۔ (۲) زینت الکبریٰ ۔ (۳) ام کلثوم صغریٰ ۔

۹۔ محیاۃؓ کے بطن سے : ایک لڑکی پیدا ہوئی جو صغر سنی میں فوت ہوگئی ۔ ان کے علاوہ (۱) زینب صغریٰ ۔ (۲) امامہ ۔ (۳) میمونہ ۔ (۴) خدیجہ ۔ (۵) فاطمہ (۶) ام ہانی ۔ (۷) ام الکرام ۔ (۸) رملہ صغریٰ ۔ (۹) ام سلمہ ۔ (۱۰) ام کلثوم صغریٰ (۱۱) ام جعفر ۔ (۱۲) جمانہ ۔ (۱۳) نفیسہ ، مختلف لونڈیوں سے پیدا ہوئیں ۔

مندرجہ بالا اولاد میں سے نسلی سلسلہ صرف حضرت امام حسنؓ ، حضرت امام حسینؓ ۔ حضرت محمد حنفیہؓ ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ سے چلا ، باقی کے اعقاب نہ رہے ۔

حضرت علی کے عمال جو آپ کی شہادت کے وقت برسرکار تھے

(۱) بصرے میں : حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۲) فارس میں : حضرت زیاد بن سمیہؓ ۔

(۳) یمن میں: حضرت عبیداللہ بن عباسؓ۔ (۴) مکہ وطائف میں: حضرت قثم بن عباسؓ۔ (۵) مدینے میں: حضرت ابوایوب انصاریؓ یا باختلاف روایت سہل بن حنیفؓ۔ (۶) مصر میں: حضرت قیس بن سعدؓ۔ (۷) شام میں: حضرت عثمان بن حنیفؓ۔ (۸) خراسان میں: حضرت خلید بن قرہؓ۔

حضرت علیؓ کا حلیہ!

آپ کا رنگ گندمی۔ قد چھوٹا، آنکھیں بڑی، چہرہ حسین وشگفتہ تھا، سینے پر بکثرت بال تھے، جسم توانا، چست اور سڈول تھا، بازو اور پنڈلیاں پُر گوشت تھیں، سر پر بال نہیں رکھتے تھے۔

حضرت علیؓ کے اخلاق وعادات

آپ نہایت خوش خلق، ہنس مکھ، ظریف الطبع اور خوش مزاج تھے، جب کسی سے بات کرتے تو نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت سے کرتے، اثنائے گفتگو میں مزاحیہ فقرے استعمال فرماتے جاتے۔ یہ عادت اس قدر استوار تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرماتے تو آپ بھی اسی رنگ میں جواب دیتے۔ آپ کے ہونٹ ہمیشہ تبسّم سے دار رہتے تھے، حتیٰ کہ بعض انتہائی متین اور سنجیدگی پسند لوگوں کو اس پر اعتراض ہوتا تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت مستحقین خلافت پر جو تنقید کی تو اس میں آپ کی ظرافت کا بھی ذکر کیا۔ منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر کی جملہ خرید وفروخت خود کرتے تھے۔ بازاروں میں تشریف لے جاتے، مزدوروں کو بوجھ اٹھانے میں مدد دیتے، بھولوں کو راستہ بتاتے۔

حلم وعفو کا یہ عالم تھا کہ بڑی سے بڑی خطا معاف فرما دیتے اور کبھی سزا نہ دیتے، مسلمانوں کے مال کا اس قدر خیال رکھتے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ذرا سے شبہے پر گورنری سے برطرف کر دیا۔ بیت المال کے ایک ایک پیسے کا حساب لیتے اور اپنے خرچ

میں تو بیت المال کا ایک حبہ بھی کبھی نہ لائے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ محنت مزدوری کر کے گزراوقات کا انتظام فرماتے، خود اونٹ چَراتے، خود جوتیاں ٹانکتے اور خود زمین پر پھاوڑا چلاتے تھے۔

حضرت علیؓ کے فضائلِ علمی

حضرت علیؓ کی تعلیم کے متعلق کوئی تاریخی شہادت نہیں ملتی، لیکن ہر فن میں آپ کے کمالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم میں انتہائی اہتمام برتا گیا ہے، آپ کو مختلف علوم و فنون میں جو درجۂ امتیاز حاصل تھا اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

علمِ تجوید:- اس میں آپ کی فضیلت کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی جیسے امام القراء، کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔

علمِ تفسیر:

اس میں آپ کی فضیلت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے رئیس المفسرین کو آپ ہی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ آپ کو بچپن سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے براہِ راست اور ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے معلّم کی صحبت و تربیت و تعلیم میسّر آئی۔ آپ کا بیان ہے کہ دوسرے مکان میں منتقل ہو جانے کے بعد بھی میں روزانہ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور تقرب کا یہ درجہ میرے سوا کسی کو بھی حاصل نہ تھا (دیکھیے مسند ۱/۸۵)

زمانۂ قیام کے علاوہ سفر میں بھی آپ کو شرفِ رفاقت حاصل رہا۔ اس کے علاوہ چونکہ آپ بچپن ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ چکے تھے، اس لئے حضورؐ کی تحریروں اور وحی کی کتابت بھی بیشتر آپ ہی کیا کرتے تھے، بالفاظ دیگر آپ قرآن مجید کے کاتب بھی تھے اور حافظ بھی اور اس کی ایک ایک آیت کے مطلب اور شانِ نزول سے واقف تھے، چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ میں ہر آیت کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ یہ کب، کیوں اور کس لئے نازل ہوئی (دیکھیے طبقات ابن سعد ۲/۲۰۰) استنباط مسائل میں بھی آپ کو یدطولیٰ حاصل

جس کے بہت سے واقعات تاریخوں میں مندرج ہیں۔

علم حدیث :

چونکہ حضرت علیؓ نے تیس سال متواتر حضورؐ کی خدمت میں گزارے اس لئے علم الحدیث میں بھی وسیع النظر، کثیر العلم، بلکہ سب سے بڑے عالم آپ ہی تھے، لیکن چونکہ آپ روایتِ حدیث میں بے انتہا محتاط تھے اس لئے آپ سے مروی احادیث کی تعداد چھے سو سے آگے نہ بڑھ سکی، جو خلفائے سابقین سے تو زیادہ ہے لیکن دیگر کثیر الروایات اصحاب کے مقابلے میں ضرور کم رہے۔

علم الفرائض :

اس میں آپ کے بہت سے واقعات زبان زدِ عوام وخواص ہیں، حتیٰ کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ مدینے میں آپ سے زیادہ علم فرائض کا جاننے والا کوئی نہ تھا۔

علم تصوّف :

تصوف کے تو ایک کے سوا کُل سلسلے آپ ہی تک منتہی ہوتے ہیں۔

علم کلام :

اس میں آپ کے تبحر کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے کیا جا سکتا ہے علّامہ فخرالدین رازی نے کتاب الاربعین میں لکھا ہے کہ متکلمین کے جس قدر فرقے مشہور ہیں اُن سب کی انتہا حضرت علیؓ پر ہوتی ہے۔

علم نحو :

اس کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ یہ ایجاد ہی آپ کا ہے۔ آپ نے نحو کے کچھ اصول مقرر فرمائے اور ابوالاسود الدئلی کو دے کر فرمایا کہ تم انھیں اس اس طرح مرتب کر کے اس اس طور پر تشریح و تفصیل کرو۔

علم کتابت :

خوش نویسی آپ کا بہت محبوب و مرغوب فن تھا اور اپنے ساتھیوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اپنی اولاد کو خوشنویسی سکھاؤ، یہ رزق کی کنجی ہے۔ ایک بار آپ نے اپنے میر منشی

عبداللہ بن ابی رافع کو نصیحت فرمائی کہ تم ہمیشہ اپنی سیاہی رواں رکھا کرو، قلم دراز ہو، بین السطور کشادہ چھوڑو اور حروف کے دائرے ایک دوسرے سے ملے رکھا کرو، کیونکہ اس سے خط میں خوشنمائی پیدا ہوتی ہے۔

علم بیان:

اس میں آپ امام الفصحا اور سید البلغا، تصوّر کیے جاتے تھے۔ حضرت معاویہؓ آپ کے اتنے بڑے مخالف ہوتے ہوئے بھی فرماتے تھے کہ عربوں میں حضرت علیؓ سے زیادہ فصیح و بلیغ اور بامحاورہ عربی بولنے والا کوئی نہیں۔

علم الشعر:

علامہ جلال الدین سیوطی نے شعبی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ گو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی شعر کہا کرتے تھے لیکن حضرت علیؓ شعر گوئی، حسن کلام اور نقد شعر میں ان تینوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ (دیکھیے تاریخ الخلفاء)

حضرت علی کی معاشرت

لباس:

آپ عالم اسلام کے خود مختار فرماں روائے اعظم اور بیت المال کے مالک ہوتے کے باوجود نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے، آپ کا لباس اکثر کھدّر کا کرتہ اور نیم ساق تہ بند ہوتا تھا، جس میں اکثر پیوند لگے ہوتے تھے، لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ آپ بیت المال سے روپیہ لے کے عمدہ لباس استعمال فرمائیں، لیکن آپ نے کبھی منظور نہ فرمایا۔ عمامہ آپ کا پسندیدہ لباس تھا۔

ہارون بن عنزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں ایک بار آپ سے ملنے گیا تو جاڑے کا موسم تھا۔ آپ کو دیکھا کہ آپ ایک پُرانا کھیس اوڑھے ہوئے کانپ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا "امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہلِ بیت کیلئے بھی بیت المال میں حصہ مقرر فرمایا ہے آپ وہ لے کے اپنی تکلیف کیوں دور نہیں فرماتے"۔ آپ نے فرمایا: بخدا مجھے تمہارے مال میں سے کوئی چیز لینا قطعاً پسند نہیں مجھے تو وہی پسند ہے جو میں اپنے ساتھ مدینے سے لایا ہوں"۔

حکیم نبی احمد، رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوباتِ علیؓ

۱۔ اِلیٰ سلمان الفارسیؓ

كَتَبَ عَلِيٌّ إلىٰ سَلمانَ الفارسيّ هٰذا المكتوبَ قبلَ الخلافة۔

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَمّا بَعدُ :

اِنَّمَا مَثَلُ الدُّنيا مَثَلُ الحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّها شَدِيدٌ نَهشُها فَاَعرِض عَمّا يُعجِبُكَ مِنها لِقِلَّةِ مَا يَصحَبُكَ مِنها وَكُن آنَسَ مَا تَكُونُ فِيهَا اَحذَرَ مَا تَكُونُ لَهَا فَاِنَّ صَاحِبَهَا كُلَّمَا اطمَأَنَّ مِنهَا اِلىٰ سُرُورٍ اَشخَصَتهُ مِنهَا اِلىٰ مَكرُوهٍ وَالسَّلَام۔

الارشاد: ص ۱۸۷ و اصول کافی : ص ۱۳۷

۱۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے نام

حضرت علیؓ نے یہ خط حضرت سلمان فارسیؓ کو خلافت سے پہلے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد!

بلا شبہ دنیا ایک سانپ کی طرح ہے، جو چھونے سے تو نرم معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی تباہ کاری سخت ہوتی ہے، لہٰذا دنیا کی جو چیز تمہیں لبھائے اس سے اس کی ناپائداری کی بنا پر اعراض کرو اور تم ایسے بنو کہ جو کچھ بھی دنیا میں ہو اُس سے تو مانوس رہو، لیکن جو کچھ دنیا

کے (حصول کے) لئے ہو اس سے بہت زیادہ صبر کرو، کیونکہ طالب دنیا جب کبھی خوشی حاصل کر کے مطمئن ہو، تو وہ (دنیا) اُسے ناخوشی کی طرف واپس کر دیتی ہے، (جو پڑے وہ سہو لیکن دنیا سے دل نہ لگاؤ، کیونکہ دنیا میں مرغوب کے ساتھ ہی مکروہ بھی ہے)

۲- الی اهل مصر

لما قتل عثمانؓ وولی علیٌّ کرّم الله وجهه دعا قیس بن سعد بن عبادة الانصاری، فقال: سر الی مصر فقد ولیتکها ووصّاه بالوصایا المختلفة. فخرج قیس الی مصر فی سبعة نفر من اصحابه حتی دخل مصر. فصعد المنبر فجلس علیه وامر بکتاب معه من امیر المؤمنین فقرأه علی اهل مصر وکان کاتبه عبد الله بن ابی رافعؓ وهو هذا:-

بسم الله الرحمن الرحیم

من عبد الله علیّ بن ابی طالب امیر المؤمنین الی من بلغه کتابی هذا من المؤمنین والمسلمین۔

سلام علیکم۔ فانی احمد الیکم الله الذی لا اله الا هو واصلّی علی رسوله صلی الله علیه وسلم، اما بعد: فان الله عزّ وجلّ بحسن صنعه وتقدیره وتدبیره اختار الاسلام دینا لنفسه وملائکته ورسله، وبعث به الرسل علیهم السلام الی عباده، وخصّهم به من الفضیلة ان بعث الیهم محمدا صلی الله علیه وسلم، فعلّمهم الکتاب والحکمة والفرائض والسنّة لکیما یهتدوا، وجمعهم لکیما لا یتفرّقوا، وزکّاهم لکیما یتطهّروا، ورفّههم لکیما لا یجوروا فلمّا قضی من ذلک ما علیه قبضه الله عزّ وجلّ، صلوات الله علیه و

وَرَحْمَتُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ -

ثُمَّ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ اسْتَخْلَفُوْا بِهٖ اَمِيْرَيْنِ صَالِحَيْنِ عَمِلَا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَاَحْسَنَا السِّيْرَةَ، وَلَمْ يَعْدُوَا السُّنَّةَ[1]، ثُمَّ تَوَفَّاهُمَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ وُلِّيَ بَعْدَهُمَا وَالٍ، فَاَحْدَثَ اَحْدَاثًا، فَوَجَدَتِ الْاُمَّةُ عَلَيْهِ مَقَالًا، فَقَالُوْا، ثُمَّ نَقَمُوْا عَلَيْهِ[2] فَغَيَّرُوْا ثُمَّ جَاءُوْنِيْ فَبَايَعُوْنِيْ[3]، فَاَسْتَهْدِي اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِالْهُدٰى وَاَسْتَعِيْنُهٗ عَلَى التَّقْوٰى -

اَلَا وَاِنَّ لَكُمْ عَلَيْنَا الْعَمَلَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْقِيَامَ عَلَيْكُمْ بِحَقِّهٖ، وَالتَّنْفِيْذَ لِسُنَّتِهٖ، وَالنُّصْحَ لَكُمْ بِالْغَيْبِ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ -

وَقَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكُمْ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَمِيْرًا، فَوَازِرُوْهُ وَكَانِفُوْهُ[4] وَاَعِيْنُوْهُ عَلَى الْحَقِّ، وَقَدْ اَمَرْتُهٗ بِالْاِحْسَانِ اِلٰى مُحْسِنِكُمْ، وَالشِّدَّةِ عَلٰى مُرِيْبِكُمْ وَالرِّفْقِ بِعَوَامِّكُمْ وَخَوَاصِّكُمْ وَهُوَ مِمَّنْ اَرْضٰى هَدْيَهٗ وَاَرْجُوْ صَلَاحَهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا وَلَكُمْ عَمَلًا زَاكِيًا[5] وَثَوَابًا جَزِيْلًا وَرَحْمَةً وَاسِعَةً، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

الطبری = ٥/٢٢٧، النجوم الزاهرة، ص ١٠٩، شرح ابن ابی الحدید - ٢/٢٤

---

١ ليس هذا اللفظ فی النجوم -

٢ ليست هذه الجملة فی النجوم

٣ فی النجوم : ثم جاءونی وبايعونی ولعل على العمل بكتابه وسنة رسوله والنصح للرعية ما بقيت والله المستعان ولعثت اليكم الخ

٤ فی النجوم : فوازروه وعاشروه -

٥ فی النجوم : عملاً صالحاً -

۲- اہلِ مصر کے نام

جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے اور حضرت علیؓ مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ نے قیس ابن سعد ابن عبادہ انصاریؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم مصر چلے جاؤ، میں نے تمہیں وہاں کا گورنر مقرر کیا، اور مختلف قسم کی نصیحتیں فرمائیں۔ قیس اپنے سات ہمراہیوں سمیت مصر روانہ ہو گئے، مصر پہنچ کے منبر پر بیٹھ کے امیرالمومنین کا مکتوبِ گرامی جو ان کے ساتھ تھا، منگا کے اہلِ مصر کے سامنے پڑھا۔ اس مکتوب کے کاتب عبداللہ ابن رافعؓ تھے۔ وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

بندۂ خدا امیرالمؤمنین علی کی طرف سے اُن مسلمانوں اور مومنوں کی طرف جنھیں یہ خط پہنچے۔

تم پر خدا کی سلامتی ہو! میں (پہلے) اس خدا کی حمد و ثنا بجا لاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اما بعد: اللہ عزوجل نے اپنی بہترین کارسازی اور حسن تدبیر و تقدیر سے اپنے فرشتوں اور اپنے رسولوں کے لئے مذہب اسلام انتخاب فرمایا اور وہی اسلام دے کے اپنے بندوں کے پاس اپنے رسول بھیجے اور اُن بندوں کو اُس ہی مذہب سے مخصوص فرمایا اور یہ فضیلت عطا فرمائی کہ اُن کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، آپؐ نے لوگوں کو کتاب اللہ، حکمت، فرائض اور سنت کی تعلیم دی تاکہ وہ ہدایت یاب ہوں، انھیں متحد کیا تاکہ اُن میں افتراق نہ ہو، انھیں نکھارا تاکہ صاف و پاکیزہ ہو جائیں اور اُن میں نرمی پیدا کی تاکہ وہ ظلم و جور نہ کریں، پھر جب آپؐ اپنا کام ختم کر چکے، تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دنیا سے اٹھا لیا، آپؐ پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

پھر آپؐ کے بعد مسلمانوں نے دو نیک امیروں کو آپؐ کا جانشین مقرر کیا جنھوں نے

تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے رسولؐ کی سنت پر عمل کیا، اچھی خصلت اختیار کی اور سنت
جاوز نہ کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو بھی اٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن دونوں سے
ی ہو۔

اُن کے بعد ایک ایسے صاحب خلیفہ بنے جنھوں نے نئی نئی باتیں نکالیں، اس پر
ں کو کہنے کا موقعہ ملا، لہٰذا انھوں نے کہا، اُن میں عیب نکالے اور اُنھیں بدل ڈالا۔
پھر لوگ میرے پاس آئے اور میری بیعت کرلی۔ لہٰذا میں ـــ خدائے عزوجل سے
ت کا طالب ہوں اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے اس کی امداد کا ملتجی۔

دیکھو! تمہارے معاملات میں ہم پر لازم ہے کہ حق تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی
علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اُن کی ادائیگی اور اس کے
ل صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اجراء کی کوشش کریں۔ نیز تمہاری غائبانہ خیرخواہی ہم پر
ی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی مدد دینے کے لائق ہے اور وہی ہمیں کافی اور وہی اچھا کارساز
ہے۔

میں نے قیس ابن سعد ابن عبادہ کو امیر بنا کے تمھارے پاس بھیجا ہے، لہٰذا تم اُن کو
ت بہم پہنچاؤ، ان کی مدد کرو اور حق میں انھیں امداد دو، میں نے اُن سے بھی کہہ دیا ہے کہ
تہارے بھلے مانسوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے اور ورغلانے والوں کے ساتھ سختی
ے پیش آئیں اور تمہارے خاص و عام سب لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ یہ ان لوگوں میں
جن کے رویّے سے میں راضی ہوں اور جن کی ذات سے مجھے بھلائی اور خیرخواہی کی
ی امید ہے۔

میں اپنے اور تمھارے دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے پاکیزہ عمل، حسن ثواب، اور
ع رحمت کا مستدعی ہوں، خدا تمھیں سلامت رکھے اور تم پر رحمت و برکت نازل
ائے۔

٣- إلىٰ مُعَاوِيَةؓ

إِذَا بُوْيِعَ بِالْخِلَافَةِ لِعَلِيٍّؓ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ ثُمَّ نَزَلَ وَدَخَلَ بَيْتَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضؓ وَقَالَ: "يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ لَكَ عِنْدِيْ نَصِيْحَةً" قَالَ: "وَمَا هِيَ؟" قَالَ: "إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ الْخِلَافَةُ فَاسْتَعْمِلْ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ رضؓ عَلَى الْكُوْفَةِ وَالزُّبَيْرَ رضؓ عَلَى الْبَصْرَةِ وَمُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ رضؓ عَلَى الشَّامِ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَلْزَمَهُمْ طَاعَتُكَ وَتَأْتِيكَ بَيْعَتُهُمْ - فَإِذَا اسْتَقَرَّ قَرَارُهَا، رَأَيْتَ رَأْيَكَ، تَعْزِلُ مَنْ تُرِيْدُ وَتُوَلِّيْ مَنْ تُرِيْدُ" فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "أَمَّا طَلْحَةُ رضؓ وَالزُّبَيْرُ رضؓ فَسَأَرٰى فِيْهِمَا رَأْيِيْ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ رضؓ فَوَاللهِ لَا يَرَانِيَ اللهُ أَسْتَعِيْنُ بِهٖ عَلٰى حَالَتِيْ وَلٰكِنِّيْ أَدْعُوْهُ إِلَى الْبَيْعَةِ فَإِنْ هُوَ أَجَابَنِيْ وَإِلَّا فَحَارَبْتُهُ" فَانْصَرَفَ الْمُغِيْرَةُ مُغْضَبًا فَكَتَبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ رضؓ هٰذَا الْكِتَابَ وَكَانَ كَاتِبُهٗ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَافِعٍ رضؓ -

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ إِلٰى مُعَاوِيَةَ

أَمَّا بَعْدُ =

فَإِنَّهٗ إِنْ كَانَ عُثْمَانُ ذَا حَقٍّ وَّقَرَابَةٍ، فَأَنَا ذُوْ حَقٍّ وَّقَرَابَةٍ أَيْضًا أَلَا وَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَلَّدَنِيْ أَمْرَ النَّاسِ عَنْ مَشُوْرَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ - أَلَا وَإِنَّ النَّاسَ تَبَعٌ لَّهُمْ فِيْمَا رَأَوْا وَعَمِلُوْا وَأَحَبُّوْا وَكَرِهُوْا

فَالْعَجَلُ عَلَیَّ ثُمَّ الْعَجَلُ، فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلٰی جَمِیْعِ الْعُمَّالِ لِاَعْهَدَ اِلَیْهِمْ وَاُقَلِّدَ هُمْ مِنْ ذٰلِكَ مَا قُلِّدْتُ، اَشْتَرِیْ بِذٰلِكَ دِیْنِیْ وَاَمَانَتِیْ وَلَمْ اَجِدْ مِنْ ذٰلِكَ بُدًّا، فَاقْدِمْ عَلَیَّ فِیْ اَشْرَافِ اَصْحَابِكَ عِنْدَ وُقُوْفِكَ عَلٰی کِتَابِیْ هٰذَا اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

کفایۃ المطالب المعروف بالمناقب المرتضوی : ص ۵۸

۳۔ حضرت معاویہؓ کے نام

جب حضرت علیؓ کی خلافت کی بیعت کرلی گئی، تو آپ نے خطبہ دیا، پھر اپنے مکان میں تشریف لے گئے ۔ اُس وقت حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ آپ کے پاس آئے اور کہا: "امیرالمؤمنین میں آپ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں"۔ آپ نے فرمایا "کیا؟" حضرت مغیرہؓ نے کہا: "اگر آپ اپنی خلافت کا استحکام چاہتے ہیں تو طلحہؓ ابن عبداللہ کو کوفے کا، زبیرؓ ابن العوام کو بصرے کا گورنر بنا دیجیے اور معاویہ ابن ابی سفیانؓ کو شام کا بدستور گورنر رہنے دیجیے تاآنکہ ان پر آپ کی اطاعت لازم ہوجائے اور وہ آپ کے تابع ہوجائیں ۔ (ہاں) جس وقت آپ کی خلافت مستحکم ہوجائے تو آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں معزول کردیں، جسے چاہے برقرار رکھیں"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "طلحہؓ اور زبیرؓ کے معاملے میں تو میں جلد غور کروں گا، رہے معاویہ تو خدا (ان کے متعلق میرا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ) خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے کہ میں اپنے کسی معاملہ میں اُن سے مدد لوں ۔ البتہ میں انھیں اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہوں، اگر انھوں نے قبول کرلی، تو فبہا، ورنہ میں اُن سے جنگ کروں گا"۔ یہ سُنکر حضرت مغیرہؓ خفا ہوکے اٹھ گئے ۔

حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو (اپنے میرمنشی) عبداللہؓ ابن رافع سے یہ خط لکھوایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

امیرالمؤمنین علی کی طرف سے معاویہ کے نام!

اما بعد!

اگر عثمان (خلافت کے) حقدار اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) رشتے دار تھے تو میں بھی (خلافت کا) حقدار اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) رشتے دار ہوں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے مہاجرین وانصار کی (مشترک) رائے سے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ رائے، عمل اور پسندیدگی وناپسندیدگی میں عام لوگ انھیں کی پیروی کرتے ہیں، لہٰذا تمھیں چاہئے کہ فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ، کیونکہ میں نے تمام گورنروں کو طلب کیا ہے تاکہ اُن سے (اپنی خلافت اور فرمانبرداری کا) اقرار لوں اور جو بار میری گردن پر آپڑا ہے اُن کی گردن پر بھی ڈالوں، اور یہ ذمّے داری وہ ہے، جس سے میں نے اپنے دین اور امانت داری کو خریدا ہے اور جسے قبول کئے بغیر میرے لئے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ پس اس خط کو دیکھتے ہی تم انشاء اللہ اپنے بلند مرتبہ رفقاء کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

۴۔ اِلیٰ مُعَاوِیَۃَ رضؓ

قَالَ الرَّاوِیْ اِذَا وَصَلَ اِلیٰ مُعَاوِیَۃَ رضؓ هٰذَا الْكِتَابُ، كَتَبَ اِلیٰ عَلِیٍّ رضؓ كِتَابًا ذَكَرَ فِیْهِ مِنْ فَضَائِلِهٖ۔ فَكَتَبَ اِلَیْهِ عَلِیٌّ رضؓ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِهْرِیْ　　وَحَمْزَةُ سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ عَمِّیْ

وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ　　یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ ابْنُ اُمِّیْ

وَبِنْتُ مُحَمَّدٍ سَكَنِیْ وَعِرْسِیْ　　مَنُوْطٌ لَحْمُهَا بِدَمِیْ وَلَحْمِیْ

وَسِبْطَا اَحْمَدَ وَلَدَایَ مِنْهَا　　فَاَیُّكُمُ لَهٗ سَهْمٌ كَسَهْمِیْ

سَبَقْتُكُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طِفْلًا　　صَغِیْرًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ

وَاَوْجَبَ طَاعَتِیْ فَرْضًا عَلَیْكُمْ　　رَسُوْلُ اللّٰهِ یَوْمَ غَدَا بِرِحْمِیْ

فَوَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ　　لِمَنْ یَرِدُ الْقِیَامَةَ وَهُوَ خَصْمِیْ

لطائف اخبار الاول: ص ۳۴ - کتاب المجتنیٰ: ص ۳۹ - تذکرۃ خواص الامۃ: ص ۷۷۔

۴۔ حضرت معاویہؓ کے نام

راوی نے کہا، جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کا یہ خط ملا تو انھوں نے ایک خط آپ کو لکھا، جس میں اپنے فضائل تحریر کیے۔ اس پر حضرت علیؓ نے تحریر فرمایا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمؐ

محمدؐ مصطفٰےؐ پیغمبرِ حق　　مرے بھائی بھی تھے میرے خسر بھی

جنابِ حمزہؓ سردارِ شہیداں　　چچا تھے میرے (ہے یہ کس سے مخفی)

جو ہمراہِ ملائک محوِ پرواز　　رہا کرتے ہیں صبح و شام (جس کی

خبر دی مخبرِ صادق نے سب کو)　　وہ جعفر تھے مرے ماں جائے بھائی

محمدؐ مصطفٰےؐ کی قرۃ العین　　مری پہلو نشیں، زوجہ تھیں میری

مرے اور ان کے خون و گوشت و پوست　　ملے اس طرح، ہیں گویا کہ اک ہی

انھیں سے دو نواسے مصطفٰےؐ کے　　مرے فرزند، راحت میری جاں کی

جسے حاصل ہو میری سی فضیلت　　بتاؤ تو، بھلا ہے تم میں کوئی؟

مہیں اسلام لایا تم سے پہلے　　تھا بچہ ہی نہ آئی تھی جوانی!

حبیبِ کبریا سے اور مجھ سے　　ہوئی جس روز قائم رشتہ داری

اسی دن سے انھوں نے فرض کے مثل　　اطاعت میری واجب تم پہ کی تھی

(یہ رکھو یاد) ہے افسوس اس پر　　خرابی واسطے اس کے، تباہی

جو میدانِ قیامت میں ہو حاضر

عداوت سے ہو وہ منسوب میری

۵- اِلٰی مُعَاوِیَۃ رضؓ

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ رضؓ كِتَابًا شَدِيدًا اِلٰى عَلِيٍّ رضؓ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَلِيٌّ رضؓ جَوَابًا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ : يَا مُعَاوِيَةُ، فَاِنِّىْ قَاتِلُ جَدِّكَ وَ خَالِكَ وَاَخِيْكَ وَالسَّيْفُ الَّذِىْ قَتَلْتُهُمْ بِهٖ مَعِىَ، لَمْ اَسْتَبْدِلْ بِالسَّيْفِ سَيْفًا وَّلَا بِغَيْرِ اللّٰهِ رَبًّا وَّلَا بِغَيْرِ النَّبِىِّ نَبِيًّا، فَافْعَلْ مَاشِئْتَ. سَتَجِدُنِىْ بَطَلًا شَدِيْدًا اُقَاتِلُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ - وَالسَّلَامُ[۱]

لطائف اخبار الاول: ص ۳۵ - انوار القلوب لملا محمد باقر : ص ۳۲۳ - العقد الفرید : ۲/ ۲۴۳

۵- حضرت معاویہؓ کے نام

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؑ کو ایک سخت خط لکھا، اس کے جواب میں آپ نے انھیں یہ خط تحریر فرمایا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

امابعد : اے معاویہ، میں ہی تمہارے نانا، ماموں، اور بھائی[۲] کا قاتل ہوں، میں نے

---

۱ فی العقد = امابعد، فواللہ ماقتل ابن عمک غیرک وانی ارجوان الحقک بہ علی مثل ذنبہ واعظم خطیئتہ وان سیف الذی ضربت بہ اباک واھلک لمعی دائم واللہ ما استحدثت دینا ولا استبدلت نبیا وانی علی المنہاج الذی ترکتموہ طائعین وادخلتم فیہ کارھین ۔

۲ نانا عتبہ ابن ربیعہ، ماموں : ولید ابن عتبہ اور بھائی : حنظلہ ابن ابی سفیان (باقی ص۴۵ پر)

جس تلوار سے انھیں قتل کیا تھا، وہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ میں نے نہ اپنی تلوار کسی دوسری تلوار سے بدلی، نہ اپنے رب کو کسی دوسرے رب سے اور نہ اپنے نبیؐ کو کسی دوسرے نبی سے بدلا، اب تم جو چاہو کر دیکھو (انشاء اللہ) تم مجھے ایک بہادر سپاہی پاؤ گے، میں ہر گمراہ سرکش سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ والسلام

(بقیہ حاشیہ ص۴۴) یہ تینوں جنگِ بدر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔

(ا) ان دونوں کے مورثِ اعلیٰ عبدِ مناف قریش کے ممتاز ترین آدمی تھے۔ قریش ہر سال حج کے موقع پر حجاج کے لئے چندہ جمع کر کے ان کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے اور مختلف کام مختلف اصحاب کے سپرد تھے، چنانچہ حاجیوں کے کھانے پینے (رفادہ اور سقایہ) کا انتظام عبدِ مناف کے سپرد تھا جو بڑی عزت کا باعث تھا جب عبدِ مناف کا انتقال ہوا تو یہ خدمت حضرت علیؓ کے پردادا عبدِ مناف کے صاحبزادے ہاشم کے سپرد ہوئی، اس پر عبدِ مناف کے پوتے حضرت معاویہؓ کے پردادا کو سخت ناگوار رہا، امیہ چونکہ خود مالدار آدمی تھے اس لئے انھوں نے ہاشم کے مقابلے میں چندے کے بجائے اپنے پاس سے صرف کرنے کی شرط پر یہ خدمت اپنے ذمے لینا چاہی، لیکن قریش نے اسے قبول نہ کیا، تو یہ شرمندہ ہو کر شام چلے گئے۔ (طبری، ۲ : ۱۸۱)

(ب) اُمیہ کے لڑکے حرب اور ہاشم کے لڑکے عبدالمطلب میں بھی مخالفت رہی۔ وجہ یہ ہوئی کہ عبدالمطلب کے پڑوس میں اُذینہ نامی ایک مالدار یہودی رہتا تھا، وہ عبدالمطلب کا مخلص دوست اور ہم نشین تھا، وہ آپ کی صرف مالی ہی نہیں ہر قسم کی امداد کرتا تھا۔ حرب کو یہ امر ہم چشمی کی بنا پر سخت ناگوار تھا، چنانچہ انھوں نے قریش کے کچھ نوجوانوں کو ابھارا کہ اس یہودی کو قتل کر کے اس کے مال پر قبضہ کرلیں، دو جوان اس پر آمادہ ہو گئے اور یہودی کو قتل کر کے اور اس کا مال لے کے حرب کی پناہ میں چلے گئے، عبدالمطلب نے حرب کو بُرا بھلا کہا اور قاتلوں اور مال کا مطالبہ کیا، اس سے جانبین میں تلخی بڑھی، لیکن نتیجے میں عبدالمطلب کامیاب ہوئے اور حرب کو سارا مال ہی نہیں تاوان بھی ادا کرنا پڑا۔ (طبری۔ ۲ : ۱۸۱)

(ج) جنگِ بدر میں حضرت معاویہؓ کے نانا عتبہ ابنِ ربیعہ، جو مکے کے مشہور بہادر جنگجو تھے اپنے بیٹے ولید اور چاروں نواسوں حنظلہ، عمرو، یزید اور معاویہؓ سمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آئے (باقی ص۴۶ پر)

۶- اِلٰی مُعَاوِیَۃَ رضؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ :-
سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْكَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ
اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّكَ قَدْ رَاَیْتَ مُرُوْرَ الدُّنْیَا وَانْقِضَاءَهَا وَتَصَرُّمَهَا وَتَصَرُّفَهَا بِاَهْلِهَا وَخَیْرُ مَا اکْتُسِبَ مِنَ الدُّنْیَا مَا اَصَابَهُ الْعِبَادُ الصَّالِحُوْنَ مِنْهَا مِنَ التَّقْوٰی وَمَنْ یَّقِسِ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ یَجِدْ بَیْنَهُمَا بَعِیْدًا۔

وَاعْلَمْ یَا مُعَاوِیَۃُ۔ اَنَّكَ قَدِ ادَّعَیْتَ اَمْرًا لَسْتَ مِنْ اَهْلِهٖ لَا فِی الْقَدِیْمِ وَلَا فِی الْحَدِیْثِ وَلَسْتَ تَقُوْلُ فِیْهِ بِاَمْرٍ بَیِّنٍ یُّعْرَفُ لَهٗ اَثَرٌ وَلَا عَلَیْكَ مِنْهُ شَاهِدٌ وَلَسْتَ مُتَعَلِّقًا بِاٰیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ وَلَا عَهْدٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۵) جن میں سے عتبہ، ولید اور حنظلہ حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارے گئے، عمرو اور یزید گرفتار ہوئے اور حضرت معاویہؓ نے بمشکل بھاگ کے جان بچائی۔ (سیرۃ ابن ہشام، ۱ : ۸۲)

(د) حضرت معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ جنگِ احزاب (جنگ خندق ۵ھ) میں رئیس الاحزاب کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آئے تھے۔ (طبقات ابن سعد۔ اول، جزء: ۳، ص ۵)

(ہ) جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کا کلیجہ، ہندہ والدۂ حضرت معاویہؓ نے چبالیا تھا۔

(و) حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے وقت حضرت معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ نے بنی ہاشم کو برانگیختہ کرنا چاہا، تو حضرت علیؓ نے ڈانٹ دیا اور کہا ہمیں آپ کی نصیحت کی ضرورت نہیں۔ آپ مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ (طبری، ۳ : ۲۰۲)

(ز) حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے مابین ہمیشہ جنگ رہی جیسا کہ مکتوبات سے ظاہر ہے۔

وَكَيْفَ اَنْتَ صَانِعٌ[2] اِذَا تَقَشَّعَتْ عَنْكَ غَيَابَةُ مَا اَنْتَ فِيْهِ مِنْ دُنْيَا قَدْ فُتِنْتَ بِزِيْنَتِهَا وَرَكَنْتَ اِلٰى لَذَّاتِهَا وَخُلِّيَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ فِيْهَا وَهُوَ عَدُوٌّ كَلِبٌ مُضِلٌّ جَاهِدٌ مُلِحٌّ مَعَ مَا قَدْ ثَبَتَ فِيْ نَفْسِكَ مِنْ جِهَتِهَا دَعَتْكَ فَاَجَبْتَهَا وَقَادَتْكَ فَاتَّبَعْتَهَا وَاَمَرَتْكَ فَاَطَعْتَهَا فَاقْعَسْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَخُذْ اُهْبَةَ الْحِسَابِ فَاِنَّهُ يُوْشِكُ اَنْ يَقِفَكَ وَاقِفٌ عَلٰى مَا لَا يُنْجِيْكَ مِنْهُ مِجَنٌّ

وَمَتٰى كُنْتُمْ يَا مُعَاوِيَةُ سَاسَةَ الرَّعِيَّةِ اَوْ وُلَاةً لِاَمْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِلَا قَدَمٍ حَسَنٍ وَّلَا شَرَفٍ تَلِيْدٍ عَلٰى قَوْمِكَ فَاسْتَيْقِظْ مِنْ سِنَتِكَ وَارْجِعْ اِلٰى خَالِقِكَ وَشَمِّرْ لِمَا سَيَنْزِلُ بِكَ وَلَا تُمَكِّنْ عَدُوَّكَ الشَّيْطَانَ مِنْ بُغْيَتِهٖ بِكَ مَعَ اَنِّيْ اَعْرِفُ اَنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَادِقَانِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ لُزُوْمِ سَابِقِ الشَّقَاءِ۔

وَاِلَّا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اُعْلِمُكَ مَا اَغْفَلْتَ مِنْ نَفْسِكَ اِنَّكَ مُتْرَفٌ قَدْ اَخَذَ مِنْكَ الشَّيْطَانُ مَاْخَذَهٗ فَجَرٰى مِنْكَ مَجْرَى الدَّمِ فِي الْعُرُوْقِ وَلَسْتَ مِنْ اَئِمَّةِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَا مِنْ رُّعَاتِهَا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَوْ كَانَ اِلَى النَّاسِ اَوْ بِاَيْدِيْهِمْ لَحَسَدُوْنَاهُ وَلَامْتَنُّوْا عَلَيْنَا بِهٖ وَلٰكِنَّهٗ قَضَاءٌ مِّمَّنْ مَنَحَنَاهُ وَاخْتَصَّنَا بِهٖ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ الصَّادِقِ الْمُصَدَّقِ۔ لَا اَفْلَحَ مَنْ شَكَّ بَعْدَ الْعِرْفَانِ وَالْبَيِّنَةِ۔

رَبِّ احْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَدُوِّنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ[1]۔

كِتَابُ صِفِّيْن : ص ٢٨ - نهج البلاغة : ٢/ ٧ -

---

[1] هذا الابتداء المكتوب في النهج -

[2] في النهج هكذا = كيف انت صانع اذا تكشفت عنك جلابيب ما انت فيه من دنيا قد تبهجت بزينتها وخدعت فاتبعتها وامرتك فاطعتها (باقی ص ٣٢ پر)

۶۔ حضرت معاویہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

بندۂ خدا علی امیرالمؤمنین کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام۔

(راہ) ہدایت پر چلنے والوں پر (خدا کی) سلامتی ہو، میں اس خدا کی تعریف بجا لاتا ہوں، جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں!

اما بعد: تم زمانے کا دور، اس کی رفتار اور اہلِ زمانہ پر اُس کے تصرفات اور اُن سے

(بقیہ ص۴۷) وانه يوشك ان يقفك واقف على ما لا ينجيك منه مجن، فاقعس عن هذا الامر وخذ اهبة الحساب وشمر لما قد نزل بك ولا تمكن الغواة من سمعك والا تفعل اعلمك ما اغفلت من نفسك فانك مترف قد اخذ الشيطان منك مأخذه وبلغ فيك امله وجرى منك مجرى الروح والدم ومتى كنتم يا معاوية ساسة الرعية وولاة امر الامة بغير قدم سابق ولا شرف باسق ونعوذ بالله من لزوم سوابق الشقاء واحذرك ان تكون متماديا فى غرة الامنية مختلف العلانية والسريرة۔

وقد دعوت الى الحرب فدع الناس جانبا واخرج الى واعف الفريقين من القتال ليعلم اينا المرين على قلبه والمغطى على بصره فانا ابو حسن قاتل جدك وخالك واخيك شدخا يوم بدر وذلك السيف معى وبذلك القلب القى عدوى ما استبدلت دينا ولا استحدثت نبيا وانى لعلى المنهاج الذى تركتموه طائعين ودخلتم فيه مكرهين ـــ وزعمت انك جئت ثائرا بعثمان ولقد علمت حيث وقع دم عثمان فاطلبه من هناك ان كنت طالبا فكانى قد رأيتك تضج من الحرب اذا عضتك ضجيج الجمال بالاثقال وكانى بجماعتك تدعونى جزعا من الضرب المتتابع والقضاء الواقع ومصارع بعد مصارع الى كتاب الله وهى كافرة جاحدة او مبايعة حائدة۔

اُس کی ناموافقت خوب دیکھ چکے ہو ۔ دنیا کا سب سے اچھا کسب وہی ہے جو نیک لوگوں کو تقویٰ کی صورت میں حاصل ہوا اور جو شخص دنیا کو آخرت پر قیاس کرے گا، وہ ان دونوں میں بہت بُعد پائے گا۔

معاویہ، تم یہ خوب سمجھ لو کہ تم ایسی بات کے دعویدار ہوئے ہو جس کے نہ تم پہلے اہل تھے اور نہ اب حقدار ہو، اور تم اس سلسلہ میں کوئی ایسی واضح بات نہیں کہہ سکتے جس کا اثر معروف ہو یا اس کا کوئی شاہد ہو۔ تم نہ کتاب اللہ کی کسی آیت سے متعلق ہو، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معاہدے سے ۔ بھلا تم اُس وقت کیا کرو گے جب تمہارا یہ دنیوی لبادہ اُتر جائے گا جس کی زینت پر تم مفتون ہو چکے ہو، اس کی لذات کی طرف مائل ہو چکے ہو اور جس میں تمہارے اور تمہارے دشمن (شیطان) کے مابین راستہ کھل چکا ہے، حالانکہ وہ دشمن شدید گمراہ کن مہلک اور فنا کرنے والا ہے اور وہ تمہارے نفس میں قدم جما چکا ہے، اس نے تمہیں دعوت دی اور تم نے قبول کر لی، اس نے تمہیں (جدھر) چلایا، تم اُدھر چلدئے اور جو حکم دیا تم نے اُس کی تعمیل کی ۔ دیکھو اس کام سے دست کش ہو جاؤ اور حساب کی فکر کرو، کیونکہ عنقریب تم ایسی جگہ کھڑے کئے جاؤ گے جہاں کوئی سپر تمھیں کام نہ دے گی۔

اے معاویہ! (ذرا سوچو تو) تم امت مسلمہ کے سردار یا حکومتِ اسلامی کے سربراہ کس دن رہے ہے؟ نہ تو اپنی قوم پر تمھیں کوئی سابقہ خوبی حاصل ہے، نہ کوئی قدیمی شرف، لہذا نیند سے بیدار ہو جاؤ، اپنے خالق کی طرف رجوع کرو، اور اُس مصیبت کیلئے تیاری کرو جو عنقریب تم پر نازل ہونے والی ہے (حساب آخرت) اور اپنے دشمن شیطان کو اپنے اوپر مسلط نہ کرو، جس کی بغاوت تم میں بھی پیدا ہو گئی ہے، ساتھ ہی ساتھ تمھیں جتاتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں (جنھوں نے شیطان کو انسان کا دشمن بتایا ہے) ہم تو پُرانی بدبختی کو چپٹے رہنے سے (جس میں تم مبتلا ہو) خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

اگر تم نے (میری ہدایت پر) عمل نہ کیا تو میں تمھیں چھٹی کا دودھ یاد دلا دوں گا، تم بالکل بے سرے بن گئے ہو، تم پر شیطان نے قبضہ کر لیا ہے اور وہی تمھاری رگوں میں خون کے بجائے دوڑا پھر رہا ہے، تم نہ اس امت کے امام ہو نہ حاکم ۔ یہ بھی سمجھ لو کہ یہ حکومت اگر لوگوں کے

قبضے یا اختیار میں ہوتی تو وہ ضرور ہم سے حسد کرتے اور ہم پر اس کا احسان جتاتے لیکن یہ تو اس ذات کا فیصلہ تھا جس نے ہمیں یہ عطا فرمائی اور اس کے لئے ہمیں اپنے صادق و مصدق نبیؐ کی زبان سے مخصوص فرمایا۔ (ب) جو شخص جان بوجھ کر اور اس واضح حقیقت سے واقف ہو کر اس میں شک کرے وہ فلاح نہیں پا سکتا۔

اے پروردگار! تو ہی ہمارے اور ہمارے دشمن کے درمیان فیصلۂ حق فرما دے کر تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

۷۔ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ رضؓ

لَمَّا عَزَمَ اَھْلُ الشَّامِ عَلٰی نَصْرِ مُعَاوِیَۃَ رضؓ وَالْقِیَامِ مَعَہٗ، اَقْبَلَ اَبُوْمُسْلِمِ الْخَوْلَانِیّ وَکَانَ مِنْ عُبَّادِ اَھْلِ الشَّامِ. فَدَخَلَ عَلٰی مُعَاوِیَۃَ رضؓ فِیْ اُنَاسٍ مِنَ الْعُبَّادِ. فَقَالَ لَہٗ: "یَا مُعَاوِیَۃُ، قَدْ بَلَغَنَا اَنَّکَ تَھُمُّ بِمُحَارِبَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ. فَکَیْفَ تُنَاوِیْہِ وَلَیْسَتْ لَکَ مُسَابِقَتُہٗ؟" فَقَالَ لَھُمْ مُعَاوِیَۃُ: "لَسْتُ اَدَّعِیْ اَنِّیْ مِثْلُہٗ فِی الْفَضْلِ وَلٰکِنْ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ عُثْمَانَ رضؓ قُتِلَ مَظْلُوْمًا؟" قَالُوْا: "بَلٰی"۔ قَالَ: "فَلْیَدْفَعْ اِلَیْنَا قَتَلَتَہٗ حَتّٰی نُسَلِّمَ اِلَیْہِ ھٰذَا الْاَمْرَ"۔ قَالَ اَبُوْمُسْلِمٍ: "فَاکْتُبْ اِلَیْہِ بِذٰلِکَ حَتّٰی اَنْطَلِقَ اَنَا بِکِتَابِکَ"۔ فَکَتَبَ اِلَیْہِ رضؓ کِتَابًا۔ فَسَارَ اَبُوْمُسْلِمٍ بِکِتَابِہٖ حَتّٰی وَرَدَ الْکُوْفَۃَ وَدَخَلَ عَلٰی عَلِیٍّ رضؓ فَدَفَعَ اِلَیْہِ الْکِتَابَ فَقَرَأَہٗ وَکَتَبَ فِیْ جَوَابِہٖ:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنَّ اَخَا خَوْلَانَ قَدْ قَدِمَ عَلَیَّ بِکِتَابٍ مِّنْکَ تَذْکُرُ فِیْهِ نَطْعِیْ رَحِمَ
عُثْمَانَ وَ تَأْلِیْبِی النَّاسَ عَلَیْهِ وَ مَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ غَیْرَ اَنَّهٗ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَتَبَ النَّاسُ عَلَیْهِ، فَمِنْ بَیْنِ قَاتِلٍ وَّخَاذِلٍ، فَجَلَسْتُ فِیْ بَیْتِیْ وَ اعْتَزَلْتُ
اَمْرَهٗ اِلَّا اَنْ تَتَجَنّٰی فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَکَ۔

فَاَمَّا مَا سَئَلْتَ مِنْ دَفْعِیْ اِلَیْکَ قَتَلَتَهٗ، فَاِنِّیْ لَا اَرٰی ذٰلِکَ لِعِلْمِیْ
بِاَنَّکَ اِنَّمَا تَطْلُبُ ذٰلِکَ ذَرِیْعَةً اِلٰی مَا تَأْمَلُ وَ مِرْقَاةً اِلٰی مَا تَرْجُوْهُ،
وَ مَا الطَّلَبَ بِدَمِهٖ تُرِیْدُ۔ وَ لَعَمْرِیْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَزِعْ عَنْ غَیِّکَ وَ
شِقَاقِکَ لَیَنْزِلَنَّ بِکَ مَا یَنْزِلُ بِالشَّاقِّ الْعَاصِی الْبَاغِیْ۔

وَالسَّلَامُ۔

الاخبار الطوال: ص ۱۷۳ ۔ شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۳/۷۴

۷۔ حضرت معاویہؓ کے نام

جب شامیوں نے حضرت معاویہؓ کی امداد اور اُن کا ساتھ دینے کا ارادہ کر لیا، تو ابو مسلم خولانیؒ جو شام کے ایک مشہور عابد تھے، چند دیگر عابدوں کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے، اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرت علیؓ سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں بھلا یہ تو بتایئے کہ آپ ان کا مقابلہ کر ہی کیسے سکتے ہیں جبکہ آپ اُن کے مقابلے کے لائق ہی نہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میرا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ میں فضل و بزرگی میں ان کا ہم پلّہ ہوں، لیکن کیا آپ کو یہ معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے؟ وہ بولے "ہاں معلوم ہے"۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: "بس تو حضرت علیؓ کو چاہئے کہ وہ ان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ پھر ہم خلافت ان کے سپرد کر دیں گے"۔ یہ سن کے ابو مسلم بولے: "اچھا تم حضرت علیؓ کو اس کے متعلق لکھو، میں تمہارا خط لے کے خود اُن کے پاس جاؤں گا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے نام خط لکھا۔ ابو مسلمؒ اسے لے کے

روانہ ہوئے۔ کوفے پہنچ کے جب انھوں نے یہ خط حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اسے پڑھ کے یہ جواب تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

خدا کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام۔

امابعد! خولانی تمھارا خط لے کے میرے پاس آئے۔ تم لکھتے ہو کہ عثمان کو میں نے چھوڑ دیا اور لوگوں کو ان کی مخالفت پر ابھارا، حالانکہ میں نے یہ کچھ نہیں کیا، اس کے سوا کہ لوگ جب مرحوم سے ناراض ہوئے اور کچھ نے ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا، اور کچھ نے انھیں قتل کر دیا، تو اس موقع پر میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا اور اُن کے معاملے سے کنارہ کش ہوگیا اب بھی تم مجھ ناکردہ گناہ کو قصور وار ٹھیراؤ اور جس بات سے واقف ہو اُسے چھپاؤ، تو تم جانو۔

رہا تمھارا مجھ سے قاتلانِ عثمان کا مطالبہ، تو میں اس کے لئے تیار نہیں، کیونکہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تم اس مطالبے کو اپنی امیدوں اور منصوبوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہو، عثمان کے خون کا انتقام مقصود نہیں۔ اپنی جان کی قسم! اگر تم اپنی سرکشی اور مخالفت سے باز نہ آئے، تو تم پر وہی عذاب نازل ہوگا جو ہر شقی، گنہگار اور سرکش پر ہوتا چلا آیا ہے۔ والسلام

۸۔ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ رضؓ

وَفِی رِوَایَۃٍ اُخْرٰی اِنَّہٗ کَتَبَ ھٰذَا الْمَکْتُوْبَ :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ۔

اَمَّا بَعْدُ :

فَاِنَّ اَخَا خَوْلَانَ قَدِمَ عَلَیَّ بِكِتَابٍ مِّنْكَ تَذْكُرُ فِیْهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ وَمَا اَنْعَمَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِ مِنَ الْهُدٰى وَالْوَحْيِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَهُ
الْوَعْدَ وَاَيَّدَهٗ بِالنَّصْرِ وَمَكَّنَ لَهٗ فِی الْبِلَادِ وَاَظْهَرَهٗ عَلٰی اَهْلِ الْعَدَاوَةِ
وَالشَّنَاٰنِ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ وَثَبُوْا عَلَيْهِ وَشَنِفُوْا لَهٗ وَاَظْهَرُوْا تَكْذِيْبَهٗ وَ
بَارَزُوْهُ بِالْعَدَاوَةِ وَظَاهَرُوْا عَلٰی اِخْرَاجِهٖ وَاِخْرَاجِ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِهٖ
وَاَلَّبُوْا عَلَيْهِ الْعَرَبَ وَحَزَّبُوا الْاَحْزَابَ وَجَهَدُوْا فِیْ اَمْرِهٖ كُلَّ الْجَهْدِ
وَقَلَّبُوْا لَهُ الْاُمُوْرَ حَتّٰی جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُوْنَ
وَكَانَ اَشَدَّ النَّاسِ عَلَيْهِ تَاْلِيْبًا وَتَحْرِيْضًا اُسْرَتُهٗ وَالْاَدْنٰی فَالْاَدْنٰی
مِنْ قَوْمِهٖ اِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ۔

وَذَكَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اجْتَبٰی لَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَعْوَانًا اَيَّدَهٗ بِهِمْ
فَكَانُوْا فِیْ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهٗ عَلٰی قَدْرِ فَضَائِلِهِمْ فِی الْاِسْلَامِ فَكَانَ
اَفْضَلَهُمْ (زَعَمْتَ) فِی الْاِسْلَامِ وَاَنْصَحَهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةُ
وَخَلِيْفَةُ الْخَلِيْفَةِ مِنْ بَعْدِهٖ وَلَعَمْرِیْ اِنْ كَانَ مَكَانُهُمَا فِی الْاِسْلَامِ
لَعَظِيْمًا وَاِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ فَرَحِمَهُمَا
اللّٰهُ وَجَزَاهُمَا اَحْسَنَ مَا عَمِلَا۔ وَذَكَرْتَ اَنَّ عُثْمَانَ كَانَ فِی الْفَضْلِ
تَالِيًا۔ فَاِنْ يَّكُ عُثْمَانُ مُحْسِنًا فَسَيَلْقٰى رَبًّا شَكُوْرًا يُّضَاعِفُ لَهُ
الْحَسَنَاتِ وَيَجْزِيْهِ الثَّوَابَ الْعَظِيْمَ وَاِنْ يَّكُ مُسِيْئًا فَسَيَلْقٰى رَبًّا
غَفُوْرًا لَّا يَتَعَاظَمُهٗ ذَنْبٌ اَنْ يَّغْفِرَهٗ۔

وَلَعَمْرِیْ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اِذَا اَعْطَی اللّٰهُ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ فَضَائِلِهِمْ
فِی الْاِسْلَامِ وَنَصِيْحَتِهِمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ سَهْمُنَا فِیْ ذٰلِكَ
اَهْلَ الْبَيْتِ اَوْفَرَ نَصِيْبٍ اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ لَمَّا دَعَا
اِلَی الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّوْحِيْدِ لَهٗ كُنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ
وَصَدَّقَ فِیْ مَا جَاءَ فَبِتْنَا اَحْوَالًا كَامِلَةً مُّجَرَّمَةً تَامَّةً وَمَا يَعْبُدُ اللّٰهَ

فِي رَبْعٍ سَاكِنٍ مِّنَ الْعَرَبِ غَيْرُنَا۔

فَأَرَادَ[1] قَوْمُنَا قَتْلَ نَبِيِّنَا وَاجْتِيَاحَ أَصْلِنَا وَهَمُّوا بِنَا الْهُمُوْمَ وَفَعَلُوا بِنَا الْأَفَاعِيْلَ وَمَنَعُوْنَا الْمَسِيْرَةَ وَأَمْسَكُوا عَنَّا الْعَذْبَ وَأَحْلَسُوْنَا الْخَوْفَ وَجَعَلُوا عَلَيْنَا الْأَرْصَادَ وَالْعُيُوْنَ وَاضْطَرُّوْنَا إِلَى جَبَلٍ وَّعْرٍ وَّأَوْقَدُوا لَنَا نَارَ الْحَرْبِ وَكَتَبُوا بَيْنَهُمْ كِتَابًا لَّا يُوَاكِلُوْنَنَا وَلَا يُشَارِبُوْنَنَا وَلَا يُنَاكِحُوْنَنَا وَلَا يُبَايِعُوْنَنَا وَلَا نَأْمَنُ مِنْهُمْ حَتَّى نَدْفَعَ إِلَيْهِمْ مُحَمَّدًا فَيَقْتُلُوْنَهُ وَيُمَثِّلُوْنَ بِهِ فَلَمْ نَكُنْ نَأْمَنُ فِيْهِمْ إِلَّا مِنْ مَوْسِمٍ إِلَى مَوْسِمٍ فَعَزَمَ اللّٰهُ لَنَا عَلَى مَنْعِهِ وَالذَّبِّ عَنْ حَوْزَتِهِ وَالرَّمْيِ مِنْ وَّرَاءِ حُرْمَتِهِ وَالْقِيَامِ بِأَسْيَافِنَا دُوْنَهُ فِي سَاعَاتِ الْخَوْفِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ مُؤْمِنُنَا يَبْغِيْ بِذَالِكَ الْأَجْرَ وَكَافِرُنَا يُحَامِيْ عَنِ الْأَصْلِ وَأَمَّا مَنْ أَسْلَمَ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِنَّهُمْ مِمَّا نَحْنُ فِيْهِ خَلَاءٌ مِّنْهُمُ الْحَلِيْفُ الْمَمْنُوْعُ وَمِنْهُمْ ذُو الْعَشِيْرَةِ الَّتِيْ تُدَافِعُ عَنْهُ فَلَا يَبْغِيْهِ أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا بَغَانَا بِهِ قَوْمُنَا مِنَ التَّلَفِ فَهُمْ مِنَ الْقَتْلِ بِمَكَانِ نَجْوَةٍ وَّأَمْنٍ، فَكَانَ ذَالِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّكُوْنَ۔

ثُمَّ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى رَسُوْلَهُ بِالْهِجْرَةِ وَأَذِنَ لَهُ بَعْدَ ذَالِكَ فِي قِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ فَكَانَ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ وَأَحْجَمَ النَّاسُ وَدُعِيَتْ نَزَالِ أَقَامَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَاسْتَقْدَمُوْا فَوَقَى بِهِمْ أَصْحَابَهُ حَدَّ الْأَسِنَّةِ وَالسُّيُوْفِ فَقُتِلَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّقُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ أُحُدٍ وَّقُتِلَ جَعْفَرٌ وَّزَيْدٌ يَوْمَ مُؤْتَةَ۔ وَأَرَادَ مَنْ لَّوْ شِئْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلَ الَّذِيْ أَرَادُوْا مِنَ الشَّهَادَةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ غَيْرَ مَرَّةٍ إِلَّا أَنَّ آجَالَهُمْ عُجِّلَتْ وَمَنِيَّتَهُ أُجِّلَتْ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْإِحْسَانِ[2]

---

[1] هذا ابتداء المكتوب في النهج۔

[2] ليست العبارة من "والله ولي الاحسان" الى "باحسن اعمالهم" في النهج

إِلَيْهِمْ وَالْمِنَّةِ عَلَيْهِمْ بِمَا أَسْلَفُوا مِنْ أَمْرِ الصَّالِحَاتِ فَمَا سَمِعْتُ بِأَحَدٍ وَلَا رَأَيْتُهُ هُوَ أَنْصَحُ فِي طَاعَةِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَلَا أَصْبَرُ عَلَى اللَّأْوَاءِ وَالسَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ وَمَوَاطِنِ الْمَكْرُوهِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ سَمَّيْتَ لَكَ وَفِي الْمُهَاجِرِينَ خَيْرٌ كَثِيرٌ يُعْرَفُ جَزَاهُمُ اللهُ خَيْرًا بِأَحْسَنِ أَعْمَالِهِمْ۔

فَيَا عَجَبًا لِلدَّهْرِ إِذْ صِرْتُ يُقْرَنُ بِي مَنْ لَمْ يَسْعَ بِقَدَمِي وَلَمْ تَكُنْ لَهُ كَسَابِقَتِي الَّتِي لَا يُدْلِي أَحَدٌ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ مَا لَا أَعْرِفُهُ وَلَا أَظُنُّ اللهَ يَعْرِفُهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔

وَذَكَرْتَ[1] حَسَدِي الْخُلَفَاءَ وَإِبْطَائِي عَنْهُمْ وَبَغْيِي عَلَيْهِمْ فَأَمَّا الْبَغْيُ فَمَعَاذَ اللهِ أَنْ يَكُونَ وَأَمَّا الْإِبْطَاءُ عَنْهُمْ وَالْكَرَاهِيَةُ لِأَمْرِهِمْ فَلَسْتُ أَعْتَذِرُ إِلَى النَّاسِ مِنْ ذٰلِكَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى ذِكْرُهُ لَمَّا قَبَضَ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَتْ قُرَيْشٌ: "مِنَّا أَمِيرٌ"؛ وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: "مِنَّا أَمِيرٌ"؛ فَقَالَتْ قُرَيْشٌ مِنَّا مُحَمَّدٌ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْأَمْرِ فَسَلَّمَتْ لَهُمُ الْوِلَايَةَ وَالسُّلْطَانَ إِذَا اسْتَحَقُّوهَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ دُونَ الْأَنْصَارِ، فَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِمُحَمَّدٍ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُمْ وَإِلَّا فَإِنَّ الْأَنْصَارَ أَعْظَمُ الْعَرَبِ فِيهَا نَصِيبًا۔ فَلَا أَدْرِي أَصْحَابِي سَلِمُوا مِنْ أَنْ يَكُونُوا حَقِّي أَخَذُوا أَوِ الْأَنْصَارَ ظَلَمُوا، بَلْ عَرَفْتُ أَنَّ حَقِّي هُوَ الْمَأْخُوذُ وَتَرَكْتُهُ لَهُمْ تَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُمْ۔

وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ وَتَقْطِيعِي رَحِمَهُ وَتَأْلِيبِي عَلَيْهِ فَإِنَّ عُثْمَانَ عَمِلَ مَا قَدْ بَلَغَكَ فَصَنَعَ النَّاسُ بِهِ مَا رَأَيْتَ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنِّي[2] قَدْ كُنْتُ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُ إِلَّا أَنْ تَتَجَنَّى فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ

---

[1] ليس هذا الى من "وذكرت حسدي" الى "مابدا لك" في النهج

مِنْ اَمْرِ قَتَلَةِ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ نَظَرْتُ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ وَضَرَبْتُ اَنْفَهٗ وَعَیْنَهٗ فَلَمْ اَرَهٗ یَسَعُنِیْ دَفْعُهُمْ اِلَیْكَ وَلَا اِلٰی غَیْرِكَ وَلَعَمْرِیْ لَئِنْ لَّمْ تَنْزِعْ عَنْ غَیِّكَ وَشِقَاقِكَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ عَمَّا قَلِیْلٍ یَطْلُبُوْنَكَ لَا یُكَلِّفُوْنَكَ اَنْ تَطْلُبَهُمْ فِیْ بَرٍّ وَّلَا بَحْرٍ وَّلَا جَبَلٍ وَّلَا سَهْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ طَلَبٌ یَسُوْءُكَ وِجْدَانُهٗ وَزَوْرٌ لَّا یَسُرُّكَ لُقْیَانُهٗ[1]

وَقَدْ كَانَ اَبُوْكَ اَبُوْسُفْیَانَ اَتَانِیْ حِیْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ فَقَالَ: "اَنْتَ اَحَقُّ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ وَّاَوْلَى النَّاسِ بِهٰذَا الْاَمْرِ وَاَنَا زَعِیْمٌ لَّكَ بِذَالِكَ عَلٰی مَنْ خَالَفَ، اُبْسُطْ یَدَكَ اُبَایِعْكَ" فَلَمْ اَفْعَلْ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ اَبَاكَ قَدْ قَالَ ذَالِكَ وَاَرَادَهٗ حَتّٰی كُنْتُ اَنَا الَّذِیْ اَبَیْتُ عَلَیْهِ مَخَافَةَ الْفُرْقَةِ بَیْنَ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لِقُرْبِ عَهْدِ النَّاسِ بِالْكُفْرِ فَاَبُوْكَ كَانَ اَعْرَفَ بِحَقِّیْ مِنْكَ۔ فَاِنْ تَعْرِفْ مِنْ حَقِّیْ مَا كَانَ اَبُوْكَ یَعْرِفُ تُصِبْ رُشْدَكَ وَاِلَّا فَنَسْتَعِیْنُ اللّٰهَ عَلَیْكَ وَالسَّلَامُ لِاَهْلِهٖ۔

العقد الفرید : ۲/۲۳۳ - نهج البلاغة : ۲/۶ - شرح ابن ابی الحدید : ۳/۳۰۸ - کتاب الصفین : ص ۱۸

۸۔ حضرت معاویہؓ کے نام

ایک اور روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو ابو مسلم خولانیؒ کے لائے ہوئے خط کے جواب میں یہ مکتوب ارسال فرمایا :

---

[1] هذا خاتمة الکتاب فی النهج۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ خدا، علی، امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام۔

امابعد: خولانی تمھارا خط لائے۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی وحی و ہدایت کی صورت میں انعام کا تذکرہ کیا ہے، بیشک وہ خدا لائق تعریف ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا وعدہ پورا کیا (انھیں کامیابی عطا فرمائی) اپنی نصرت سے ان کی مدد کی، ملک میں ان کی جڑیں مضبوط کیں، دشمنی اور بغض رکھنے والے جب ان پر ٹوٹ پڑے، اُن کی بدخواہی کرنے لگے، اُن کی تکذیب پر متحد ہو گئے، عناد سے آمادۂ جنگ ہوئے ان کو، ان کے رشتہ داروں اور ساتھیوں کو ملک بدر کرنے پر آمادہ ہوئے، عربوں نے اُن کی دشمنی پر اتفاق کر لیا، جنگِ احزاب[1] کی تیاری کی، اُن کے کاموں کو الٹ پلٹ کرنے لگے، تو اُس (اللہ) نے ان کی مدد فرمائی، یہاں تک کہ حق اور اللہ تعالیٰ کا منشا پورا ہو کے رہا اور وہ (دشمن رسولؐ) ناپسند کرتے رہے، آپؐ کے خلاف لوگوں کو اُبھارنے اور بھڑکانے میں پیش پیش آپؐ کی قوم کے بڑے بڑے لوگ تھے، تو پھر چھوٹوں کا ذکر ہی کیا، سوا ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔

تم نے یہ تذکرہ بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے کچھ مسلمانوں کو بطور مددگار منتخب فرمایا جنھوں نے آپؐ کی تائید کی، پس انھوں نے اپنی فضیلتِ اسلام کے اندازے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا اپنا مقام حاصل کر لیا۔ تمہارے گمان میں اسلامی فضیلت اور خدا و رسول کی خیر خواہی میں سب سے افضل خلیفہ (حضرت ابوبکرؓ) اور خلیفۂ خلیفہ (حضرت عمرؓ) تھے، میں تسمیہ کہتا ہوں: بے شک اسلام میں ان کا مقام بہت بلند ہے

---

[1] جنگِ احزاب (احزاب جمع ہے حزب کی، حزب کے معنی گروہ) جنگِ خندق کا نام ہے جس میں قریش کے پانچ قبیلوں غطفان، اشجع، سلیم، بنو وہ اور اسد نے دس ہزار کی تعداد میں جمع ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا اور مسلمانوں پر حملہ کیا تھا اور اس متحدہ لشکر کی قیادت حضرت معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ نے کی تھی۔

اور (ان کی وفات سے) اسلام کو ایک بڑا زخم آیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے اعمال کا اچھے سے اچھا بدلہ عنایت فرمائے۔"

تم نے مزید ذکر کیا ہے کہ عثمان (بھی) فضیلت میں ان سے ملتے جلتے تھے ۔ لہٰذا (دیکھو) اگر عثمان نیکوکار تھے، تو تھوڑی سی نیکی کا بہت بڑا صلہ دینے والے اپنے پروردگار سے جلد ملاقات کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ اُن کی نیکیوں کو المضاعف فرمائے اور ثواب عظیم عطا کرے ! اگر غلط کار تھے تو وہ جلد پروردگار غفار سے ملاقی ہوں گے، جس کے لئے گناہوں کو معاف فرما دینا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

میں قسمیہ کہتا ہوں ، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جب فضیلتِ اسلام اور خیر خواہی خدا و رسولؐ کے مطابق لوگوں کو مرتبے عطا فرمائے گا تو اس میں ہم اہل بیت کا حصہ سب سے زیادہ ہوگا، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایمان و توحید کی دعوت پیش کی، تو ہم اہلِ بیت ہی سب سے پہلے ایمان لائے اور ان کی رسالت کی تصدیق کی ۔ پس راتوں رات ہمارے حالات مکمل اور پورے پورے باعزت ہو گئے۔ بستی کے رہنے والے عربوں میں ہمارے سوا کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی۔

یہ دیکھ کے ہماری قوم نے چاہا کہ ہمارے نبیؐ کو قتل کردیں اور ہماری جڑیں اکھاڑ پھینکیں لہٰذا ہمارے خلاف بڑے بڑے منصوبے بنائے اور بڑے سخت سخت اقدام کیے ، انھوں نے ہمیں چلنے پھرنے سے روکا (نظر بند کیا) ہماری معاشی سہولتیں بند کیں ، ہم پر مستقل خوف طاری کر دیا ، ہم پر جاسوس ذنگراں مقرر کئے ، ہمیں چٹیل پہاڑ کی طرف چلا جانے پر مجبور کیا، ہمارے خلاف جنگ کی آگ بھڑکائی اور آپس میں تحریری معاہدہ کیا کہ ہمیں نہ کوئی کھانے پینے کو دے نہ ہم سے شادی بیاہ کرے ، نہ خرید و فروخت کرے اور نہ ہمیں کوئی پناہ دے ، تا آنکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کردیں اور وہ آپؐ کو قتل کر کے مُثلہ کردیں[۱]۔ ہمیں امن صرف جنگ کے زمانے میں ملتا تھا۔

---

[۱] کفار مکہ جب تحریکِ اسلامی کو دبانے کی ہر طرح کوشش کر چکے اور کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو (باقی ص۵۹ پر)

مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمت دی کہ ان رات دن کے خطرات سے ہم رسول اللہؐ کو بچائیں آپؐ کی طرف سے مدافعت کریں، آپؐ کی حُرمت کی خاطر تیر چلائیں اور آپؐ کی حمایت میں تلوار اٹھائیں، اس کام میں ہمارے مؤمنین کا مقصد حصولِ اجر اور کافروں کا حمایتِ خاندان تھا لیکن (یہ بھی واضح رہے کہ اس وقت) قریش میں سے جو ایمان لے آئے تھے، وہ اُن مصائب سے جن میں ہم مبتلا تھے (بالکل) محفوظ تھے، کیونکہ ان میں سے بعض وہ لوگ تھے جن کی حفاظت کا معاہدہ ہوچکا تھا اور بعض ایسے قبائل سے تعلق رکھتے تھے جو ان کے محافظ تھے، لہٰذا یہ لوگ اس بربادی اور ہلاکت سے محفوظ رہے جس میں ہم مبتلا تھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کو بڑا دخل تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ہجرت کا حکم دیا اور اس کے بعد مشرکین سے جنگ کی اجازت دے دی، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب لڑائی شدّت اختیار کرجاتی اور لوگ بچنے لگتے اور مبارزطلبی کی جاتی تو آپؐ اپنے گھروالوں کو آگے بڑھا کر اپنے (دوسرے) ساتھیوں کو تیروں اور تلواروں سے محفوظ فرما لیتے تھے، چنانچہ عبیدہ ابن حارث

(بقیہ ۵۸) انھوں نے ایک عام شوریٰ کرکے طے کیا کہ بنی ہاشم و بنی مطلب کا مجلسی مقاطعہ کیا جائے، چنانچہ منصور ابن عکرمہ ابن عامر ابن ہاشم نے ایک معاہدہ تحریر کیا، ان سے نہ کوئی رشتہ، بیاہ شادی کرے، نہ خرید و فروخت اور نہ میل جول رکھے اور اس پر سب کے دستخط کراکے اُسے خانہ کعبہ میں آویزاں کردیا۔ لہٰذا کل (مسلم اور غیرمسلم) بنی ہاشم جمع ہوکے ابوطالب کے یہاں چلے آئے اور ان کے ساتھ شعبِ ابی طالب میں (جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی) چلے گئے، صرف ابولہب ان میں سے پھوٹ کے کفارِ مکّہ سے جاملا اور اپنے خاندان کے خلاف ان کو ہر طرح کی مدد دی۔ چنانچہ بنی ہاشم پر پہرے لگا دیئے گئے کہ نہ وہ باہر آسکیں، نہ ان تک کوئی چیز پہنچ سکے۔ بنی ہاشم پر یہ سب سے بڑی مصیبت آئی اور ان کی زندگی دشوار ہوگئی۔ بنی ہاشم شدید ترین جسمانی اور روحانی اذیتوں کا شکار رہے۔ یہ مقاطعہ مسلسل تین سال تک جاری رہا۔ پھر مطعم ابن عدی نے وہ معاہدہ پھاڑ کے پھینک دیا اور بنی ہاشم کو اس مصیبت سے نجات ملی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱ : ۲۱۵)

جنگِ بدر میں، حمزہ جنگِ احد میں اور جعفر وزید جنگِ موتہ میں شہید ہوئے اور چاہو تو میں ایک اور شخص کا بھی نام لوں (مراد اپنی ذات ہے) جس نے ان شہدا کی طرح رسول اللہؐ کے ساتھ کئی بار شہادت حاصل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن ان شہدا کی موت نے جلدی کی اور اُس کی موت نے مُہلت دی اور ان لوگوں کے نیکی اختیار کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کے احسان و کرم کو دخل تھا، پھر نہ کوئی شخص میرے سننے میں آیا، نہ دیکھنے میں جو ان حضرات سے زیادہ، جن کے نام میں نے تمہیں بتلائے، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں مخلص ہو، سختی، خوشحالی، تنگی، جنگ اور دیگر مقاماتِ خطر میں رسولؐ اللہ کے ساتھ رہنے کو ان سے زیادہ برداشت کیا ہو۔ مہاجرین میں اور بھی بہت سے شہرۂ آفاق خوبیاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اعمالِ صالحہ کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

اب زمانے کی نیرنگی دیکھو میرے مقابلے میں وہ آرہا ہے جو نہ میری طرح پیش رو ہے، نہ اُسے میری سی وہ سبقت (اسلام) حاصل ہے، جو میرے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں، یہ اور بات ہے کہ کوئی مدعی وہ دعویٰ کر بیٹھے جس سے نہ میں واقف ہوں، نہ میرے خیال میں خدا ہی واقف ہوگا، ہر حال میں اللہ کی تعریف واجب ہے۔

پھر تم نے خلفاء سے میرے حسد، ان کی طرف میرے دیر سے بڑھنے اور بغاوت کرنے کا تذکرہ کیا ہے، بغاوت سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں (میں نے ہرگز نہیں کی)۔ رہی میری تاخیر اور ان کی حکومت کو ناپسند کرنا، تو مجھے لوگوں سے اس کی معذرت کی ضرورت نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اٹھاتے وقت ہی کر دیا تھا (یعنی) جب قریش نے کہا تھا کہ امیر ہم میں سے ہو اور انصار نے کہا ہم میں سے، تو قریش نے (اپنے دعویٰ کی یہ دلیل پیش کی کہ) کہا: چونکہ محمدؐ ہم میں سے تھے، اس لئے ہم زیادہ حقدار ہیں کہ امیر ہم میں سے ہو۔ یہ بات (دلیل) انصار کی سمجھ میں آگئی اور انھوں نے ولایت و حکومت مہاجرین کے حوالے کر دی۔ لہٰذا جب ان لوگوں نے انصار کے مقابلے میں استحقاقِ خلافت تعلقِ محمدیؐ کی بنا پر قائم کیا تو (ظاہر ہے کہ) جس کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوگا وہ اس (خلافت) کا مستحق بھی زیادہ ہوگا اور اگر یہ اصول نہ ہو تو پھر اپنی اکثریت کی بنا پر انصار زیادہ حقدار تھے

(اب) مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھی مہاجرین اس سے بری ہیں کہ انھوں نے میرا حق لیا یا انصار پر ظلم کیا، لیکن نہیں میں نے سمجھ لیا کہ میرا ہی حق چھینا ہے اور میں نے حسبۃً للہ ان کے حق میں اپنا حق چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ انھیں معاف فرمائے۔

تم نے عثمان کے معاملے کا جو ذکر کیا ہے کہ میں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور لوگوں کو ان کے خلاف برانگیختہ کیا، تو عثمان نے جو کچھ کیا، اس کی خبر تمھیں مل چکی اور لوگوں نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ بھی تم دیکھ چکے ہو اور تمھیں یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اس معاملے سے بے تعلق تھا۔ اب تم مجھے ناکردہ گناہ تقصیروار ٹھیراؤ اور جس بات سے واقف ہو اُسے چھپاؤ تو تمھیں اختیار ہے۔

تم نے قاتلانِ عثمان کے بارے میں جو لکھا ہے۔ تو میں اس معاملے پر نظر ڈالی اور بہت غور و خوض کیا، لیکن مجھے ان (قاتلوں) کو تمھارے یا تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دینے کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

(دیکھو جی اب) میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر تم اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئے تو بہت جلد اُن سے متعارف ہو جاؤ گے جنھیں تلاش کر رہے ہو اور جو تمھیں نہ خشکی میں تلاش کی تکلیف دیں گے، نہ تری میں، نہ پہاڑ پر اور نہ سطح ارض پر۔ (میری فوج خود تمھارے مقابلے میں آجائے گی، تمھیں نکلنے کی ضرورت نہ ہوگی)۔ لیکن (یہ ضرور ہے کہ) اس تلاش کی کامیابی تمھیں ناگوار ہوگی، اور ان ملنے والوں کی ملاقات تمھیں خوش نہیں کرے گی۔

اور ہاں، تمہارے باپ ابوسفیانؓ تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

[1] جس وقت حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہونے لگی تو ابوسفیانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے خلافت اس چھوٹے سے قبیلے میں کیوں جارہی ہے؟ آپ ہاتھ بڑھائیے میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور ان لوگوں نے سر اٹھایا تو میں پیادوں اور سواروں سے مدینے کو بھر دوں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ابوسفیان تم ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہو، تم اس وقت بھی مسلمانوں میں تفرقہ اور خونریزی چاہتے ہو؟ چلے جاؤ، ہمیں تمہارے مشورے اور نصیحت کی ضرورت نہیں، ہم نے ابوبکرؓ کو اس کا اہل سمجھ کے خلیفہ بنایا ہے (طبری، ۳ : ۲۰۲)

ہی کے وقت آئے تھے اور کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم مقامی اور اس حکومت کے سب سے زیادہ حقدار تم ہو اور جو شخص تمہاری مخالفت کرے گا، میں اُس کے مقابلے میں تمہارا حامی ہوں، ہاتھ بڑھاؤ میں بیعت کرتا ہوں، لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ تم اپنے باپ کے اس قول اور ارادے سے باخبر ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اس سے صرف تفریق بین المسلمین کے خیال سے انکار کر دیا تھا، کیونکہ لوگ ابھی کفر سے قریب تھے (ارتداد کا خطرہ تھا) لہذا (اس سے ثابت ہوا کہ) تمہارے باپ میرے حق کے بارے میں تم سے زیادہ واقف تھے، پس اگر اپنے باپ کی طرح تم بھی میرا حق پہچان لو گے تو ہدایت یاب ہو گے، ورنہ ہم تمہارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔ (خدا کی) سلامتی ہو اُس پر جو اس کا اہل ہو۔

۹- اِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ

وَكَتَبَ إِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضؓ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ۔

أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ الدُّنْيَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَيْرِهَا۔ صَاحِبُهَا مَنْهُوْمٌ فِيْهَا، لَا يُصِيْبُ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا ازْدَادَ عَلَيْهَا حِرْصًاؐ وَلَمْ يَسْتَغْنِ بِمَا نَالَ عَمَّا لَا يَبْلُغُ وَمِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ فِرَاقُ مَا جَمَعَ وَالسَّعِيْدُ مَنِ اتَّعَظَ بِغَيْرِهٖ فَلَا تُحْبِطْ عَمَلَكَؐ بِمُجَارَاتِ

لہ فی النہج: ولم یصب صاحبها منها شيئا الا فتحت له حرصا ولعجا بها ولن یستغنی صاحبها مما نال فيها عما لم يبلغه منها وفی شرحه: الا فتحت له حرصا يزيده فيها رغبته ولم يستغن۔

کہ فی النہج: ونقص ما ابرم ولو اعتبرت بما مضى حفظت ما بقی والسلام۔ وفی شرحه: والسعيد من اتعظ لغيره۔ فلا تحبط يا عبد الله اجرك ولا تتبع معاوية فی باطله۔ والسلام۔

مُعَاوِيَةَ فِيْ بَاطِلِهٖ فَاِنَّهٗ سَفِهَ الْحَقَّ وَاخْتَارَ الْبَاطِلَ۔
وَالسَّلَامُ

الاخبار الطوال: ص ١٦٤ - نہج البلاغۃ: ص ٢٨١ - شرح ابن ابی الحدید ١/١٨٩ و ٤/ ١١٤ -

---

۹۔ حضرت عمروؓ ابن العاص کے نام

حضرت علیؓ نے اسی موقع پر حضرت عمروؓ بن العاص کے نام بھی یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

بندۂ خدا، امیرالمومنین کی طرف سے عمرو بن العاص کے نام۔

اما بعد:

دنیا (انسان کو) ہر چیز سے چھڑا کر اپنی طرف مائل کر لیتی ہے اور دنیادار ہمہ تن اسی کے درپے ہو جاتا ہے، اس میں جتنا حاصل ہوتا جاتا ہے، دنیا کی حرص بڑھتی جاتی ہے، اور حاصل شدہ حصہ غیر حاصل شدہ سے بے نیاز نہیں کرتا۔

اس کے علاوہ انسان کو اپنی جمع کردہ اشیاء سے ایک دن جدا ہونا بھی ضروری ہے۔ پس خوش نصیب وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

ہذا (دیکھو) تم معاویہ کی غلط کاری میں ان کا ساتھ دے کے اپنے اعمال رائگاں نہ کرو، کیونکہ انھوں نے حق کو چھوڑ کے ناحق کو اختیار کر لیا ہے۔

والسّلام۔

١٠- اِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَى الْاَبْتَرِ بْنِ الْاَبْتَرِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ شَانِئِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّكَ[له] تَرَكْتَ مُرُوْءَتَكَ لِامْرِئٍ فَاسِقٍ مَهْتُوْكٍ سِتْرُهٗ يَشِيْنُ الْكَرِيْمَ بِمَجْلِسِهٖ وَيُسَفِّهُ الْحَلِيْمَ بِخِلْطَتِهٖ فَصَارَ قَلْبُكَ لِقَلْبِهٖ تَبَعًا، كَمَا قِيْلَ: "وَافَقَ شَنٌّ طَبَقَةً"۔ فَسَلَبَكَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَدُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ وَكَانَ عِلْمُ اللّٰهِ بَالِغًا فِيْكَ فَصِرْتَ كَالذِّئْبِ يَتْبَعُ الضِّرْغَامَ اِذَا مَا اللَّيْلُ دَجَا اَوْ اَتَى الصُّبْحُ يَلْتَمِسُ فَاضِلَ سُؤْرِهٖ وَحَوَايَا فَرِيْسَتِهٖ وَلٰكِنْ لَّا نَجَاةَ مِنَ الْقَدَرِ وَلَوْ بِالْحَقِّ اَخَذْتَ لَاَدْرَكْتَ مَا رَجَوْتَ وَقَدْ رَشَدَ مَنْ كَانَ الْحَقُّ قَائِدَهٗ۔ فَاِنْ يُّمَكِّنِ اللّٰهُ مِنْكَ وَمِنْ اٰكِلَةِ الْاَكْبَادِ اُلْحِقْكُمَا بِمَنْ قَتَلَهُ اللّٰهُ مِنْ ظَلَمَةِ قُرَيْشٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاِنْ تُعْجِزَا وَتَبْقَيَا بَعْدِيْ فَاللّٰهُ حَسْبُكُمَا وَكَفٰى بِانْتِقَامِهٖ انْتِقَامًا وَّبِعِقَابِهٖ عِقَابًا۔ وَالسَّلَامُ

کتاب صفین: نهج البلاغة: ۳۵/۲ - شرح ابن ابی الحدید: ۲/ ۲۸۵ -

له في النهج هكذا: فَاِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِيْنَكَ تبعا لدنيا امرئ ظاهر غيه مهتوك ستره يشين الكريم بمجلسه ويسفه الحليم بخلطته فاتبعت اثره وطلبت فضله اتباع الكلب للضرغام يلوذ الى مخالبه وينتظر ما يلقى اليه من فضل فريسته فاذهبت دنياك وآخرتك ولو بالحق اخذت ادركت ما طلبت۔ فان يمكني منك ومن ابن ابي سفيان اجزكما بما قدمتما وان تعجزا(نی) وتبقيا فما امامكما شر لكما۔ والسلام

١٠۔ حضرت عمرؓو ابن العاص کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بندۂ خدا، علی، امیرالمومنین کی طرف سے نسل بریدہ[١] ابن نسل بریدہ عمرو بن العاص ابن وائل کے نام جو جاہلیت اور اسلام دونوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان کا دشمن رہا۔

راہِ ہدایت پر چلنے والے پر سلامتی ہو، اما بعد: تم نے اپنی مروت ایسے فاسق کیلئے ترک کر دی جس کا پردہ فاش ہو چکا ہے، جو اپنی مجلس میں عزت دار پر عیب لگاتا ہے اور اپنی صحبت میں بردبار کو بے وقوف کہتا ہے۔ اب تمہارا دل اس کے دل کا ایسا تابع ہو گیا ہے جیسے وَافَقَ شَنٌّ طَبَقَةً[٢] ایک مشہور مثل ہے۔ لہٰذا اس نے تم سے تمہارا دین و امانت، دنیا و آخرت سب کچھ چھین لیا۔ اللہ تمہارے حال سے باخبر ہے، پس تم اس بھیڑیے کی طرح ہو جو رات کے اندھیرے اور دن کی روشنی میں شیر کے پیچھے لگا اس کے جھوٹے، بچے کھچے اور اس کے شکار کے اوجھ کی تلاش میں رہتا ہے، لیکن مقدر سے نجات نہیں (اتنا ہی ملتا ہے جتنا تقدیر میں ہو)۔ اگر تم حق اختیار کرتے، تو اپنی آرزو ضرور حاصل کر لیتے، بیشک جس کا قائد حق ہو، وہ ضرور ہدایت پاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر اور جگر خوارماں (ہندہ) کے بیٹے (حضرت معاویہؓ) پر قابو دے دیا، تو میں تم دونوں کو قریش کے ان ظالموں سے ملا دوں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک فرمایا اور اگر تم (میرے) قبضے میں نہ آئے اور میرے بعد باقی رہے، تو تمہیں اللہ تعالیٰ سمجھ لے گا، اور اس کا انتقام و عذاب کافی ہے۔ والسلام۔

---

[١] حضور علیہ السلام کے صاحبزادے قاسمؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عمروؓ کے باپ عاص نے حضور کو ابتر (نسل بریدہ) کے نام سے موسوم کیا، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیہ "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" نازل ہوئی جس میں عاص کو دشمن رسول اور نسل بریدہ فرمایا گیا۔

[٢] ایک ضرب المثل ہے جو کسی کی کامل موافقت کے موقع پر بولی جاتی ہے۔

١١- إِلَىٰ أَهْلِ الْكُوفَةِ

لَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّؓ عَلَى الرَّبَذَةِ فِي مَسِيرِهِ إِلَى الْبَصْرَةِ - أَقَامَ بِهَا وَسَرَّحَ مِنْهَا إِلَى الْكُوفَةِ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَمُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ وَكَتَبَ إِلَىٰ أَهْلِ الْكُوفَةِ كِتَابًا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنِّي قَدْ اخْتَرْتُكُمْ وَآثَرْتُ النُّزُولَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، لِمَا أَعْرِفُ مِنْ مَوَدَّتِكُمْ وَحُبِّكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَمَنْ جَاءَنِي وَنَصَرَنِي فَقَدْ أَجَابَ الْحَقَّ وَقَضَى الَّذِي عَلَيْهِ -

الطبری: ۱۸۴/۵ - شرح ابن ابی الحدید = ۳/۲۹۴ -

١١- اہل کوفہ کے نام

جب حضرت علیؓ بصرے تشریف لے جاتے ہوئے مقام ربذہ[۵۱] میں فروکش ہوئے تو وہاں سے محمد ابن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی جعفر کو کوفے روانہ فرمایا اور اہلِ کوفہ کے نام یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد:

میں نے تمہیں اور تمہارے پاس قیام کو صرف اس بنا پر پسند کیا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتے ہو، پس جو شخص میرے پاس آئے گا اور میری مدد کرے گا، وہ حق کی مدد کرے گا اور اپنا حق ادا کرے گا۔

والسّلام

---

۵۱ ربذہ = مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

۱۲- اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ

وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اِنَّهٗ كَتَبَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنِّىْ اخْتَرْتُكُمْ عَلَى الْاَمْصَارِ[1] وَفَزِعْتُ اِلَيْكُمْ لِمَا حَدَثَ فَكُوْنُوْا لِدِيْنِ اللّٰهِ اَعْوَانًا وَّ اَنْصَارًا وَّ اَيِّدُوْنَا[2] وَانْهَضُوْا اِلَيْنَا. فَالْاِصْلَاحُ مَا نُرِيْدُ[3] لِتَعُوْدَ الْاُمَّةُ[4] اِخْوَانًا وَّمَنْ اَحَبَّ ذٰلِكَ وَاٰثَرَهٗ فَقَدْ اَحَبَّ الْحَقَّ وَاٰثَرَهٗ. وَمَنْ اَبْغَضَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَبْغَضَ الْحَقَّ وَغَمِصَهٗ. وَالسَّلَامُ

الطبری: ۵/۱۸۵ - الکامل: ۳/۹۵

۱۲- اہل کوفہ کے نام

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے سب شہروں میں سے تمہیں پسند کیا اور ہر حادثے میں تمہیں کو اپنا مددگار بنایا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاون و مددگار رہو، ہماری تائید کرو اور فوراً ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ ہم یہ اصلاح چاہتے ہیں کہ امتِ محمدیہ پھر سے بھائی بھائی بن جائیں ۔ جس نے اسے پسند و اختیار کیا اس نے حق کو پسند اور اختیار کیا اور جس نے اسے بُرا سمجھا، اس نے حق کو ناپسند کیا، برا اور حقیر سمجھا۔ والسّلام۔

---

[1] فی کفایۃ: علی اہل الامصار۔ [2] لیس ہذا اللفظ ای 'ایدونا' فی الکامل وکفایۃ

[3] فی الکامل۔ ہذا خاتمۃ الکتاب ولیس ما بعدہ فیہ۔

[4] فی کفایۃ: ہذہ الامۃ۔

۱۳- اِلٰی اَهْلِ الْکُوْفَةِ

وَرُوِيَ اَيْضًا اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَ الرَّبَذَةَ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ اِلَى الْكُوْفَةِ الْمُحَمَّدَيْنِ وَكَتَبَ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ جَبْهَةِ الْاَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ -

اَمَّا بَعْدُ : فَاِنِّيْ اُخْبِرُكُمْ عَنْ اَمْرِ عُثْمَانَ رض حَتّٰى يَكُوْنَ سَمْعُهٗ عِيَانَهٗ[1] اِنَّ النَّاسَ طَعَنُوْا عَلَيْهِ وَكُنْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ اُكْثِرُ اسْتِعْتَابَهٗ وَاُقِلُّ عَيْبَهٗ[2] وَكَانَ هٰذَانِ الرَّجُلَانِ اَهْوَنَ سَيْرِهِمَا فِيْهِ الْوَجِيْفُ وَاَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيْفُ وَكَانَ مِنْ عَائِشَةَ رض فِيْهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ فَاُتِيْحَ لَهٗ قَوْمٌ فَقَتَلُوْهُ - ثُمَّ بَايَعَنِيَ النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِيْنَ وَلَا مُجْبَرِيْنَ بَلْ طَائِعِيْنَ مُخَيَّرِيْنَ[3]

وَكَانَ هٰذَانِ الرَّجُلَانِ اَوَّلَ مَنْ فَعَلَ عَلٰى مَا بُوْيِعَ عَلَيْهِ مَنْ كَانَ قَبْلِيْ ثُمَّ اِنَّهُمَا اسْتَاْذَنَانِيْ فِي الْعُمْرَةِ وَلَيْسَا اِنَّهَا نَقَضَا الْعَهْدَ وَاٰذَنَا بِحَرْبٍ وَّاَخْرَجَا عَائِشَةَ رض مِنْ بَيْتِهَا وَقَدْ سَارَا اِلَى الْبَصْرَةِ اِخْتِيَارًا لَّهَا وَقَدْ سِرْتُ اِلَيْكُمْ اِخْتِيَارًا لَّكُمْ وَلَعَمْرِيْ مَا اِيَّايَ مَا تُجِيْبُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَنْ اُقَاتِلَهُمْ وَفِيْ نَفْسِيْ مِنْهُمْ حَاجَةٌ وَّقَدْ بَعَثْتُ

---

[1] وفی النهج : كعيانه - [2] فی النهج : عتابه - [3] فی النهج : واعلموا ان دار الهجرة قد قلعت باهلها وقلعوا بها وجاشت المرجل وقامت الفتنة على القطب فاسرعوا الى اميركم وبادروا جهاد عدوكم ان شاء الله -

اِلَيْكُمُ الْحَسَنَ ابْنِيْ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَقَيْسَ بْنَ سَعْدٍ مُسْتَنْصِرِيْنَ فَكُوْنُوْا عِنْدَ ظَنِّيْ بِكُمْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

الامالی: ص ۸۵، ۸۷۔ الامامۃ والسیاسۃ: ص ۶۸۔ نہج البلاغۃ: ۲/۲

۱۳۔ اہل کوفہ کے نام

(مدینے سے) بصرے تشریف لیجاتے ہوئے مقام ربذہ سے محمدینؓ کو کوفے روانہ فرمایا اور اہل کوفہ کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللہ کے بندے، علی، امیرالمومنین کی طرف سے کوفے کے عرب سرداروں اور انصار کے سرخیلوں کے نام:

امابعد: میں تمہیں عثمان کے معاملے سے اس طرح خبردار کئے دیتا ہوں کہ شنیدہ دیدہ ہو جائے، لوگوں نے ان پر عیب لگائے تو مہاجرین میں صرف ایک میں ہی ایسا تھا جو انھیں زیادہ خوش رکھتا تھا اور انھیں خفا کم کرتا تھا، رہے، یہ دونوں اصحاب، (طلحہؓ وزبیرؓ) تو اس معاملے میں ان کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی سرپٹ تھی اور آہستہ سے آہستہ حُدی خوانی چنگھاڑ (شدید ترین مخالف تھے)، ادھر عائشہؓ بھی ایک دم غصے میں بھر گئی تھیں، چنانچہ کچھ لوگ تیار کئے گئے جنھوں نے انھیں قتل کر دیا۔ پھر نہ کسی جبر واکراہ سے بلکہ اختیار ورغبت سے میری بیعت کر لی۔

مجھ سے پہلے جس طرح دوسرے خلفاء کی بیعت کی گئی تھی، اُسی طرح میری بیعت کرنے میں یہ دونوں حضرات (حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ) پیش پیش تھے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے عمرے کے لئے اجازت مانگی، حالانکہ بات یہ نہ تھی، پھر انھوں نے بیعت توڑ دی اور جنگ پر تُل گئے اور عائشہؓ کو ان کے مکان سے نکال لائے اور بصرے کو انتخاب کر کے اس کی طرف چل دیئے، تو میں نے بھی تمہیں انتخاب کر کے تمہاری طرف کا رُخ کیا ہے۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ مجھے تم سے یہ امید نہیں کہ تم خدا اور اس کے رسولؐ کے سوا کسی چیز کو پسند کرو گے، نیز میں ان سے کسی اپنی غرض کے لئے ہرگز نہیں لڑ رہا ہوں۔ میں مدد حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے حسن، عمار ابن یاسر

اور سعد ابن قیس کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو میرے گمان کے مطابق ثابت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی میں کوئی طاقت ہے، نہ قوت۔ والسّلام۔

۱۴۔ اِلٰی اَبِی مُوسیٰؓ

خَرَجَ هَاشِمُ ابْنُ عُتْبَةَ إِلٰی عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ بِالرَّبَذَةِ فَاَخْبَرَهٗ بِقُدُوْمِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ وَقَوْلِ اَبِیْ مُوسٰی رضی اللہ عنہ، فَقَالَ لَقَدْ اَرَدْتُ عَزْلَهٗ وَسَأَلَنِی الْاَشْتَرُ اَنْ اُقِرَّهٗ۔ فَرَدَّ عَلِیٌّ هَاشِمًا اِلَی الْكُوْفَةِ وَكَتَبَ اِلٰی اَبِیْ مُوسٰی رضی اللہ عنہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنِّیْ وَجَّهْتُ هَاشِمَ ابْنَ عُتْبَةَ لِيُنْهِضَ مَنْ قِبَلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَیَّ فَاَشْخِصِ النَّاسَ، فَاِنِّیْ لَمْ اُوَلِّكَ الَّذِیْ اَنْتَ بِهٖ اِلَّا لِتَكُوْنَ مِنْ اَعْوَانِیْ عَلَی الْحَقِّ[1]

الطبری: ۵/۱۹۸۔ شرح ابن ابی الحدید۔

۱۴۔ حضرت ابوموسیٰ کے نام

مقام ربذہ میں ہاشم ابن عتبہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور محمد بن ابی بکرؓ کے کوفے پہنچنے اور حضرت ابوموسیٰؓ گورنر کوفہ سے گفتگو کرنے کا حال بتایا، جسے سنکر آپ نے فرمایا کہ

---

[1] فی الشرح ابن ابی الحدید ھکذا =

من عبد اللہ علی امیر المؤمنین الی عبد اللہ بن قیس۔

اما بعد: فانی قد بعثت الیک ھاشم ابن عتبۃ فاشخص الی من قبلک من المسلمین لیتوجھوا الی قوم نکثوا بیعتی وقتلوا شیعتی واحدثوا فی الاسلام ھذا الحدث العظیم فاشخص الناس الی معہ حین یقدم علیک، فانی لم اولک المصر الذی انت فیہ ولم اقرک علیہ الا لتکون من اعوانی علی الحق وانصاری علی ھذا الامر۔ والسلام

میں نے تو (پہلے ہی) چاہا تھا کہ ابو موسیٰ کو گورنری سے الگ کر دوں (لیکن) مجھ سے اشتر نے استدعا کی اُنھیں رہنے دوں۔ پھر آپ نے ہاشم کو کوفے واپس فرمایا اور حضرت ابو موسیٰؓ کے نام یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

میں ہاشم بن عتبہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمھارے پاس جو مسلم فوجی ہیں انھیں لے کر وہ میرے پاس چلے آئیں، لہٰذا ان لوگوں کو میری طرف روانہ کردو، کیونکہ میں نے یہ منصب جس پر تم سرفراز ہو تمھیں اسی لئے دیا تھا کہ تم حق کے معاملے میں میری مدد کرو۔ والسّلام

۱۵- اِلیٰ اَبِی مُوسیٰؓ

وَلَمَّا وَصَلَ كِتَابُ عَلِيٍّ رضہ إِلَى أَبِي مُوسَىٰ رضہ دَعَا أَبُو مُوسَىٰ رضہ السَّائِبَ ابْنَ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ رضہ وَقَالَ لَهُ: "مَا تَرَىٰ؟" قَالَ: "أَرَىٰ أَنْ تَتَّبِعَ مَا كَتَبَ بِهِ عَلِيٌّ رضہ إِلَيْكَ" قَالَ لٰكِنِّي لَا أَرَىٰ ذٰلِكَ۔

فَكَتَبَ هَاشِمٌ رضہ إِلَىٰ عَلِيٍّ رضہ بِقُدُومِهِ عَلَيْهِ فَبَعَثَ عَلِيٌّ رضہ الْحَسَنَ رضہ ابْنَهُ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَسْتَنْفِرَانِ النَّاسَ وَبَعَثَ قَرَظَةَ بْنَ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيَّ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ وَكَتَبَ مَعَهُ كِتَابًا إِلَىٰ أَبِي مُوسَىٰ رضہ:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ كُنْتُ أَرَىٰ أَنْ تُعْزَبَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ مِنْهُ نَصِيبًا سَيَمْنَعُكَ مِنْ رَدِّ أَمْرِي۔ وَقَدْ[1] بَعَثْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَسْتَنْفِرَانِ النَّاسَ۔ وَقَدْ بَعَثْتُ

---

[1] فی الکامل: ھذا ابتداء المکتوب۔

تَرَظَةَ بْنَ كَعْبٍ وَّالِيًا عَلَى الْبِصْرَةِ[1] فَاعْتَزِلْ عَمَلَنَا مَذْمُوْمًا مَدْحُوْرًا فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَإِنِّيْ قَدْ أَمَرْتُهٗ أَنْ يُّنَابِذَكَ فَإِنْ نَابَذْتَهٗ فَظَفِرَ بِكَ أَنْ يُّقَطِّعَكَ آرَابًا[2]۔

الطبری: ۵/۱۹۸ - الکامل: ۳/۹۵

۱۵- حضرت ابوموسیٰؓ کے نام

جب حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس یہ خط پہنچا تو انھوں نے سائبؓ ابن مالک اشعری کو بلا کے دریافت کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ سائبؓ نے کہا کہ میری رائے میں تو آپ کو حضرت علیؓ کے فرمان پر عمل کرنا چاہیے۔ ابوموسیٰؓ بولے "لیکن میں یہ مناسب نہیں سمجھتا" (اسی دوران میں) ہاشم نے حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس سائبؓ کے پہنچنے (اور باہمی گفتگو) کی حضرت علیؓ کو اطلاع دی۔ آپ نے حضرت حسنؓ اور حضرت عمار ابن یاسرؓ کو کوفے روانہ فرمایا، تاکہ وہ لوگوں کو مدد کے لئے جمع کر لائیں۔ اس کے بعد آپ نے قرظہ ابن کعب انصاری کو کوفے کا گورنر بنا کے روانہ فرمایا اور اُن کے ہاتھ حضرت ابوموسیٰؓ کو یہ خط ارسال فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد: میرا خیال ہے کہ تمھاری اس حکومت سے معزولی، جس میں اللہ تعالیٰ نے تمھارا حصہ نہیں رکھا ہے، تمہیں میرا حکم رد کرنے سے باز رکھے گی۔ میں اپنے بیٹے حسن اور عمار ابن یاسر کو روانہ کر چکا ہوں کہ وہ لوگوں کو مدد کے لئے جمع کریں اور قرظہ ابن کعب کو شہر کا حاکم بنا کے بھیج رہا ہوں۔ لہٰذا تم بذلت و خواری ہماری حکومت سے علیحدہ ہو جاؤ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں نے اُسے حکم دے دیا ہے کہ وہ تم سے جنگ کرے اور اگر تم اُس سے لڑو اور وہ فتحیاب ہو جائے تو تمھاری تکہ بوٹی کر دے۔ والسلام

---

[1] فی الکامل: علی الکوفۃ [2] فی الکامل: آرباً آرباً۔

١٦- إلى طلحة والزبير رض

لمّا خرج طلحة والزبير مع عائشة إلى البصرة كتب إليهما عليٌّ رض كتاباً:

بسم الله الرحمن الرحيم

أمّا بعد: يا طلحة ويا زبير فقد علمتما وإن كتمتما أني لم أرد الناس حتى أرادوني ولم أبايعهم حتى أكرهوني، وأنتما أوّل من بادر إليّ بالبيعة، ولم تدخلا في هذا الأمر بسلطان غالب ولا لغرض حاضر. وأنت يا زبير ففارس قريش وأنت يا طلحة فشيخ المهاجرين ودفعكما هذا الأمر قبل أن تدخلا فيه كان أوسع لكما من خروجكما منه الآن. وهؤلاء بنو عثمان هم أولياؤه المطالبون به. وأنتما رجلان من المهاجرين. وقد أخرجتما أمّكما من بيتها التي أمرها الله أن تقرّ فيه. والله حسبكما.[1]

كفاية الطالب: ص ٧٠ - تذكرة خواص الأمة: ص ٥١: نهج البلاغة ص ٨٠٦ - الامامة والسياسة: ص ١/٥٥ -

---

[1] في النهج هكذا:

أما بعد: فقد علمتما وإن كتمتما أني لم أرد الناس حتى أرادوني ولم أبايعهم حتى بايعوني وإنكما ممن أرادني وبايعني وإن العامة لم تبايعني لسلطان غالب ولا لعرض حاضر فإن كنتما بايعتماني طائعين فارجعا وتوبا إلى الله من قريب وإن كنتما بايعتماني كارهين فقد جعلتما لي عليكما السبيل بإظهاركما الطاعة وإسراركما المعصية ولعمري ما كنتما بأحق المهاجرين بالتقية والكتمان وإن دفعكما هذا الأمر من قبل أن تدخلا فيه كان أوسع عليكما من خروجكما منه بعد إقراركما به.

۱۶۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے نام

جس وقت حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کو لے کر بصرے کی طرف چل دیے تو حضرت علیؓ نے انھیں یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد: اے طلحہؓ اور اے زبیر تمھیں اچھی طرح معلوم ہے۔ اگرچہ تم نے چھپایا ہے کہ جب تک لوگ خود میری طرف نہیں آئے، میں ان کی طرف نہیں گیا اور جب تک انھوں نے مجھے مجبور نہیں کر دیا میں نے اُن سے بیعت نہیں لی۔ پھر تم دونوں تو بیعت کے لیے سب سے پہلے میری طرف بڑھے تھے۔ اور تم اس میں نہ کسی خوف سے مغلوب ہو کر آئے تھے، نہ کسی لالچ سے۔ زبیر، تم قریش کے (مشہور) شہسوار اور طلحہ، تم مہاجرین کے سردار ہو (کسی کمزور حیثیت میں نہ تھے)، ایسی حالت میں تمھارے لیے آج اس سے نکلنے کے مقابلے میں، اس کو اسی وقت رد کر دینا زیادہ آسان تھا (پھر) یہ بنی عثمان تو عثمان کے قصاص کے مطالبے کا حق رکھتے بھی ہیں (مگر) تم دونوں تو مہاجرین میں سے ہو (تمھیں عثمان کے معاملے سے کیا تعلق)۔ (اور یہ کیا غضب کیا) کہ تم اپنی ماں (ام المومنین حضرت عائشہؓ) کو اُن کے اُس مکان سے باہر نکال لائے جس میں بیٹھے رہنے کا حکم اُنھیں اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ بس اللہ تعالیٰ ہی تمھارے لیے کافی ہے۔ والسلام

۱۷- اِلٰی اُمّ المؤمنین عائشۃ رض

وَكَتَبَ كِتَابًا آخَرَ اِلٰی عَائِشَةَ رض اَيْضًا فِيْ هٰذِهِ الْاَوَانِ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّكِ خَرَجْتِ مِنْ بَيْتِكِ[1] تَطْلُبِيْنَ اَمْرًا كَانَ عَنْكِ مَوْضُوْعًا. ثُمَّ تَزْعُمِيْنَ اَنَّكِ لَمْ تُرِيْدِيْ اِلَّا الْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ[2]. فَخَبِّرِيْنِيْ مَا لِلنِّسَاءِ[3] وَقُوْدِ الْعَسْكَرِ وَزَعَمْتِ اَنَّكِ مُطَالِبَةٌ دَمَ عُثْمَانَ رض وَعُثْمَانُ رض رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ وَاَنْتِ امْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ[4] وَلَعَمْرِيْ اِنَّ الَّذِيْ اَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ لِهٰذَا الْاَمْرِ وَحَمَلَكِ عَلَيْهِ لَاَعْظَمُ ذَنْبًا مِنْ كُلِّ اَحَدٍ. فَاتَّقِى اللّٰهَ يَا عَائِشَةُ! وَارْجِعِيْ اِلٰی مَنْزِلِكِ وَاسْبِلِيْ عَلَيْكِ سِتْرَكِ.

وَالسَّلَامُ.

تذکرۃ خواص الامۃ: ص ۵۱ ۔ الامامۃ والسیاسۃ: ۱/۵۵

---

[1] فی خواص: من بیتکِ عاصیۃ اللہ ولرسولہ تطلبین الخ

[2] فی خواص: بین المسلمین۔

[3] فی خواص: أ للنساء وقود الجیوش والبروز، او للرجال وطلبت علی زعمک دم عثمان الخ

[4] فی خواص: ثم بالامس تقولین فی ملأ من اصحاب رسول اللہ صلعم "قتلہ اللہ فقد کفر" ثم تطلبین الیوم بدمہ فاتقی اللہ وارجعی الی بیتک واستری سترک۔ والسلام۔

۱۷۔ حضرت عائشہؓ کے نام

اور اسی موقع پر حضرت عائشہؓ کو بھی آپ نے یہ خط تحریر فرمایا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد :

آپ اپنے مکان سے ایک ایسے کام کے لئے نکلی ہیں ، جو آپ کو معاف تھا۔ (جس کی ذمہ داری آپ پر نہ تھی) پھر آپ اپنے خیال میں اصلاحِ امت کی خواہاں ہیں !

آپ یہ تو فرمائیے کہ عورتوں کو لشکر کشی سے کیا واسطہ ! آپ اپنے خیال میں عثمان کے خون کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حالانکہ وہ بنی امیہ میں سے تھے اور آپ بنی تیم ابن مرّہ میں سے ہیں !

میں بقسم عرض کرتا ہوں کہ جس شخص نے اس کام کے لئے آپ کو ابھارا اور گھر سے نکالا وہ سب سے بڑا گناہ گار ہے۔ لہٰذا اے عائشہ خدا سے ڈریے گھر واپس جائیے اور پردے میں بیٹھیے۔

والسّلام

١٨- اِلٰی قَیسِ بنِ سَعدٍ

كَتَبَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ اِلٰی قَیسِ بنِ سَعدٍ جَوَاباً لِکِتَابِہٖ :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَمَّا بَعْدُ !

فَسِرْ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ذَکَرْتَ، فَاِنْ دَخَلُوْا فِیْمَا دَخَلَ فِیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ، وَاِلَّا فَنَاجِزْھُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ. وَالسَّلَامُ۔

الطبری: ٥/٢٣٠ ۔ شرح ابن ابی الحدید: ٢/٢٤۔

١٨- قیسؓ ابن سعد کے نام

حضرت علیؓ نے قیسؓ ابن سعد کو نفر[1] کا گورنر بنا کر بھیجا۔ آپ جب وہاں پہنچے اور بیعت لی، تو ایک گروہ نے بیعت سے انکار کیا اور کہا کہ خلافت کا معاملہ پورے طور پر طے ہو جانے تک ہمیں معاف رکھا جائے۔ قیس نے حضرت علیؓ کو تفصیل سے خط لکھا۔

اُس کے جواب میں حضرت علیؓ نے انھیں تحریر فرمایا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امّا بعد :

تم نے جن لوگوں کا تذکرہ (اپنے خط میں) کیا ہے، اُن کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اس بیعت میں۔ جس میں دیگر مسلمان داخل ہو چکے ہیں، داخل ہو جائیں، تو فہو المراد، ورنہ خدا چاہے، تو تم اُن سے جنگ کرو۔ والسّلام۔

---

[1] نفر: کوفے کے علاقے میں نہر ترس پر ایک مقام کا نام ہے۔

۱۹- اِلٰی عَامِلِ الْکُوْفَۃِ

وَکَتَبَ عَلِیٌّ رضؓ بِالْفَتْحِ فِی الْجَمَلِ اِلٰی عَامِلِہٖ بِالْکُوْفَۃِ، وَکَتَبَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ رَافِعٍ وَکَانَ الرَّسُوْلُ زُفَرَ بْنَ قَیْسٍ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّا الْتَقَیْنَا فِی النِّصْفِ مِنْ جُمَادَی الْاٰخِرَۃِ بِالْخُرَیْبَۃِ فَاَعْطَاھُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ سُنَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقُتِلَ مِنَّا وَمِنْھُمْ قَتْلٰی کَثِیْرَۃٌ، وَاُصِیْبَ مِمَّنْ اُصِیْبَ، مِنَّا ثُمَامَۃُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَھِنْدُ بْنُ عَمْرٍو وَعِلْبَاءُ بْنُ الْھَیْثَمِ وَسَیْحَانُ وَزَیْدُ ابْنُ صُوْحَانَ وَمَحْدُوْجٌ

الطبری = ۵/۲۲۴

۱۹۔ عاملِ کوفہ کے نام

حضرت علیؓ نے جنگِ جمل پر فتح پانے کے بعد کوفے کے گورنر کو یہ خط تحریر فرمایا:
اس کے کاتب حضرت عبد اللہؓ ابن رافع اور قاصد حضرت زفرؓ ابن قیس تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے بندے علیؓ امیرالمؤمنین کی طرف سے۔

امابعد:

جمادی الآخرہ کے درمیان ہمارا مقابلہ بصرے کے ایک میدان خریبہ[1] میں ہوا

---

[1] خُریبہ: بصرے کے سامنے ایک میدان ہے جسے البصیرۃ الصغریٰ بھی کہتے ہیں۔

جس میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں (دشمنوں) کو (مسلمانوں) سے مقابلے کی سزا (شکست) نصیب کی۔ ہمارے اور اُن کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے۔ ہمارے جو ساتھی شہید ہوئے اُن کے نام یہ ہیں۔ ثمامہ ابن المثنیٰ۔ ہند ابن عمرو۔ علباء ابن ہیثم اور سیحان و زید پسران صوحان و محدوج۔

۲۰۔ اِلٰی مُعَاوِیَةَ رض

لَمَّا بَايَعَ الْقَوْمُ لِمُعَاوِيَةَ رض بِالْخِلَافَةِ وَاسْتَقَامَ لَهُ الْاَمْرُ كَتَبَ اِلٰی عَلِيٍّ رض كِتَابًا فَاَجَابَهٗ عَلِيٌّ رض۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدِّرِ الْاُمُوْرَ تَقْدِيْرَ مَنْ يَّنْظُرُ لِنَفْسِهٖ دُوْنَ جُنْدِهٖ۔ وَلَا يَشْتَغِلُ بِالْهَزْلِ مِنْ قَوْلِهٖ۔ فَلَعَمْرِيْ لَئِنْ كَانَتْ تُوَلِّيْ بِاَهْلِ الْعِرَاقِ اَوْثَقَ عِنْدِيْ مِنْ تُوَلِّيْ بِاللّٰهِ وَمَعُوْنَتِيْ بِهٖ، لَيْسَ عِنْدَ مَنْ كَانَ عَلٰى هٰذَا بِاللّٰهِ تَعَالٰى يَقِيْنٌ، فَنَاجِ نَفْسَكَ مُنَاجَاةَ مَنْ يَّسْتَغْنِيْ بِالْجِدِّ دُوْنَ الْهَزْلِ فَاِنَّ فِي الْقَوْلِ سَعَةً، وَلَنْ يُّعْذَرَ مِثْلُكَ فِيْمَا طَمَحَ اِلَيْهِ الرِّجَالُ۔

وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ اَنَّا كُنَّا وَاِيَّاكُمْ يَدًا جَامِعَةً فَكُنَّا كَمَا ذَكَرْتَ فَفَرَّقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُوْلَهٗ مِنَّا فَاٰمَنَّا وَكَفَرْتُمْ ثُمَّ زَعَمْتَ اَنِّيْ قَتَلْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ فَذٰلِكَ اَمْرٌ غِبْتَ عَنْهُ وَلَمْ تَحْضُرْهُ وَلَوْ حَضَرْتَهٗ لَعَلِمْتَهٗ، فَلَا عَلَيْكَ وَلَا الْعُذْرُ فِيْهِ اِلَيْكَ وَزَعَمْتَ اَنَّكَ زَائِرِيْ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ، وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ حِيْنَ اُسِرَ اَخُوْكَ، فَاِنْ كَانَ فِيْكَ عَجَلٌ فَاسْتَبْقِهٖ، وَاِنْ اَزُرْكَ فَجَدِيْرٌ

اَن یَکُوْنَ اللّٰہُ بَعَثَنِیْ عَلَیْکَ لِلنِّقْمَۃِ مِنْکَ - وَالسَّلَامُ
اَلْاِمَامَۃ والسیاسۃ : ۱/۶۲۔

۲۰۔ حضرت معاویہؓ کے نام

جب لوگوں نے حضرت معاویہؓ سے خلافت کی بیعت کرلی اوران کی حکومت قائم ہوگئی، تو انھوں نے حضرت علیؓ کو ایک خط لکھا، جس کا جواب آپ نے یہ دیا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد : امور (مملکت) کا اندازہ اُس شخص کی طرح کرو جو لشکر پر نہیں اپنی ذات پر نگاہ رکھتا ہو، اور بیہودہ گوئی نہ کرتا ہو (تم اپنے آپ کو دیکھو، اپنی فوج پر نظر کرو اور بیہودہ باتیں منہ سے نہ نکالو) میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اہلِ عراق سے مجھے جو قوت حاصل ہے، وہ میرے نزدیک اگر اُس قوت ومدد سے زیادہ باوثوق ہو، جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہے، تو (میرے نزدیک) ایسا یقین رکھنے والے کو اللہ پر یقین ہی نہیں، لہٰذا تم اپنے دل میں اس طرح سوچو جیسے وہ آدمی سوچتا ہے جو اپنی سنجیدگی میں بیہودگی سے مستغنی ہو، کیونکہ زبانی جمع خرچ میں تو بڑی گنجائش ہے۔ (باتیں بنانے کے بجائے معاملہ کی حقیقت پر غور کرکے عقل سے مشورہ لو) کیونکہ تم جیسے آدمی کو، جس پر عام لوگ نظر جمائے بیٹھے ہیں، ہرگز معذور قرار نہیں دیا جاسکتا۔

رہا تمھارا یہ ذکر کرنا کہ ہم اور تم دست وبازو (قوت مجتمعہ) تھے، تو بیشک ہم ایسے ہی تھے جیسا تم نے ذکر کیا۔ لیکن ہمارے تمھارے درمیان (اس طرح) تفریق ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسولؐ ہم میں سے مبعوث فرمادیا، تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور تم نے اُسے نہ مانا (ہم مؤمن ہوگئے اور تم کافر رہے)، پھر تمھارے گمان میں طلحہ اور زبیر کو میں نے قتل کیا ہے تو یہ تمھاری غیر حاضری کی بات ہے۔ تم موجود نہیں تھے۔ اگر تم موجود

ہوتے تو حقیقتِ حال سے باخبر ہوتے۔ لہٰذا نہ تم پر اس کی ذمّے داری (حق باز پرس) ہے، نہ اس معاملے میں تمھارے سامنے کوئی عذر پیش کرنے کی ضرورت۔

نیز تم نے گمان کیا ہے تم مہاجرین میں شامل ہو کے مجھ سے ملو گے۔ تو تمھارا بھائی (یزید ابن ابی سفیان) جس وقت قید ہوا ہجرت تو اُسی وقت ختم ہو چکی تھی (تمھارے ساتھیوں میں مہاجرین ہیں ہی کہاں، تمھارے ساتھی تو طلقا[۱] (فتح مکہ کے وقت ازراہِ کرم چھوڑے ہوئے لوگ) ہیں یا فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو چکی تھی۔) اب اگر تمھارے اندر کچھ جلدی ہے، تو اُسے رہنے ہی دو۔ اور اگر میں تم سے ملا، تو مناسب تو یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بدلہ لینے کے لئے (تمھارے پاس) بھیجے۔ والسّلام

---

[۱] یہ وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر قید کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ میں تمھارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں۔

یہ لوگ بولے "آپ کریم ابن کریم ہیں، اس لئے ہمیں کرم ہی کی توقع ہے۔" یہ سُن کے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "اذھبوا فانتم الطلقاء" یعنی جاؤ تم آزاد ہو۔

اس وقت سے یہ لوگ طلقاء کہلائے جانے لگے۔

طلقاء کا مفرد 'طلیق' ہے۔ اس طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ ایمان لے آئے انھیں نومسلموں میں حضرت معاویہؓ بھی تھے۔

۲۱- إلى معاويةؓ

وروى ابن قتيبة أن عليًّاؓ لما فرغ من وقعة الجمل و بايع له أهل العراق واستقام له الأمر بها كتب إلى معاويةؓ:

بسم الله الرحمن الرحيم

أما بعد: فإن القضاء السابق والقدر النافذ ينزل من السماء يقطر كالمطر، فتمضي أحكامه عز وجل وتنفذ مشيئته بغير تحاب المخلوقين ولا رضا الآدميين، وقد بلغك ما كان من قتل عثمان رحمه الله، وبيعة الناس عامة إياي ومصارع الناكثين لي. فادخل فيما دخل الناس فيه، وإلا فأنا الذي عرفت وحولي من تعلمه. والسلام.

الامامة والسياسة = ۱/٦٤

۲۱- حضرت معاویہؓ کے نام

ابن قتیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ جب جنگِ جمل سے فارغ ہو گئے اور عراقیوں نے آپ کی بیعت کر لی اور آپ کی حکومت قائم ہو گئی تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد: دیکھو ازلی فیصلہ اور حکم نافذ آسمان سے اُترتا اور بارش کی طرح

برستا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ اور اس کی مشیت پوری ہو کے رہتی ہے۔ اس میں نہ مخلوق کی پسند کا دخل ہوتا ہے، نہ اولادِ آدم کی رضامندی کا۔ تمہیں عثمان کے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے، قتل ہو جانے، لوگوں کا بالعموم میری بیعت کر لینے اور مجھ پر عہد شکنوں کے ٹوٹ پڑنے کی خبر یقیناً مل چکی ہو گی۔ لہٰذا تم بھی (میری بیعت میں) داخل ہو جاؤ۔ جس میں سب لوگ داخل ہو چکے ہیں ورنہ تم مجھے بھی جانتے ہو اور میرے ساتھیوں سے بھی واقف ہو۔ والسّلام

۲۲۔ اِلیٰ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہؓ

ذُکِرَ اَنَّ عَلِیًّا رضؓ لَمَّا قَدِمَ عَلَی الْکُوْفَۃِ بَعْدَ انْقِضَآءِ اَمْرِ الْجَمَلِ کَاتَبَ الْعُمَّالَ۔ فَکَتَبَ اِلیٰ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَکَانَ عَلیٰ ثَغْرِ ھَمْدَانَ کَانَ اسْتَعْمَلَہٗ عَلَیْہِ عُثْمَانُ رضؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ۔

ثُمَّ اِنِّیْ اُخْبِرُکَ عَنَّا وَعَمَّنْ سِرْنَا اِلَیْھِمْ مِنْ جَمْعِ طَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ عِنْدَ نَکْثِھِمَا بَیْعَتَھُمَا وَصَنَعَا بِعَامِلِیْ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ۔

اِنِّیْ نَھَضْتُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ بِالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِیْقِ بَعَثْتُ اِلَی الْکُوْفَۃِ الْحَسَنَ ابْنِیْ وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْعَبَّاسِ ابْنَ عَمِّیْ وَعَمَّارَ ابْنَ یَاسِرٍ وَّقَیْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رضؓ فَاسْتَنْفَرْتُھُمْ

لہ الامامۃ والسیاسۃ : انی ھبت۔

بِحَقِّ اللّٰهِ وَحَقِّ رَسُوْلِهٖ ۔ فَاَجَابُوْا وَسِرْتُ بِهِمْ، حَتّٰى نَزَلْتُ بِظَهْرِ الْبَصْرَةِ
فَاَعْذَرْتُ فِى الدُّعَآءِ وَاَقَلْتُ الْعَثْرَةَ[1] وَنَاشَدْتُهُمْ عَقْدَ بَيْعَتِهِمْ فَاَبَوْا
اِلَّا قِتَالِىْ فَاسْتَعَنْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ، فَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ وَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ اِلٰى مِصْرِهِمْ
فَسَاَلُوْنِىْ مَا كُنْتُ دَعَوْتُهُمْ اِلَيْهِ قَبْلَ اللِّقَآءِ فَقَبِلْتُ الْعَافِيَةَ وَرَفَعْتُ
عَنْهُمُ السَّيْفَ وَاسْتَعْمَلْتُ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَسِرْتُ اِلَى
الْكُوْفَةِ وَبَعَثْتُ اِلَيْكَ زُفَرَ بْنَ قَيْسٍ فَاسْئَلْهُ[2] عَمَّا بَدَا لَكَ ۔ وَالسَّلَامُ

الامامة والسياسة: ١/٩٠ ۔ نہج البلاغة: ص ٨٦١ ۔ شرح ابن ابی الحدید: ١/٢٤٦

---

٢٢ ۔ جریر ابن عبداللہ کے نام

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علیؓ جنگِ جمل سے فارغ ہو کے کوفے تشریف لے گئے اور اپنے گورنروں کو خطوط تحریر فرمائے، تو حضرت جریرؓ ابن عبداللہ کو، جو ہمدان کی سرحد پر گورنر تھے اور جنھیں حضرت عثمانؓ نے مقرر فرمایا تھا، یہ خط تحریر فرمایا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

امابعد: اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اُس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہیں بدلتی ، اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ رد نہیں ہوسکتی اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی والی وحامی نہیں ہوتا۔

میں تمھیں اپنے اور جن کی طرف ہم گئے تھے یعنی طلحہ اور زبیر کی جماعت کے حالات سے مطلع کرتا ہوں، جب اُن دونوں نے میری بیعت توڑ دی اور میرے گورنر عثمان ابن حنیف

---

[1] الامامة والسياسة : اقلت فى العثرة۔

[2] الامامة والسياسة : فاسأله عنه وعنهم۔

کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے۔ تو میں مہاجرین و انصار (دونوں) کو ساتھ لے کے مدینے سے روانہ ہوا اور میں نے راستے ہی سے اپنے بیٹے حسن، اپنے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباس، عمار ابن یاسر اور قیس ابن سعد کو کوفے روانہ کر دیا۔ انھوں نے کوفے والوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حق میں امداد طلب کی۔ جو کوفیوں نے قبول کرلی، اور میں ان سب کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ میں نے بصرے کے سامنے لشکر اتار دیا۔ غلطیوں سے درگزر کی اور بیعت کا مطالبہ کیا۔ لیکن انھوں نے لڑائی کے سوا ہر بات سے انکار ہی کیا، (مجبوراً) میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے اُن کے خلاف امداد طلب کی۔ پھر جو قتل ہوئے، ہوئے۔ باقی منھ پھیر کے اپنے شہر کی طرف بھاگ نکلے۔ پھر انھوں نے مجھ سے اُسی امر کی استدعا کی، جس کی میں خود انھیں لڑائی سے پہلے دعوت دیتا رہا تھا۔ لہٰذا میں نے عافیت پسند کی اور اُن پر سے تلوار اُٹھالی۔ پھر عبداللہ ابن عباسؓ کو اُن پر حاکم مقرر کر کے کوفے چلا آیا۔

میں تمھارے پاس زفر ابن قیس کو بھیج رہا ہوں، اُن سے جو چاہو دریافت کرلو۔

والسلام

۲۳- اِلٰی اَشْعَث ابنِ قَیسؓ

اِنَّ عَلِیًّا رضؓ کَتَبَ اِلٰی اَشْعَثَ بْنِ قَیْسٍ مَعَ زِیَادِ بْنِ کَعْبٍ وَ اَشْعَثُ یَوْمَئِذٍ کَانَ بِاٰذَرْبِیْجَانَ عَامِلًا۔ کَانَ اِسْتَعْمَلَہٗ عَلَیْھَا عُثْمَانُ رضؓ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَلَوْلَا ھَنَاۃٌ وَّ ھَنَاۃٌ کُنَّ فِیْکَ کُنْتَ الْمُقَدَّمَ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ

قَبْلَ النَّاسِ فَلَعَلَّ اَمْرًا يَّحْمِلُ بَعْضُهٗ بَعْضًا اِنِ اتَّقَيْتَ اللّٰهَ وَقَدْ كَانَ مِنْ بَيْعَةِ النَّاسِ اِيَّایَ مَا قَدْ بَلَغَكَ، وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ اَوَّلَ مَنْ بَايَعَنِیْ ثُمَّ نَقَضَ بَيْعَتِیْ عَلٰی غَيْرِ حَدَثٍ وَّاَخْرَجَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَی الْبَصْرَةِ فَسِرْتُ اِلَيْهِمَا فِی الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَالْتَقَيْنَا فَدَعَوْتُهُمَا اِلٰی اَنْ يَّرْجِعَا اِلٰی مَا خَرَجَا مِنْهُ، فَاَبَيَا، فَاَبْلَغْتُ فِی الدُّعَآءِ وَاَحْسَنْتُ فِی الْبَقِيَا وَاِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ وَّلٰكِنَّهٗ اَمَانَةٌ فِیْ عُنُقِكَ وَالْمَالُ مَالُ اللّٰهِ وَاَنْتَ مِنْ خُزَّانِیْ عَلَيْهِ حَتّٰی تُسَلِّمَهٗ اِلَیَّ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَعَلِّیْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ شَرَّ وُلَاةٍ لَكَ لَكَ [1]

الامامة والسیاسة = ۱/ ۷۰ ۔ نہج البلاغۃ ص ۱۰۷ ۔ شرح ابن ابی الحدید
۳/ ۲۹۹ ۔ العقد الفرید = ۲/ ۲۳۲

۲۳۔ حضرت اشعث ابن قیسؓ کے نام

حضرت علیؓ نے یہ خط حضرت اشعثؓ ابن قیس کو زیاد ابن کعب کے ہاتھ بھیجا۔ اُس وقت حضرت اشعثؓ آذربائیجان کے گورنر تھے، جنھیں حضرت عثمانؓ نے مقرر فرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد: اگر تم میں دکچھ، برائیاں نہ ہوتیں، تو تم حکومت میں سب لوگوں سے

---

[1] فی النہج ھکذا: وان عملك ليس لك بطعمة ولكنه فی عنقك امانة وانت مسترعى لمن فوقك ليس لك ان تفتات فی رعيته ولا تخاطر الا بوثيقة وفی يديك مال من مال الله عز وجل وانت من خزانه حتى تسلمه الی ولعلی ان لا اكون شر ولاتك لك۔

آگے ہوتے۔ پس اگر (اب بھی) تم خدا سے ڈرو تو ممکن ہے کوئی نئی صورت پیدا ہو جائے (دیکھو) لوگوں نے جو میری بیعت کی ہے اس کی اطلاع تم کو مل چکی ہو گی۔ طلحہ اور زبیر نے سب سے پہلے میری بیعت کی۔ پھر بغیر کسی نئی بات کے توڑ دی اور ام المومنین کو لے کر بصرے کی طرف چل دئے۔ لہذا میں مہاجرین وانصار کی معیت میں اُن سے ملا اور انھیں اس امر (بیعت) کی طرف واپس بلانے کی کوشش کی جس سے وہ نکل چکے تھے، لیکن وہ نہ مانے۔ پھر میں نے دعوت میں مبالغہ کیا اور نہایت حسن وخوبی سے اُسے جاری رکھا۔

(اشعث دیکھو) تمھاری حکومت تمھارا کھاجا نہیں، بلکہ وہ ایک امانت ہے جس کا بار تمھاری گردن پر ہے اور یہ ساری دولت خدا کی ہے۔ تم تو میری طرف سے اس وقت تک اس کے خزانچی ہو جب تک اسے میرے سپرد نہ کر دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز مجھے توقع ہے کہ میں تمھارے لئے برا حاکم ثابت نہ ہوں گا۔ والسلام

۲۴- الیٰ معاویۃؓ

إِنَّ جَرِيرًا لَمَّا قَدِمَ عَلٰى عَلِيٍّؓ قَالَ لَهٗ " يَا جَرِيرُ، اِنْطَلِقْ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِكِتَابِيْ هٰذَا وَكُنْ عِنْدَ ظَنِّيْ بِكَ وَاعْلَمْ يَا جَرِيرُ، اَنَّكَ تَرٰى مَنْ حَوْلِيْ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْبَدْرِيِّيْنَ وَالْعَقَبِيِّيْنَ وَاِنِّيْ اخْتَرْتُكَ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ ذِيْ يَمَنٍ جَرِيْرٌ " فَاذْهَبْ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِكِتَابِيْ هٰذَا وَرِسَالَتِيْ۔ فَاِنْ دَخَلَ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَاِلَّا فَانْبِذْ اِلَيْهِ بِالْحَرْبِ۔ وَاَعْلِمْهُ اَنِّيْ لَا اَرْضٰى بِهٖ اَمِيْرًا لَا الْعَامَّةُ تَرْضٰى بِهٖ وَالِيًا " فَقَالَ جَرِيْرٌ: اِنِّيْ لَاَكْرَهُ اَنْ

اَمْنَعَكَ مَحْبُوْبَتِیْ وَمَا اَطْمَعُ لَكَ فِیْ مُعَاوِيَةَ۔ وَيَصْنَعُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّ بَيْعَتِیْ بِالْمَدِيْنَةِ لَزِمَتْكَ[1] وَاَنْتَ بِالشَّامِ[2] لِاَنَّهٗ بَايَعَنِی الْقَوْمُ[3] الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ (رضہم) عَلٰی مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ[4] لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّرُدَّ۔ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی[5] لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ فَاِذَا اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ[6] فَسَمُّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًا۔

فَاِنْ خَرَجَ مِنْهُمْ خَارِجٌ رَدُّوْهُ[7] اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلٰی اِتِّبَاعِهٖ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَلَّاهُ[8] اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی (وَاَصْلَاهُ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا)

---

[1] فی الاخبار: فقد لزمك ومن قبلك من المسلمين بيعتی وانا الخ۔

[2] فی الاخبار: وانتم بالشام۔

[3] ليس لفظ "القوم" فی الاخبار والامامۃ۔ وفی النهج هٰذا ابتداء المكتوب۔

[4] فی الاخبار: فليس للشاهد۔

[5] فی الاخبار: وانما الامر۔

[6] فی الاخبار: رجل مسلم۔

[7] فی الاخبار: فان خرج من امرهم احد بطعن او بدعۃ عنه ردوه الخ۔

[8] ليس هٰذا فی الاخبار وفی النهج: ليست العبارة التی جاءت بعده وفيه بعد ما تولی ولعمری يا معاوية لئن نظرت بعقلك دون هواك لتجدنی ابرأ الناس من دم عثمان ولتعلمن انی كنت فی عزلة عنه الا ان تتجنی فتجن ما بدا لك والسلام۔

وَإِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَايَعَانِي بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ نَقَضَا بَيْعَتَهُمَا فَكَانَ
نَقْضُهُمَا كَرِدَّتِهِمَا فَجَاهَدْتُهُمَا بَعْدَ مَا أَعْذَرْتُ إِلَيْهِمَا حَتَّى جَاءَ[1]
الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَارِهُونَ فَادْخُلْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ[2]
فَإِنَّ أَحَبَّ الْأُمُورِ[3] إِلَيَّ قَبُولُكَ[4] الْعَافِيَةَ إِلَّا أَنْ تَتَعَرَّضَ لِلْبَلَاءِ
فَإِنْ تَعَرَّضْتَ لَهُ قَاتَلْتُكَ وَاسْتَعَنْتُ بِاللهِ عَلَيْكَ وَقَدْ بَلَغَنِي
إِكْثَارُكَ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ رض فَادْخُلْ فِي الطَّاعَةِ[6] ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ إِلَيَّ
أَحْمِلْكَ وَإِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ[7]. فَأَمَّا تِلْكَ الَّتِي
تُرِيدُهَا فَهِيَ خُدْعَةُ الصَّبِيِّ عَنِ اللَّبَنِ[8]. وَلَعَمْرِي لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ[9]
دُونَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّي أَبْرَأَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ رض. وَاعْلَمْ يَا
مُعَاوِيَةُ، أَنَّكَ مِنَ الطُّلَقَاءِ الَّذِينَ لَا تَحِلُّ لَهُمُ الْخِلَافَةُ وَلَا تُعْقَدُ
مَعَهُمُ الْإِمَامَةُ وَلَا تُعْرَضُ لَهُمُ الشُّورَى[10]، وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ وَإِلَى مَنْ

---

[1] في خواص: ثم ان طلحة والزبير بايعاني ثم نقضا بيعتي فجاهدتهما على ذلك بعد ما اعذرت فيهما حتى جاء الحق وزهق الباطل وظهر امر الله وهم كارهون۔

[2] في اخبار: فيه المهاجرون والانصار۔

[3] في اخبار: فان احب امورك الى العافية۔

[4] قد تفرد به صاحب الاخبار۔

[5] في اخبار: فان قبلتها والا فأذن بحرب وقد اكثرت بقتلة عثمان۔

[6] في الامامة وخواص: فادخل فيما دخل فيه الناس۔

[7] في خواص ثم حاكمهم الى على كتاب الله تعالى، وفي اخبار: ثم حاكم القوم الى احملك واياهم على ما في كتاب الله تعالى۔

[8] في الاخبار: هذا آخر الكتاب۔

[9] في الخواص: بعين عقلك ولا بعين هواك تجدني ابرأ الناس من قتلة عثمان رض۔

[10] في الخواص: ولا يجوز لهم الشورى وقد بعثت اليك جرير بن عبد الله۔

تِبْلَكَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَالْهِجْرَةِ السَّابِقَةِ فَبَايِعْ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ وَالسَّلَامُ۔

الامامة والسیاسة : ص ۹۳ - الاخبار الطوال : ص ۱۶۶ - تذکرۃ خواص الامة ص ۹۵ - نہج البلاغة : ص ۱۱۷ - العقود الذهبية فی مراسلات العربية : ص ۱۵۲ العقد الفرید = ۲/۲۳۳ - و شرح ابن ابی الحدید : ۳/۳۰۰ -

---

۲۴ - حضرت معاویہ کے نام

جب حضرت جریرؓ حضرت علیؓ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا " جریر تم میرا خط لے کے معاویہ کے پاس جاؤ اور تمھارے متعلق جو میری رائے ہے اُسے صحیح کر دکھاؤ، دیکھو، اس وقت میرے پاس رسولؐ اللہ کے بہت سے صحابی مہاجرین، بدریین اور عقبیین موجود ہیں۔ لیکن اس کام کے لئے ان سب میں سے میں تمھیں انتخاب کر رہا ہوں، جس کی وجہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ یمنیوں میں جریر سب سے بہتر ہیں۔ لہذا تمھیں چاہیے کہ میرا خط معاویہ کے پاس لے جاؤ۔ اگر عام مسلمانوں کی طرح وہ بھی میری بیعت کرلیں تو خیر، ورنہ انھیں جنگ کا پیغام دے دینا، اور یہ بھی بتا دینا کہ نہ میں ہی ان کی امارت پر راضی ہوں نہ عام مسلمان ہی ان کی حاکمیت پر رضامند ہیں " حضرت جریرؓ نے کہا: " مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کے فرمانے پر میں آپ کی اعانت سے باز رہوں، حالانکہ مجھے معاویہ سے آپ کے لئے کسی بھلائی کی امید نہیں۔ آئندہ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ کرے گا " وہ خط یہ تھا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اما بعد :

(اے معاویہ) اگرچہ تم شام میں تھے، لیکن میری بیعت مدینے میں تم پر لازم آگئی تھی،

کیونکہ میرے ہاتھ پر انھیں لوگوں نے بیعت کی تھی جنھوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور یہ بیعت بھی اُسی خلافت پر تھی جس پر یہ لوگ پہلے خلفاء کی بیعت کر چکے تھے، اس کے بعد پھر نہ کسی حاضر کو کوئی اختیار باقی رہا نہ کسی غائب کو حق استرداد، اور حقیقت میں شوریٰ کا حق بھی مہاجرین و انصار ہی کا ہے۔ جب وہ کسی شخص پر اتفاق کرلیں اور امام بنالیں تو اس کو خدا کی پسند اور رضا سمجھنا چاہیئے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص اُن کی جماعت سے نکل جاتا ہے تو اوّل وہ اسے واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اگر وہ واپسی سے انکار کردے تو مسلمانوں کے خلاف چلنے کے جرم میں اُس سے جنگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی اُس کی پسندیدہ چیز اُسے عطا فرمائے گا اور اُسے دوزخ میں جو بہت ہی بُری جگہ ہے۔ داخل فرمائے گا۔

(معاویہ دیکھو!) طلحہ اور زبیر نے پہلے تو مدینے میں میرے ہاتھ پر بیعت کی پھر توڑ دی اُن کا یہ فعل ایک طرح کا ارتداد تھا، اس پر ہر طرح کی کوشش کے بعد مجھے اُن سے لڑنا پڑا، جس میں حق بات ہو کے رہی اور اللہ تعالیٰ کا وہ حکم نافذ ہو کے رہا جسے وہ کسی طرح پسند نہیں کرتے تھے (مجھے فتح ہوئی اور میری خلافت قائم رہی)۔

لہٰذا اب تمھیں بھی چاہیئے کہ عام مسلمانوں کی طرح تم بھی میری بیعت میں آجاؤ، کیونکہ تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے حق میں سب سے بہتر بات عافیت ہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تم خود اپنے لئے مصیبت مول لے لو۔ اگر تم نے خود مصیبت مول لے لی ہے، تو میں مجبوراً تم پر حملہ کردوں گا اور تمھارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم عثمان کے قتل کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہو تو دیکھو! پہلے تم بیعت کرو، پھر قوم کو لے کے مجھ سے فیصلہ کرانے کے لئے آؤ تو میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تمھارا اُن کا فیصلہ کردوں گا۔ رہی وہ بات جس کا تم نے تہیّہ کیا ہے (قصاص حضرت عثمانؓ) تو یہ اُس فریب کی طرح ہے جو بچّے کو دودھ چھڑاتے وقت دیا جاتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر تم خواہشات کے تحت نہیں، بلکہ عقل سے غور کرو گے تو عثمان کے خون کے معاملہ میں مجھے سب سے زیادہ

بری پاؤ گے۔

معاویہ دیکھو! تم طلقار (فتح مکہ کے وقت ازراہِ کرم چھوڑے ہوئے افراد) میں سے ہو، جن کو نہ خلافت جائز ہے، نہ جو امام بن سکتے ہیں اور نہ جنھیں شوریٰ میں شرکت ہی کا حق ہے میں تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے پاس جریر کو بھیج رہا ہوں۔ یہ صاحب ایمان اور مہاجرین سابقین میں سے ہیں، لہٰذا اب بھی بیعت کرلو، اور (یاد رکھو) کہ خدا کے سوا کسی میں کوئی طاقت نہیں۔ والسلام۔

۲۵- اِلیٰ جَرِیرؓ

قِیْلَ اِنَّهٗ اَقَامَ جَرِیْرٌؓ عِنْدَ مُعَاوِیَةَؓ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ وَهُوَ یُمَاطِلُهٗ بِالْبَیْعَةِ، فَکَتَبَ عَلِیٌّ اِلیٰ جَرِیْرٍؓ :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَلَامٌ عَلَیْكَ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاِذَا اَتَاكَ كِتَابِیْ هٰذَا فَاحْمِلْ مُعَاوِیَةَ عَلَى الْفَصْلِ وَخُذْهُ بِالْاَمْرِ الْجَزْمِ - وَخَیِّرْهُ بَیْنَ حَرْبٍ مُجْلِیَةٍ اَوْسِلْمٍ مُخْزِیَةٍ، فَاِنِ اخْتَارَ الْحَرْبَ فَانْبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ وَاِنِ اخْتَارَ السِّلْمَ فَخُذْ بَیْعَتَهٗ وَاَقْبِلْ اِلَیَّ - وَالسَّلَامُ۔

العقد الفرید: ۲/ ۲۳۲ - نہج البلاغۃ = ۲/ ۶ - وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۲۵۱

---

۲۵ حضرت جریرؓ کے نام

حضرت جریرؓ (جنھیں حضرت علیؓ نے سابقہ خط لے کے حضرت معاویہؓ کے پاس

بھیجا تھا) تین مہینے حضرت معاویہؓ کے پاس ٹھہرے رہے اس پر حضرت علیؓ نے انھیں یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم پر خدا کی سلامتی ہو، امابعد!

تم میرا یہ خط ملتے ہی معاویہ کو صاف اور دو ٹوک فیصلے پر آمادہ کرو اور کہہ دو کہ برباد کن جنگ اختیار کرتے ہو یا انفعال کے ساتھ صلح؟ اس پر اگر وہ جنگ پسند کریں تو جنگ کا اعلان کر دو، اللہ تعالیٰ خائن کو پسند نہیں فرماتا، اور صلح پسند کریں تو بیعت لے لو اور میرے پاس چلے آؤ۔ والسلام

۲۶- اِلیٰ جَرِیرؓ

قَالَ مُعَاوِیَةُ رضؓ لِجَرِیْرٍ: اِنِّیْ قَدْ رَأَیْتُ رَأْیًا۔ قَالَ جَرِیْرٌؓ "هَاتِ" فَقَالَ: اَکْتُبُ اِلیٰ عَلِیٍّؓ اَنْ یَّجْعَلَ لِیَ الشَّامَ وَمِصْرَ فَاِنْ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ لَمْ یَجْعَلْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ فِیْ عُنُقِیْ بَیْعَةً وَّ اُسَلِّمُ اِلَیْهِ هٰذَا الْاَمْرَ وَاَکْتُبُ اِلَیْهِ بِالْخِلَافَةِ۔

قَالَ جَرِیْرٌؓ: اُکْتُبْ مَا شِئْتَ۔ وَاِنَّمَا اَرَادَ مُعَاوِیَةُؓ فِیْ طَلَبِهِ الشَّامَ وَمِصْرَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ لِعَلِیٍّؓ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ وَّ اَنْ یُّخْرِجَ نَفْسَهٗ مِمَّا دَخَلَ فِیْهِ النَّاسُ۔ فَکَتَبَ اِلیٰ عَلِیٍّؓ یَسْأَلُهٗ ذٰلِکَ فَلَمَّا اَتیٰ عَلِیًّاؓ کِتَابُ مُعَاوِیَةَؓ عَرَفَ اَنَّهٗ خُدْعَةٌ مِّنْهُ فَکَتَبَ اِلیٰ جَرِیْرٍؓ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ!

فَإِنَّ مُعَاوِيَةَ إِنَّمَا أَرَادَ بِمَا طَلَبَ أَنْ لَا يَكُونَ لِي فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ وَأَنْ يَخْتَارَ مِنْ أَمْرِهِ مَا أَحَبَّ، وَأَرَادَ أَنْ يُرَيِّثَكَ وَيُبَطِّئَكَ حَتَّى يَذُوقَ أَهْلَ الشَّامِ وَقَدْ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ الشُّعْبَةِ أَشَارَ عَلَيَّ وَأَنَا بِالْمَدِينَةِ أَنْ أَسْتَعْمِلَهُ عَلَى الشَّامِ فَأَبَيْتُ ذَالِكَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَرَانِي أَنْ أَتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا۔ فَإِنْ بَايَعَكَ الرَّجُلُ وَإِلَّا فَأَقْبِلْ۔ وَالسَّلَامُ۔

الامامة والسياسة، ص ۹۵۔ وشرح ابن ابی الحدید = ۱/ ۲۵۰۔

۲۶- حضرت جریرؓ کے نام

(سابقہ خط پہنچنے پر) حضرت معاویہؓ حضرت جریرؓ سے بولے "میری ایک رائے ہے"، حضرت جریرؓ نے پوچھا "کیا؟" کہا: "میں علی کو لکھتا ہوں کہ وہ مصر اور شام میرے سپرد کر دیں اور اپنی وفات کے بعد کسی دوسرے کی بیعت کا بار میری گردن پر نہ ڈالیں، اور (اس کے بدلے میں) میں حکومت ان کے حوالے کر دوں اور اُن کی خلافت تسلیم کروں۔" حضرت جریرؓ نے کہا "آپ جو چاہیں لکھیں۔" حضرت معاویہؓ کی غرض مصر و شام کے مطالبے سے یہ تھی کہ مجھے حضرت علی کی بیعت نہ کرنا پڑے اور اپنے آپ کو اس معاملے سے نکال سکوں جس میں دوسرے لوگ داخل ہو چکے ہیں۔ لہذا حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو یہی لکھ دیا۔ جب حضرت علیؓ کے پاس حضرت معاویہؓ کا یہ خط پہنچا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ حضرت معاویہؓ کی چال ہے۔ لہذا آپ نے حضرت جریرؓ کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد!

مصر و شام طلب کرنے سے معاویہؓ کی غرض صرف یہ ہے کہ اُن کی گردن میں میری بیعت (کا قلادہ) نہ ہو اور وہ من مانی کارروائیاں کریں اور اُن کا یہ بھی ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ (لیت و لعل کرکے) تمھیں تنگ کریں اور ٹالتے رہیں تا آنکہ اہل شام (کی وفاداری) کو جانچ لیں۔ اس کے متعلق تو جب میں مدینے میں تھا اسی وقت مغیرہ ابن شعبہ نے مجھے توجہ دلائی تھی کہ میں شام پر معاویہ کو گورنر رہنے دوں اور میں نے انکار کر دیا تھا۔ خدا مجھے آئندہ بھی وہ دن نہ دکھائے کہ مجھے گمراہوں کو اپنا مددگار رہنا پڑے۔ لہٰذا اگر معاویہ تمھاری بیعت کرلیں تو خیر ورنہ تم چلے آؤ۔ والسلام۔

۲۷۔ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِعْلَمْ اَنَّ الْبَصْرَۃَ مَھْبِطُ اِبْلِیْسَ وَمَغْرِسُ الْفِتَنِ فَحَادِثْ اَھْلَھَا بِالْاِحْسَانِ اِلَیْھِمْ وَاَحْلُلْ عُقْدَۃَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوْبِھِمْ۔

وَقَدْ بَلَغَنِیْ تَنَمُّرُكَ لِبَنِیْ تَمِیْمٍ وَغِلْظَتُكَ عَلَیْھِمْ وَاِنَّ بَنِیْ تَمِیْمٍ لَمْ یَغِبْ لَھُمْ نَجْمٌ اِلَّا طَلَعَ لَھُمْ آخَرُ وَاِنَّھُمْ لَمْ یُسْبَقُوْا بِوَغْمٍ فِیْ جَاھِلِیَّۃٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّاِنَّ لَھُمْ رَحِمًا مَّاسَّۃً وَّقَرَابَۃً خَاصَّۃً نَحْنُ مَاْجُوْرُوْنَ عَلٰی صِلَتِھَا وَمَاْزُوْرُوْنَ عَلٰی قَطِیْعَتِھَا فَارْبَعْ اِبْنَ الْعَبَّاسِ رَحِمَكَ اللّٰہُ فِیْمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِكَ وَیَدِكَ مِنْ خَیْرٍ وَّشَرٍّ فَاِنَّا شَرِیْكَانِ فِیْ ذٰلِكَ وَکُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّیْ بِكَ وَلَا یَفِیْلَنَّ رَاْیِیْ فِیْكَ۔ وَالسَّلَامُ

کتاب الصفین : ص ۵۷۔

۲۷- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیکھو، بصرہ شیطان کے اترنے اور فتنے پھوٹنے کی جگہ ہے۔ لہذا تم اہل بصرہ سے حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کے دلوں سے خوف کی گرہیں نکال دو۔

مجھے بنی تمیم پر تمھارے غصّے اور سختی کی اطلاع ملی ہے۔ دیکھو، بنی تمیم وہ لوگ ہیں کہ اُن کا کوئی ستارہ اُس وقت تک غروب نہیں ہوتا جب تک دوسرا طلوع نہ ہوگیا ہو۔ انھوں نے نہ کبھی جاہلیت میں لڑائی میں پہل کی، نہ اسلام میں۔ پھر، ان کا ہم سے بہت قریبی تعلق اور نزدیکی رشتہ بھی ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ صلۂ رحم پر اجر ملے گا۔ اور قطع رحم پر گناہ ہوگا۔ لہذا اے ابن عباس، خدا تم پر رحم فرمائے۔ تم اپنی زبان اور ہاتھوں کے اچھے بُرے اعمال میں توقف (واحتیاط) برتو، کیونکہ اس میں میری اور تمھاری ذمے داری مشترک ہے اور تم میرے گمان کے مطابق بنو اور میری رائے اپنے بارے میں غلط نہ ثابت ہونے دو۔ والسّلام

۲۸- اِلیٰ زِیَادٍ وَّشُرَیحٍ

اِنَّ عَلِیًّا رضؓ لَمَّا قَطَعَ الْفُرَاتَ دَعَا زِیَادَ بْنَ النَّضْرِ وَشُرَیْحَ بْنَ هَانِئٍ فَسَرَّحَهُمَا اَمَامَهٗ نَحْوَ مُعَاوِیَةَ رضؓ عَلٰی حَالِهِمَا الَّتِیْ کَانَا خَرَجَا عَلَیْهَا مِنَ الْکُوْفَةِ وَقَدْ کَانَا حَیْثُ سَرَّحَهُمَا مِنَ الْکُوْفَةِ اَخَذَا عَلٰی شَاطِئِ الْفُرَاتِ مِنْ قِبَلِ الْبَرِّ مِمَّا یَلِی الْکُوْفَةَ

حَتّٰى بَلَغَا عَانَاتَ۔ فَبَلَغَهُمَا اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ دِمَشْقَ فِیْ جُنُوْدِ اَهْلِ الشَّامِ لِاسْتِقْبَالِ عَلِیٍّ رض فَقَالَا مَا لَنَا خَيْرٌ فِیْ اَنْ نَلْقٰى جُنُوْدَ اَهْلِ الشَّامِ بِقَلِيْلَةٍ مِّنْ مَّعَنَا فَرَجَعَا حَتّٰى لَحِقَا عَلِيًّا فَاَخْبَرَاهُ بِالَّذِیْ بَلَغَهُمَا۔ فَقَالَ "سَدَدْتُمَا" ثُمَّ مَضٰى عَلِیٌّ رض فَلَمَّا عَبَرَ الْفُرَاتَ قَدَّمَهُمَا اَمَامَهٗ نَحْوَ مُعَاوِيَةَ رض فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلٰى سُوْرِ الرُّوْمِ لَقِيَهُمَا اَبُو الْاَعْوَرِ السُّلَمِیُّ فِیْ جَمْعٍ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَلِیٍّ رض كِتَابًا فَكَتَبَ اِلَيْهِمَا عَلِیٌّ جَوَابًا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنِّیْ قَدْ اَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا[1] مَالِكًا، فَاسْمَعَا لَهٗ وَاَطِيْعَاهُ[2] فَاِنَّهٗ مِمَّنْ لَّا يُخَافُ[3] رَهَقُهٗ وَلَا سِقَاطُهٗ وَلَا بُطْئُهٗ عَمَّا الْاِسْرَاعُ اِلَيْهِ اَحْزَمُ وَلَا الْاِسْرَاعُ اِلٰى مَا الْبِطَاءُ عَنْهُ اَمْثَلُ وَقَدْ اَمَرْتُهٗ بِمِثْلِ الَّذِیْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمَا بِهٖ اَلَّا يَبْدَءَ الْقَوْمَ حَتّٰى يَلْقَاهُمْ فَيَدْعُوَهُمْ وَيُعْذِرَ اِلَيْهِمْ۔ وَالسَّلَامُ

الطبری : ۵ / ۲۳۸ - ونهج البلاغة :ص ۷۱۹ -

---

[1] فی النهج : وعلی من فی حیزکما مالك ابن الحارث الاشتر-

[2] فی النهج : واجعلاه درعا ومجنا-

[3] فانه ممن لا یخاف وهنه ولا سقطته عما الاسراع الیه احزم ولا اسراعه الی ما البطء عنه امثل-

۲۸۔ زیاد اور شریح کے نام!

جب حضرت علیؓ دریائے فرات پر پہنچے تو آپ نے زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کو طلب فرمایا اور وہ دونوں جس حال میں کوفے سے نکلے تھے، اسی حال میں اُنھیں اپنے آگے حضرت معاویہؓ کی طرف روانہ کردیا۔ وہ دونوں کوفے سے نکلے تو انھوں نے دریائے فرات کا کوفے سے ملنے والا کنارہ پکڑ لیا (فرات کے کنارے کنارے چل دئے) جب عانات کے موقعہ پر پہنچے تو انھیں اطلاع ملی کہ حضرت معاویہؓ اہل شام کا لشکر لے کے حضرت علیؓ کے مقابلے کے لئے دمشق سے چل دئے ہیں۔ یہ سُن کے اُن دونوں نے باہم مشورے سے فیصلہ کیا کہ ہمارے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ اتنی قلیل تعداد میں معاویہ کے لشکر سے مڈبھیڑ کر بیٹھیں۔ لہذا دونوں پلٹ پڑے اور حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع دی، آپنے فرمایا: "تم نے خوب کیا" پھر جناب آگے چل دئے، جب فرات کو عبور کرلیا، تو آپنے ان دونوں کو دوبارہ حضرت معاویہؓ کی طرف روانہ فرمادیا، چنانچہ جب وہ دونوں روم کی شہر پناہ پر پہنچے، تو اُنھیں ابوالاعور السُّلمی اہل شام کی ایک ٹولی کے ساتھ ملا، تو انھوں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں عریضہ روانہ کیا، جس کا جواب آپ نے انھیں یہ لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

امابعد:

میں تم پر مالک کو حاکم مقرر کرتا ہوں، تم ان کی بات مانو اور ان کے حکم پر چلو، کیونکہ مالک وہ شخص ہیں، جن کی ذات سے نہ معصیت کا خطرہ ہے نہ لغزش کا خوف، نہ جہاں تیزی مناسب احتیاط ہے وہاں سستی کا اور جہاں آہستگی موزوں ہے وہاں تیزی کا ڈر ہے، میں نے انھیں بھی دہی حکم دیا ہے جو تمھیں دیا تھا کہ جب تک قوم (دشمن) سے مل کر (بیعت کی) دعوت نہ دے لیں اور اس میں ہر طرح کی کوشش نہ کرلیں، اُس وقت تک اُن سے جنگ شروع نہ کریں۔ والسلام۔

۲۹- اِلیٰ اَھْلِ مَرْوَ

قَالَ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَائِنِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَکَرِیَّا الْعَجَلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَشْیَاخِہٖ قَالَ قَدِمَ مَا ھُوَیْہُ اَبْرَازُ مَرْزُبَانُ عَلیٰ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ بَعْدَ الْجَمَلِ مُقِرًّا بِالصُّلْحِ فَکَتَبَ لَہٗ عَلِیٌّؓ کِتَابًا اِلیٰ دَھَاقِیْنِ مَرْوَ وَالْاَسَاوِرَۃِ وَالْجُنْدِ سَلَامٌ یَّ مَنْ وَ مَنْ کَانَ فِیْ مَرْوَ :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَلَامٌ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ - اَمَّا بَعْدُ :

فَاِنَّ مَا ھُوَیْہُ اَبْرَازَ مَرْزُبَانَ مَرْوَ جَاءَنِیْ وَاِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْہُ

الطبری : ۵/۲۳۳

۲۹- اہل مرو کے نام

جب مرو کا چودھری ماہویہ ابراز حضرت علیؓ کی خدمت میں صلح نامہ لے کے آیا، تو آپ نے اُسے یہ خط مرو اور اساورہ کے دیہاتیوں، سلارین کے لشکر اور مرو کے ساکنوں کے لئے لکھ دیا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لوگ ہدایت پر ہیں اُن پر خدا کی سلامتی ہو۔

اما بعد :

ماہویہ ابراز مرو کے چودھری میرے پاس آئے۔ میں ان سے راضی ہوں۔

۳۰- اِلیٰ مُعَاوِیَۃؓ

وَکَتَبَ مُعَاوِیَۃُ رضؓ اِلیٰ عَلِیٍّ رضؓ کِتَاباً، فَکَتَبَ اِلَیْہِ عَلِیٌّ رضؓ جَوَاباً:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنِّیْ عَارِضٌ عَلَیْکَ مَا اَعْرَضَ مُخَارِقٌ عَلیٰ بَنِیْ فَالِجٍ حَیْثُ قَالَ:

اَیَا رَاکِباً اِمَّا عَرَضْتَ فَبَلِّغَنْ ۔۔۔ بَنِیْ فَالِجٍ حَیْثُ اسْتَقَرَّ قَرَارُھَا
ھَلُمُّوْا اِلَیْنَا لَا تَکُوْنُوْا کَاَنَّکُمْ ۔۔۔ بَلَاقِعُ اَرْضٍ طَارَ عَنْھَا غُبَارُھَا
سُلَیْمُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اُنَاسٌ اَعِزَّۃٌ ۔۔۔ وَاَرْضُھُمْ اَرْضٌ کَثِیْرٌ وِبَارُھَا

الاخبار الطوال: ص ۱۹۷-

۳۰- حضرت معاویہؓ کے نام

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو ایک خط لکھا تھا، جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد:

میں تمھیں وہی بات لکھتا ہوں جو مخارق نے بنی فالج کو ان اشعار کی صورت میں پیش کی تھی:

اگر اے سوار، ان سے ملنا ہو تیرا ۔۔۔ جہاں ہوں بنی فالج اُن سے یہ کہنا
ہماری طرف آؤ، مانو ہماری ۔۔۔ نہ ہو ایسے جو ہو یہ حالت تمھاری
ہو جس طرح کوئی زمیں ایسی خالی ۔۔۔ کہ مٹی تک اس میں رہی ہو نہ باقی

سُلیم ابن منصور کو مانتے ہیں نہایت معزز ہیں سب جانتے ہیں
زمین اُن کے قبضے میں ہے اس طرح کی
کہ ہیں جانور اُس میں کثرت سے جنگلی
(جو پس خوردہ سے پیٹ بھرتے ہیں اپنا مناسب نہیں تم کو محروم رہنا)

۳۱- اِلیٰ مُعَاوِیَةؓ

كَتَبَ عَلِیٌّؓ اِلیٰ مُعَاوِیَةَؓ فِی جَوَابِه:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ جَاءَنِیْ[1] مِنْكَ كِتَابُ الْمَرْءِ لَيْسَ لَهٗ بَصَرٌ يَهْدِيْهِ وَلَا قَائِدٌ[2] يُرْشِدُهٗ، دَعَاهُ الْهَوٰى فَاَجَابَهٗ، وَقَادَهٗ[3] فَاسْتَقَادَهٗ زَعَمْتَ اَنَّهٗ اَفْسَدَ بَيْعَتِیْ خَطِيْئَتِیْ فِیْ عُثْمَانَؓ وَلَعَمْرِیْ مَا كُنْتُ

---

[1] فی النهج: اما بعد: فقد اتتنی منك موعظة موصلة ورسالة محبرة نمقتها بضلالك وأمضيتها بسوء رأيك وكتاب امرئ ليس له بصر يهديه ولا قائد يرشده قد دعاه الهوى فاجابه وقاده الضلال فاتبعه فهجر لاغطا وضلّ خابطاً. لانها بيعة واحدة لا يثنى فيها النظر ولا يستأنف فيها الخيار الخارج منها طاعن والمروی فيها مداهن. وفی خواص: فقد اتانی۔

[2] فی خواص: ولا قائد ترشده۔

[3] فی خواص: وقاده فاتبعه، زعمت انی خذلت عن عثمانؓ ولعمری ما كنت الا كواحد المهاجرين۔

إِلَّا رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَوْرَدْتُ[1] كَمَا أَوْرَدُوا وَأَصْدَرْتُ كَمَا أَصْدَرُوا
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْمَعَهُمْ عَلَىٰ ضَلَالٍ وَلَا لِيَضْرِبَهُمْ بِالْعَمَىٰ
وَمَا أَمَرْتُ فَيَلْزَمُنِي خَطِيئَةُ عُثْمَانَ رضؓ وَلَا قَتَلْتُ فَيَلْزَمُنِي
قِصَاصُ الْقَاتِلِ۔

وَأَمَّا قَوْلُكَ إِنَّ أَهْلَ الشَّامِ هُمُ الْحُكَّامُ عَلَى النَّاسِ فَهَاتِ
رَجُلًا مِنْ قُرَيْشِ الشَّامِ يُقْبَلُ فِي الشُّورَىٰ أَوْ تَحِلُّ لَهُ الْخِلَافَةُ
فَإِنْ سَمَّيْتَ كَذَّبَكَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَإِلَّا أَتَيْتُكَ مِنْ قُرَيْشِ
الْحِجَازِ۔ وَأَمَّا قَوْلُكَ نَدْفَعُ إِلَيْكَ قَتَلَةَ عُثْمَانَ رضؓ فَمَا أَنْتَ وَعُثْمَانُ؟
إِنَّمَا أَنْتَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَبَنُو عُثْمَانَ رضؓ أَوْلَىٰ بِعُثْمَانَ رضؓ مِنْكَ
فَإِنْ زَعَمْتَ أَنَّكَ أَقْوَىٰ عَلَىٰ ذٰلِكَ فَادْخُلْ فِي الطَّاعَةِ ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ
إِلَيَّ وَأَمَّا تَمْيِيزُكَ بَيْنَ أَهْلِ الشَّامِ وَالْبَصْرَةِ وَذِكْرُكَ طَلْحَةَ رضؓ وَالزُّبَيْرَ رضؓ
فَلَعَمْرِي مَا الْأَمْرُ إِلَّا وَاحِدٌ۔ وَإِنَّهَا بَيْعَةٌ عَامَّةٌ لَا يَثْنِي
عَنْهَا الْبَصَرُ وَلَا يُسْتَأْنَفُ فِيهَا الْخِيَارُ وَأَمَّا وُلُوعُكَ فِي أَمْرِ
عُثْمَانَ رضؓ فَوَاللّٰهِ مَا قُلْتَ ذٰلِكَ عَنْ حَقِّ الْعِيَانِ وَلَا عَنْ يَقِينِ الْخَبَرِ۔
وَأَمَّا فَضْلِي فِي الْإِسْلَامِ وَقَرَابَتِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
شَرَفِي فِي قُرَيْشٍ فَلَعَمْرِي لَوِ اسْتَطَعْتَ دَفْعَهُ لَدَفَعْتَهُ۔ وَالسَّلَامُ۔

الامامة والسياسة: ۱/۱۰۱ - تذكرة خواص الامة: ص ۶۳ - نهج البلاغة: ص ۷۲ - العقد الفريد
۲/۲۳۳ - الكامل للمبرد: ۱/۱۵۷ وشرح ابن ابي الحديد: ۱/۲۵۲

---

[1] فی خواص: وردت كما اوردوا وصدرت كما اصدروا ولم اكن مع القوم، واما قولك ان اهل الشام يحكمون فی الشوری فمن فی الشام من يصلح للخلافة فان سميت واحدا كذبك المهاجرون والانصار، واما اعترافك بسوابقی فلو قدرت علی دفعها لدفعتها ولكنك اعجزت ذالك۔

۳۱۔ حضرت معاویہؓ کے نام

حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے ایک خط کے جواب میں یہ مکتوب ارسال فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

مجھے تمھاری طرف سے ایک ایسے شخص کا خط موصول ہوا جس کے پاس نہ تو خود ہی آنکھیں ہیں جو اس کی رہبری کریں، اور نہ کوئی دوسرا رہنما ہے جو اُسے راستہ دکھائے۔ خواہش نفس نے اُسے دعوت دی تو اُس نے قبول کر لی، اور اُسے کھینچا تو وہ کھنچ گیا (معاویہ) تمھارا گمان ہے کہ عثمان کے معاملہ میں میری غلطی نے تم پر میری بیعت کو فاسد کر دیا۔ حالانکہ اپنی جان کی قسم! میں تو مہاجرین کے گروہ کا ایک فرد ہوں، جدھر وہ گئے ادھر میں بھی گیا، اور جہاں وہ پہنچے میں بھی پہنچا، اور اللہ تعالیٰ ان کو گمراہی پر جمع ہونے کا موقع کبھی نہ دے گا، اور نہ اُن کی بصارت زائل فرمائے گا، نہ تو میں نے کوئی ایسا حکم ہی دیا جس کی بنا پر عثمان کی شہادت کی غلطی مجھ پر عائد ہو، نہ میں نے انھیں خود قتل کیا جس کا قصاص مجھ پر واجب ہو۔

رہا تمھارا یہ کہنا کہ اہلِ شام لوگوں پر حاکم ہیں، تو شام کے قریش میں سے ایک ہی آدمی ایسا دکھادو جو شوریٰ میں بات کرنے کا حق رکھتا ہو یا اس کے لئے خلافت درست ہو۔ اگر تم نے کسی کا نام لیا تو مہاجرین و انصار دونوں تمھاری تکذیب کریں گے۔ نہیں تو میں حجاز کے قریش میں سے (ایسے) اشخاص پیش کر دوں۔ رہا تمھارا یہ مطالبہ کہ ہم عثمان کے قاتلوں کو تمھارے حوالے کر دیں، تو بھلا تمھیں عثمان سے کیا واسطہ! تم تو بنی امیہ میں سے ہو، تمھارے مقابلے میں تو بنی عثمان کو زیادہ حق پہنچتا ہے۔ اور اگر تمھارا یہی گمان ہے کہ تم اس کے زیادہ حقدار ہو تو پہلے تم میری اطاعت قبول کر لو پھر قوم کو میرے پاس فیصلے کیلئے لاؤ

اب رہا بصرے اور شام میں امتیاز اور طلحہ اور زبیر کا معاملہ، تو اپنی جان کی قسم بات ایک ہی ہے اور وہ ہے (میری) بیعتِ عامہ جس کے بعد نہ اُس پر نظرِ ثانی ہو سکتی ہے نہ کسی کو اور طرح کا کوئی اختیار باقی رہتا ہے۔ رہا عثمان کے معاملہ میں تمھارا غلو تو بخدا نہ تمھاری بات کسی اپنے ذاتی حق و یقین پر ہے نہ کسی یقینی خبر کی بنیاد پر، رہی میری فضیلتِ اسلام، قرابتِ رسولؐ اور شرافتِ قریش، تو اپنی جان کی قسم اگر تم میں اسے بھی مٹا دینے کی طاقت ہوتی تو اُسے کبھی کبھی کے مٹا چکے ہوتے۔ والسلام۔

۳۲- اِلٰی مُعَاوِیَةَ رضؓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ -

اَمَّا بَعْدُ :

فَاِنَّ الدُّنْيَا دَارُ تِجَارَةٍ، وَرِبْحُهَا اَوْخُسْرُهَا الْاٰخِرَةُ، فَالسَّعِيْدُ مَنْ كَانَتْ بِضَاعَتُهُ فِيْهَا الْاَعْمَالُ الصَّالِحَةُ وَمَنْ رَاَى الدُّنْيَا بِعَيْنِهَا وَقَدَّرَهَا بِقَدْرِهَا وَاِنِّيْ لَاَعِظُكَ مَعَ عِلْمِيْ بِسَابِقِ الْعِلْمِ فِيْكَ مِمَّا لَا مَرَدَّ لَهُ دُوْنَ نَفَاذِهٖ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخَذَ عَلَى الْعُلَمَاءِ اَنْ يُؤَدُّوا الْاَمَانَةَ وَاَنْ يَنْصَحُوا الْغَوِيَّ وَالرَّشِيْدَ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَكُنْ مِمَّنْ لَا يَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَمَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ فَاِنَّ اللّٰهَ بِالْمِرْصَادِ وَاِنَّ دُنْيَاكَ سَتُدْبِرُ عَنْكَ وَسَتَعُوْدُ حَسْرَةً عَلَيْكَ فَاَقْلِعْ عَمَّا اَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْغَيِّ وَالضَّلَالِ عَلٰى كِبَرِ سِنِّكَ وَفَنَاءِ عُمُرِكَ فَاِنَّ حَالَكَ الْيَوْمَ كَحَالِ الثَّوْبِ الْمُهَلْهَلِ

الَّذِی لَا یُصْلِحُ مِنْ جَانِبٍ اِلَّا فَسَدَ مِنْ آخَرَ۔

وَقَدْ[1] اَرْدَیْتَ جِیْلًا مِنَ النَّاسِ کَثِیْرًا خَدَعْتَهُمْ بِغَیِّكَ وَاَلْقَیْتَهُمْ فِیْ مَوْجِ بَحْرِكَ تَغْشَاهُمُ الظُّلُمَاتُ وَتَتَلَاطَمُ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ فَجَارُوْا[2] عَنْ وِجْهَتِهِمْ وَنَكَصُوْا عَلٰی اَعْقَابِهِمْ وَتَوَلَّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمْ وَعَوَّلُوْا عَلٰی اَحْسَابِهِمْ اِلَّا مَنْ فَاءَ مِنْ اَهْلِ الْبَصَائِرِ فَاِنَّهُمْ فَارَقُوْكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ وَهَرَبُوْا اِلَی اللّٰهِ مِنْ مُوَازَرَتِكَ اِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَی الصَّعْبِ وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ فَاتَّقِ اللّٰهَ یَا مُعَاوِیَةُ فِیْ نَفْسِكَ وَجَاذِبِ الشَّیْطَانَ قِیَادَكَ فَاِنَّ الدُّنْیَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ وَالْاٰخِرَةُ قَرِیْبَةٌ مِنْكَ۔ وَالسَّلَامُ۔

رواه ابو الحسن علی بن محمد المدائنی شرح ابن ابی الحدید: ۲/۲۸۱

ونہج البلاغۃ: ۲/۴۱۔

۳۲۔ حضرت معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ خدا، علی، امیر المؤمنین کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام

اما بعد:

دیکھو، یہ دنیا تجارت کی ایک منڈی ہے اور اس کا نفع و نقصان آخرت ہے، لہٰذا خوش نصیب وہ ہے جس کی پونجی میں اعمالِ صالحہ ہوں اور جس نے دنیا کو دنیا ہی کی نظر سے دیکھا اور اس کا اسی کی حیثیت کے مطابق اندازہ لگایا ہو۔ دیکھو، میں

---

[1] هذا ابتداء المكتوب فی النهج۔

[2] فی النهج: فجازوا۔

تمھارے بارے میں وہ علم رکھنے کے باوجود جو ردنہیں ہوگا اور پورا ہو کے رہے گا، تمھیں نصیحت کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عالموں کے لیے یہ بات لازم کر دی ہے کہ وہ امانتیں (حقوق) ادا کریں اور گمراہ و راہ یافتہ (دونوں) کو نصیحت کریں۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُن لوگوں میں شامل نہ ہو جو اللہ سے بڑائی کی امید نہیں رکھتے، اور جن کے لئے عذاب طے ہو چکا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تاک میں لگا ہوا ہے اور تمھاری دنیا تم سے پیٹھ پھیر لینے والی ہے اور تم کو حسرت کے ساتھ لوٹنا ہے۔ دیکھو، تم میں بڑھاپے میں جو گمراہی اور بغاوت پیدا ہو گئی ہے اسے دور کر دو، کیونکہ تمھاری حالت اس بوسیدہ کپڑے کی سی ہے جو ایک طرف سے درست کیا جائے تو دوسری طرف سے مسک جائے۔

تم نے اپنی بغاوت سے دھوکا دے کے بہت سے لوگوں کو ہلاک کرا دیا اور اپنے دریائے (سرکشی) کی موجوں کی نذر کر دیا جن پر اندھیرے چھا گئے ہیں اور شبہات کے طوفان تھپیڑے لگا رہے ہیں، جن سے اُن کے منھ پھر چکے ہیں، وہ پیچھے کو لوٹ گئے ہیں اور پیٹھ پھیر لی ہے اور اپنے خاندانوں سے مدد چاہنے لگے ہیں، سوا ان اہلِ نظر کے جو تم سے روگرداں ہو چکے، کیونکہ جب تم نے ان پر سخت بوجھ لادا اور مزید گمراہ کرنا چاہا تو انھوں نے تمھیں سمجھ کے تم سے کنارہ کشی کر لی اور تم سے تعاون کرنے کے بجائے خدا کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

لہٰذا تم اے معاویہ، تم اپنے نفس کے متعلق خدا سے ڈرو اور شیطان کی قیادت میں سے اپنے آپ کو نکال لو، کیونکہ یہ دنیا تم سے جدا ہونے والی ہے اور آخرت تم سے قریب ہے۔

والسّلام

۳۳- اِلٰی مُعَاوِیَۃؓ

لَمَّا بَلَغَ هٰذَا الْكِتَابُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ رضؓ كَتَبَ جَوَابًا إِلٰى عَلِيٍّ رضؓ فَكَتَبَ عَلِيٌّ رضؓ إِلَيْهِ هٰذَا الْمَكْتُوْبَ وَكَانَ كَاتِبُ هٰذَا الْمَكْتُوْبِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ جَاءَنِيْ[1] كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيْهِ[2] أَنَّكَ لَوْ عَلِمْتَ وَعَلِمْنَا[3] أَنَّ الْحَرْبَ تَبْلُغُ[4] بِنَا وَبِكَ مَا بَلَغَتْ[5] لَمْ يَجْنِهَا[6] بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاعْلَمْ أَنَّكَ وَإِيَّانَا إِلٰى غَايَةٍ[7] مِنْهَا لَمْ تَبْلُغْهَا بَعْدُ. وَأَمَّا طَلَبُكَ[8] مِنِّي الشَّامَ

---

[1] فی الاخبار: اتانی۔

[2] فی کفایۃ ولطائف: فیہ۔

[3] فی لطائف وکفایۃ: انا علمنا ان الحرب الخ۔

[4] فی لطائف وفی احدی روایت اخبار: یبلغ۔

[5] فی الاخبار: بلک وبنا ما بلغت۔

[6] فی الاخبار: لم نجنیہا علی انفسنا وفی لطائف وکفایۃ: لم یجن بعضنا علی

[7] فی کفایۃ ونہج: واما قولک ان الحرب قد اکلت العرب الاحشاشات انفس بقیت الا ومن اکلہ الحق فالی الجنۃ ومن اکلہ الباطل فالی النار۔ فاعلم انک وانا فی غایۃ من تبلغہا۔ وفی لطائف: وانا وایاک نلتمس منہا غایۃ لم نبلغہا۔

[8] فی النہج: ھذا ابتداء المکتوب، فاما طلبک الی الشام فانی لم اکن لأعطیک الیوم ما منعتک امس۔

فَاِنِّی لَمْ اَکُنْ لِاُعْطِیَکَ الْیَوْمَ مَا مَنَعْتُکَ اَمْسِ وَاَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِی الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ فَاِنَّکَ لَسْتَ بِاَمْضٰی عَلَی الشَّکِّ مِنِّیْ عَلَی الْیَقِیْنِ وَلَیْسَ اَهْلُ الشَّامِ بِاَحْرَصَ عَلَی الدُّنْیَا، مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَی الْاٰخِرَةِ۔ وَاَمَّا قَوْلُکَ: "اِنَّا بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ" فَکَذٰلِکَ، نَحْنُ، وَلٰکِنْ لَیْسَ اُمَیَّةُ کَهَاشِمٍ وَلَا حَرْبٌ کَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَلَا سُفْیَانُ کَاَبِیْ طَالِبٍ وَلَا الْمُهَاجِرُ کَالطَّلِیْقِ وَلَا الْمُحِقُّ کَالْمُبْطِلِ[1]۔ وَفِیْ اَیْدِیْنَا فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِیْ قَتَلْنَا بِهَا الْعَزِیْزَ وَبِعْنَا بِهَا الْحُرَّ[2]۔ وَالسَّلَامُ۔

الامامة والسیاسة: ص ۱۱۴۔ لطائف اخبار الاول ومروج الذهب ۶۱/۲۔ اخبار الطوال: ص ۲۰۰۔ شرح ابن ابی الحدید: ۲۲۴/۳

کفایة المطالب: ص ۱۰۳ و نهج البلاغة: ص ۷۲۰۔

۳۳۔ حضرت معاویہؓ کے نام

سابقہ خط جب حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچا تو انھوں نے حضرت علیؓ کو جواب لکھا اُس جواب کے جواب میں آپ نے یہ خط بھی انھیں عبداللہؓ بن رافع سے لکھوایا:

---

[1] فی النهج: ولا المهاجر کالطلیق ولا الصریح کاللصیق ولا المحق کالمبطل ولا المؤمن کالمدغل ولبئس الخلف خلفا یتبع سلفا هوی فی نار جهنم۔

[2] فی النهج: اذللنا بها العزیز ونعشنا بها الذلیل ولما ادخل الله العرب فی دینه افواجا واسلمت له هذه الامة طوعا وکرها کنتم ممن دخل فی الدین اما رغبة واما رهبة علی حین فاز اهل السبق بسبقهم وذهب المهاجرون الاولون بفضلهم فلا تجعلن للشیطان فیک نصیبا ولا علی نفسک سبیلا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

مجھے تمھارا خط ملا، تم نے لکھا ہے کہ اگر ہم دونوں یہ بات محسوس کرلیتے کہ ہمارے درمیان جنگ یہاں تک پہنچ جائے گی تو ہرگز ایک دوسرے پر اس کی جسارت نہ کرتے، اس کے متعلق تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ بعد میں تم اور ہم اس (جنگ) کی اُس انتہا تک اس میں مبتلا رہیں گے جس تک (یہ جنگ) ابھی نہیں پہنچی۔

رہا تمھارا مجھ سے شام کا مطالبہ، تو میں جو چیز تمھیں دینے سے کل انکار کرچکا ہوں، وہ آج کسی طرح نہیں دے سکتا۔ اب رہی امید و بیم میں ہماری تمھاری برابری، تو تمھیں اپنی کامیابی کا اتنا شک بھی نہیں جتنا مجھے یقین ہے، نہ اہلِ شام دنیا کے اُتنے حریص ہیں جتنے اہلِ عراق آخرت کے۔

رہا تمھارا یہ کہنا کہ ہم دونوں عبد مناف[1] کی اولاد ہیں تو ہم تم ایسے ہی ہیں۔ لیکن امیہ[2] ہاشم[3] کے، حرب[4] عبدالمطلب[5] کے اور ابوسفیان[6] ابوطالب[7] کے برابر نہ تھے، نہ مہاجرین[8] اور طلقاء[9] (فتح مکہ کے بعد ازراہِ کرم چھوڑے ہوئے افراد) اور حامی حق و غلط کار میں کوئی نسبت ہوسکتی ہے

---

[1] حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مورثِ اعلیٰ۔

[2] حضرت معاویہؓ کے پردادا۔

[3] حضرت علیؓ کے پردادا۔

[4] حضرت معاویہؓ کے دادا۔

[5] حضرت علیؓ کے دادا۔

[6] حضرت معاویہؓ کے والد۔

[7] حضرت علیؓ کے والد۔

[8] وہ مسلمان جو کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آکر مکہ چھوڑ کے کہیں اور چلے گئے۔

[9] دیکھیے مکتوب نمبر ۲ کا حاشیہ۔

(بلکہ) ہمیں تو نبوّت کا شرف بھی حاصل ہے، جس کے لئے ہم نے بڑے سے بڑے عزت دار (کافر) کو قتل کیا، اور آزاد (کافر) کو غلام بنا کے فروخت کر ڈالا۔

والسّلام

۳۴- اِلٰی مُعَاوِیَۃَؓ

رُوِیَ أَنَّہٗ إِذَا اشْتَدَّ الْقِتَالُ بَیْنَ الْفَرِیْقَیْنِ فِیْ صِفِّیْنِ لَیْلَۃَ الْھَرِیْرِ دَعَا مُعَاوِیَۃُؓ عَلِیًّاؓ إِلَی التَّحْکِیْمِ وَکَتَبَ کِتَابًا فَأَجَابَہٗ عَلِیٌّؓ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِلٰی مُعَاوِیَۃَ بْنِ أَبِیْ سُفْیَانَ۔

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ أَفْضَلَ مَا شَغَلَ بِہِ الْمَرْءُ نَفْسَہٗ اتِّبَاعُ مَا حَسُنَ بِہٖ فِعْلُہٗ وَاسْتَوْجَبَ فَضْلَہٗ وَسَلِمَ مِنْ عَیْبِہٖ وَإِنَّ الْبَغْیَ وَالزُّوْرَ[1] یُزْرِیَانِ[2] بِالْمَرْءِ فِیْ دِیْنِہٖ وَدُنْیَاہُ وَیُبْدِیَانِ خَلَلَہٗ عِنْدَ مَنْ یَّعِیْبُہٗ فَاحْذَرِ الدُّنْیَا فَإِنَّہٗ لَا فَرَحَ بِشَیْءٍ وَصَلْتَ إِلَیْہِ مِنْھَا وَلَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّکَ غَیْرُ مُدْرِکٍ مَا قُضِیَ فَوَاتُہٗ وَقَدْ رَامَ قَوْمٌ أَمْرًا بِغَیْرِ الْحَقِّ فَتَأَوَّلُوْا عَلَی اللّٰہِ جَلَّ وَعَزَّ فَأَکْذَبَھُمْ وَمَتَّعَھُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ اضْطَرَّھُمْ إِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ، فَاحْذَرْ یَوْمًا یُّغْتَبَطُ فِیْہِ مَنْ أَحْمَدَ عَاقِبَۃَ عَمَلِہٖ وَیَنْدَمُ فِیْہِ مَنْ أَمْکَنَ الشَّیْطَانَ مِنْ قِیَادِہٖ فَلَمْ یُجَاذِبْہُ وَغَرَّتْہُ[3]

---

[1] فی النھج ھذا ابتداء المکتوب۔

[2] فی النھج: یوتغان۔

[3] فی النھج: لیست وغرّتہ الدنیا واطمأنّ الیھا۔

الدُّنْیَا وَاطْمَأَنَّ اِلَیْھَا۔

ثُمَّ اِنَّکَ قَدْ دَعَوْتَنِیْ اِلٰی حُکْمِ الْقُرْآنِ وَلَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّکَ لَسْتَ مِنْ اَھْلِ الْقُرْآنِ وَلَا حُکْمَہٗ تُرِیْدُ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَلَسْنَا اِیَّاکَ اَجَبْنَا وَلٰکِنَّا اَجَبْنَا الْقُرْآنَ فِیْ حُکْمِہٖ[1] وَمَنْ لَّمْ یَرْضَ بِحُکْمِ الْقُرْآنِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا۔

کتاب صفین: ص ۲۶۷ - نہج البلاغۃ: ۲/۵۲ - وشرح ابن ابی الحدید: ۱/۱۸۸

۳۴۔ حضرت معاویہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ خدا، علی، امیرالمومنین کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام

امابعد: دیکھو، انسان کا سب سے بہتر کام اُس چیز کے درپے ہونا ہے جس سے اس کے اعمال اچھے ہو جائیں، جو اس کی فضیلت کا باعث بنے اور وہ بُرائی سے بچا رہے، بغاوت اور جھوٹ انسان کو دین اور دنیا میں ذلیل اور عیب گیر کے سامنے اس کی خرابیاں ظاہر کر دیتے ہیں۔ دیکھو! دنیا سے بچو، کیونکہ دنیا سے جو تمھیں مل جائے اُس کی کوئی خوشی نہیں، تم خوب جانتے ہو کہ جس چیز کا کھونا تمھارے لیے مقدر ہو چکا ہے، وہ تم پا نہیں سکتے بے شک لوگوں نے ایک ناحق کام کا ارادہ کیا (جس کے لیے) اللہ تعالیٰ (کے کلام) کی تاویل کی، جس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں جھٹلا دیا اور ذرا سا (دنیوی) نفع پہنچا دیا پھر (آخرت میں) انھیں سخت عذاب میں مبتلا کر دیا۔ لہٰذا تمھیں چاہیے کہ اس دن سے ڈرو جس میں وہ شخص مگن ہوگا جس کا انجام کار اچھا ہوا، اور وہ شخص پشیمان ہوگا جس نے شیطان کو (اپنے اوپر)

---

[1] فی النہج: ھٰذا خاتمۃ المکتوب۔

مسلّط کرکے اس کی قیادت قبول کرلی اور اُس نے اس سے کشمکش نہیں کی، دنیا کے دھوکے میں آکراس پرمطمئن ہوگیا۔

تم مجھے قرآن کے فیصلے کی طرف بلارہے ہو، میں خوب جانتا ہوں کہ نہ تم اہلِ قرآن ہو، نہ اُس کا فیصلہ تمھارا مقصود ہے، حالانکہ خدا ہی قابلِ استمداد ہے، ہم تمھاری دعوت کو نہیں بلکہ قرآن اوراس کے فیصلے کو قبول کررہے ہیں اور جو شخص قرآن کے فیصلے پر راضی نہ ہو وہ بڑی ہی گمراہی میں مبتلا ہے۔ والسّلام

۳۵- اِلَى الْخَوَارِجِ

لَمَّا خَرَجَتِ الْخَوَارِجُ وَهَرَبَ اَبُوْمُوْسٰی اِلٰی مَكَّةَ وَرَدَّ عَلِیٌّ ابْنَ عَبَّاسٍ رض اِلَى الْبَصْرَةِ قَامَ فِي الْكُوْفَةِ وَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ نَزَلَ وَكَتَبَ اِلَى الْخَوَارِجِ :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰی يَزِيْدَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهَبٍ الرَّاسِبِيِّ وَمَنْ مَعَهُمَا مِنَ النَّاسِ۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔ اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ[1] الْخَاطِئَيْنِ الْحَاكِمَيْنِ[2] الَّذَيْنِ ارْتَضَيْنَا[3]

---

[1] فی اخبار: فان الرجلین الذین۔

[2] فی الامامة والسیاسة: الرجلین الخاطئین الحاکمین الذین۔

[3] فی اخبار: ارتضیناهما للحکومة وفی الامامة والسیاسة: ارتضینا لهما حکمین ونحن علی الامر الاول فما قبلوا الینا، رحمکم الله تعالی فاناسائرون الی عدونا وعدوکم لتعودوا والمحاربتهم حتی یحکم الله بیننا وبینهم وهو خیر الحاکمین۔

حَكَمَهُمَا تَدْ خَالَفَا كِتَابَ اللهِ وَاتَّبَعَا أَهْوَاءَهُمَا بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللهِ فَلَمْ يَعْمَلَا بِالسُّنَّةِ وَلَمْ يُنَفِّذَا لِلْقُرْآنِ حُكْمًا فَبَرِئَ اللهُ مِنْهُمَا وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ[1] فَإِذَا بَلَغَكُمْ كِتَابِيْ هٰذَا فَأَقْبِلُوْا إِلَيْنَا فَإِنَّا سَائِرُوْنَ إِلٰى عَدُوِّنَا وَعَدُوِّكُمْ، وَنَحْنُ عَلَى الْأَمْرِ الْأَوَّلِ[2] الَّذِيْ كُنَّا عَلَيْهِمْ. وَالسَّلَامُ.

الطبری: ۶/۴۴ - اخبار الطوال: ص ۲۱۹ - الامامۃ والسیاسۃ: ص ۱۳۶ - والکامل للمبرد: ۳/۱۴۷

۳۵- خوارج کے نام

جب خارجیوں نے خروج کر لیا اور ابوموسیٰؓ کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ کو بصرے واپس کر دیا تو آپ نے کوفے میں پہلے ایک خطبہ دیا پھر خوارج کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ خدا علی، امیر المومنین کی طرف سے یزید ابن حصین، عبداللہ ابن وہب الراسی اور ان کے ساتھیوں کے نام

امابعد:

ان دونوں خطاکار پنچوں نے جن کے فیصلے پر ہم نے اظہار رضامندی کیا تھا، کتاب اللہ کے خلاف (فیصلہ) کیا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے برعکس اپنی خواہشاتِ نفسانی پر

---

[1] فی الامامۃ والسیاسۃ: وصالح المؤمنین اذا بلغکم کتابنا۔

[2] فی الامامۃ والسیاسۃ: لیس لفظہ "الاول"

چل پڑے، لہٰذا نہ سنت ہی پر عمل کیا، نہ قرآن مجید ہی کا حکم جاری کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اور عام مومنین ان کے فیصلے سے بیزار ہیں، تمھیں چاہیے کہ جس وقت میرا یہ خط ملے، اُسی دم ہماری طرف روانہ ہو جاؤ، کیونکہ ہم اپنے اور تمھارے دشمن کی طرف کوچ کرنے والے ہیں اور ہم اب تک اسی بات پر قائم ہیں جس پر پہلے تھے۔ والسلام

۳۶- اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ

اِنَّ عَلِیًّاؓ لَمَّا نَزَلَ بِالنُّخَیْلَۃِ وَقَرَأَ جَوَابَ الْخَوَارِجِ، اَیِسَ مِنْھُمْ وَسَارَ اِلَی الشَّامِ وَکَتَبَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ کِتَابًا مَّعَ عُتْبَۃَ بْنِ الْاَخْنَسِ بْنِ قَیْسٍ مِّنْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَکْرٍ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّا قَدْ خَرَجْنَا[1] اِلٰی مُعَسْکَرِنَا بِالنُّخَیْلَۃِ وَقَدْ اَجْمَعْنَا عَلَی الْمَسِیْرِ اِلٰی عَدُوِّنَا مِنْ اَھْلِ الشَّامِ[2] فَاَشْخِصْ[3] بِالنَّاسِ حَتّٰی یَاْتِیَکَ رَسُوْلِیْ وَاَقِمْ حَتّٰی یَاْتِیَکَ اَمْرِیْ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ۔

الطبری: ۶/۴۴ - الکامل للمبرد: ۳/۱۴۷ - اخبار الطوال ص ۲۲۰
الامامۃ والسیاسۃ: ۱/۱۳۷

---

[1] فی الکامل: فانا خرجنا - وفی الامامۃ ھکذا: اما بعد: فانا اجمعنا علی المسیر۔
[2] فی الکامل: من اھل المغرب۔
[3] فی الکامل: فاشخص الی الناس۔

۳۶۔ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ کے نام

جس وقت حضرت علیؓ مقام نخیلہ میں فروکش ہوئے اور خوارج کا جواب آپ کی نظر سے گزرا، تو آپ ان کی طرف سے مایوس ہو کے شام کی طرف روانہ ہوئے اور عبداللہ ابن عباسؓ کو قبیلۂ بنی سعد ابنِ بکر کے ایک فرد عتبہ ابن اخنسی کے ہاتھ یہ خط روانہ فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

ہم نخیلہ کے اپنے کیمپ سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے شامی دشمن کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ لہٰذا تم میرے قاصد کے پہنچنے تک لوگوں کو آمادہ اور تیار کرلو اور میرا حکم ملنے تک وہیں ٹھہرے رہو۔

والسلام

۳۷۔ اِلٰی سَعدِ بْنِ مَسْعُوْدِنِ الثَّقَفِیؓ

اِنَّ عَلِیًّا رضؓ کَتَبَ اِلٰی سَعْدِنِ الثَّقَفِیِّ وَھُوَ عَامِلُہٗ عَلَی الْمَدَائِنِ

اَمَّا بَعْدُ =

فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکَ زِیَادَ بْنَ خَصَفَۃَ فَاَشْخِصْ مَعَہٗ مَنْ قِبَلَکَ مِنْ مُقَاتِلَۃِ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ، وَعَجِّلْ ذَالِکَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

الطبری = ۶/۴۵

۳۷۔ سعد ابن مسعود ثقفیؓ کے نام

حضرت علیؓ نے سعد ابن مسعود ثقفیؓ کو، جو مدائن میں آپ کی طرف سے گورنر تھے، یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

میں زیاد ابن خصفہ کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں، لہٰذا تمھارے پاس جو کوئی جنگ آزما ہیں، اُنھیں ان کے ہمراہ کردو اور اس میں بہت جلدی کرو، اگر خدا کو بھی منظور ہوا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں کوئی طاقت نہیں۔

۳۸۔ إلى أبو موسىٰؓ

لَمَّا رَجَعَ أَبُو مُوسىٰ مِنْ دَوْمَةِ الْجَنْدَلِ إِلىٰ مَكَّةَ وَ بَلَغَ إِلَيْهِ كِتَابَا مُعَاوِيَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی سَمِعَ بِهِ عَلِيٌّ رضی فَرَقَّ لَهُ وَأَحَبَّ أَنْ يَضُمَّهُ إِلَيْهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ امْرُؤٌ ضَلَّلَكَ الْهَوىٰ وَاسْتَدْرَجَكَ الْغُرُوْرُ فَاسْتَقِلِ اللهَ[1]

---

[1] فی العقد: فانه من استقال الله اقاله حقق بك حسن الظن لزومك بيت الحرام غير حاج ولا قاطن فاستقل الله يقلك عثرتك إن الله يغفر ولا يغفل واحب عباده اليه التوابون۔

يُقِلْكَ عَثْرَتَكَ، فَإِنَّهُ مَنِ اسْتَقَالَ اللّٰهَ أَقَالَهُ - إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ وَلَا يُغَيِّرُ - وَأَحَبُّ عِبَادِهٖ إِلَيْهِ الْمُتَّقُوْنَ - وَالسَّلَامُ -

الامامۃ والسیاسۃ: ۱/۱۳۲ - شرح ابن ابی الحدید: ۱/۲۵۹ - والعقد الفرید: ۲/۲۳۹

---

۳۸ - حضرت ابو موسیٰؓ کے نام

جب حضرت ابو موسیٰؓ دومۃ الجندلؑ سے مکہ معظمہ کو لوٹے اور ان کے پاس حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے خطوط پہنچے اور حضرت علیؓ نے یہ خبر سُنی تو ان کے لئے آپ کا دل کڑھا اور آپ نے چاہا کہ انھیں اپنے ساتھ ملالیں۔ لہٰذا انھیں یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد: تم وہ شخص ہو جسے خواہشِ نفس نے گمراہ کر دیا ہے اور جس پر دھوکا قابو پا چکا ہے۔ (دیکھو!) تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، وہ تمھارا قصور معاف کر دے گا کیونکہ جو بھی اُس سے معافی چاہے وہ اُسے معاف فرما دیتا ہے، یقیناً وہ بخشش ہی فرماتا ہے اور (اس کی بخشش میں) کبھی فرق نہیں آتا اور وہ اپنے متقی بندوں کو سب سے زیادہ پسند فرماتا ہے۔ والسّلام۔

لہ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ پنچ مقرر ہوئے تھے اور پنچایت کا مقام دومۃ الجندل طے ہوا تھا، جس میں حضرت ابو موسیٰؓ حضرت عمرو بن العاصؓ سے سیاسی شکست کھا گئے اور اس ندامت میں وہ دومۃ الجندل سے مکے چلے گئے۔ دومۃ الجندل ایران کا وہ علاقہ ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ ابن الولید کو امیر لشکر بنا کر بھیجا تھا، وہاں کے لوگ غیر جانبدار رہے تھے۔

۳۹- اِلٰى مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَشْتَرِ رضی اللہ عنہ

لَمَّا انْقَضٰى اَمْرُ الْحُكُوْمَةِ كَتَبَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ اِلٰى مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَشْتَرِ رضی اللہ عنہ وَهُوَ (اَىْ مَالِكٌ) يَوْمَئِذٍ بِنَصِيْبِيْنَ -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ :

فَاِنَّكَ مِمَّنْ اَسْتَظْهِرُ بِهٖ[1] عَلٰى اِقَامَةِ الدِّيْنِ وَاَقْمَعُ بِهٖ نَخْوَةَ الْاَثِيْمِ وَاَشُدُّ[2] بِهِ الثَّغْرَ الْمَخُوْفَ - وَكُنْتُ وَلَّيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ مِّصْرَ - فَخَرَجَتْ عَلَيْهِ بِهَا خَوَارِجُ وَهُوَ غُلَامٌ حَدَثٌ لَيْسَ بِذِىْ تَجْرِبَةٍ لِّلْحَرْبِ وَلَا بِمُجَرِّبٍ بِالْاَشْيَآءِ[3] فَاَقْدِمْ عَلَيَّ لِنَنْظُرَ فِىْ ذٰلِكَ فِيْمَا يَنْبَغِىْ - وَاسْتَخْلِفْ عَلٰى عَمَلِكَ اَهْلَ الثِّقَةِ وَالنَّصِيْحَةِ مِنْ اَصْحَابِكَ - وَالسَّلَامُ -

الطبری : ۶/۵۴ - النجوم الزاهرة : ص ۱۱۶ - نهج البلاغة : ص ۷۷۷
وشرح ابن ابی الحدید : ۱/۲۶۰ -

---

[1] فی النجوم الزاهرة : استظهرة -

[2] فی النهج : اسد به لهاة الثغر المخوف فاستعن بالله علی ما اهمك واخلط الشدة بضغث من اللين وارفق ما كان الرفق ارفق واعتزم بالشدة حين لا يغنی عنك واخفض للرعية جناحك وابسط لهم وجهك والن لهم جانبك وآس بينهم فی اللحظة والنظرة والاشارة والتحية حتی لا يطمع العظماء فی حيفك ولا ييأس الضعفاء من عدلك - والسلام -

۳۹۔ مالکؒ ابن حارث اشتر کے نام

جب حکومت کا معاملہ انجام تک پہنچ گیا تو حضرت علیؓ نے مالک اشتر کو یہ خط لکھا جو اس زمانے میں نصیبین میں تھے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد :

تم یقیناً ان لوگوں میں سے ہو، جن سے میں اقامتِ دین میں مدد لیتا ہوں، گناہ گار کا غرور توڑتا ہوں اور پُرخطر سرحدوں کو مضبوط کرتا ہوں۔ میں نے محمد ابن ابی بکرؓ کو مصر کا حاکم بنایا تھا، وہاں اس پر خارجیوں نے خروج کیا ہے، وہ چونکہ نوعمر جوان ہے جسے نہ لڑائی کا تجربہ ہے نہ دیگر معاملات کا، لہٰذا تمھیں چاہیے کہ فوراً میرے پاس چلے آؤ تاکہ ہم کسی مناسب تدبیر پر غور کریں اور اپنی جگہ اپنے دوستوں میں سے کسی معتمد اور بہی خواہ شخص کو اپنا قائم مقام بناتے آؤ۔ والسلام

۴۰۔ اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍؓ

لَمَّا بَلَغَ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍؓ اَنَّ عَلِیًّاؓ قَدْ بَعَثَ الْاَشْتَرَ شَقَّ عَلَیْهِ فَکَتَبَ اِلَیْهِ عَلِیٌّؓ حِیْنَ بَلَغَهٗ مَوْجِدَتُهٗ لِقُدُوْمِ الْاَشْتَرِ عَلَیْهِ :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ۔

أَمَّا بَعْدُ:

فَقَدْ بَلَغَنِي مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيحِ[1] الْأَشْتَرِ إِلَى عَمَلِكَ وَإِنِّي لَمْ أَفْعَلْ ذٰلِكَ اسْتِبْطَاءً لَكَ فِي الْجِهَادِ[2] وَلَا ازْدِيَاداً[3] مِنِّي لَكَ فِي الْجِدِّ وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ فِي الْمَؤُونَةِ[4] وَأَعْجَبُ إِلَيْكَ وِلَايَةً مِنْهُ[5]۔ إِلَّا إِنَّ الرَّجُلَ[6] الَّذِي كُنْتُ وَلَّيْتُهُ مِصْرَ كَانَ لَنَا نَصِيحاً وَعَلَى عَدُوِّنَا شَدِيداً[7] وَقَدِ[8] اسْتَكْمَلَ أَيَّامَهُ وَلَاقَى حِمَامَهُ وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُونَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَضَاعَفَ لَهُ الثَّوَابَ وَأَحْسَنَ لَهُ الْمَآبَ۔

اِصْبِرْ لِعَدُوِّكَ وَشَمِّرْ لِلْحَرْبِ وَادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، وَأَكْثِرْ ذِكْرَ اللهِ وَالْاِسْتِعَانَةَ بِهِ وَالْخَوْفَ مِنْهُ يَكْفِكَ مَا أَهَمَّكَ وَيُعِنْكَ عَلَى مَا وَلَّاكَ أَعَانَنَا اللهُ وَإِيَّاكَ عَلَى مَا لَا يُنَالُ إِلَّا بِرَحْمَتِهِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

(الطبری: ۵٦/٦ - الجامعة المصرية، ص ۱۳۴ - الكامل: ۱۵۳/۳ - ونهج البلاغة: ص ۵۹)

---

[1] فی النهج: من تسريح۔

[2] فی النهج: فی الجحد۔

[3] فی النهج: ولا ازديادا فی الجد۔

[4] فی النهج: مَؤُونَةً۔

[5] فی النهج: امر مصر۔

[6] فی النهج: كان رجلا لنا ناصحا۔

[7] فی النهج: شديدا ناقما۔

[8] فی النهج: فلقد استكمل ايامه ولاقى حمامه ونحن اولاه الله رضوانه وضاعف الثواب له فاصحر لعدوك وامض على بصيرتك وشمر للحرب من حاربك وادع الى سبيل ربك واكثر الاستعانة بالله يكفك ويعنك على ما نزل بك انشاء الله

۴۔ محمد ابن ابی بکرؓ کے نام

جب محمد ابن ابی بکرؓ کو یہ اطلاع ہوئی کہ حضرت علیؓ نے مالک اشتر کو (ان کی جگہ گورنر بنا کے) بھیجا ہے، تو یہ بات ان پر گراں گزری۔ جب حضرت علیؓ کو مالک اشتر کی آمد پر اُن کی ناگواری کا علم ہوا تو انھیں یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد:

مالک اشتر کو تمھاری جگہ گورنری پر بھیجنے سے جو تمھیں غم و غصہ ہے اس کی مجھے اطلاع ملی۔ (دیکھو!) میں نے یہ کام نہ تو اس بنا پر کیا تھا کہ میں تمھیں جہاد میں کوتاہ جانتا ہوں، نہ اس لئے کہ تمھاری کوشش میں مجھے زیادتی مقصود تھی، اگر میں موجودہ حکومت (بوجوہ) تم سے نکال بھی لیتا، تو تمھیں ایسی حکومت دیتا جو مشقت میں تمہارے لئے اس سے آسان اور حکومت کے لحاظ سے تمھیں زیادہ پسندیدہ ہوتی، میں نے جس شخص کو مصر کا حاکم بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور دشمنوں کے لئے سخت تھا، (مگر افسوس) اُس کے دن پورے ہو گئے اور وہ اپنی موت سے جا ملا! ہم اس سے راضی ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو اور اسے دُونا بدلہ عنایت فرمائے اور اس کی آخری منزل کو بہتر کرے۔

(اب تمھیں چاہیے کہ) اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور (لوگوں کو) اپنے پروردگار کے راستے پر حسنِ تدبیر اور عمدہ نصیحت سے بلاؤ۔ اور (دیکھو) اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو، اُس سے بہت زیادہ مدد طلب کرو، اور اس سے بہت زیادہ ڈرو۔ وہ تمھارے اہم امور میں کفایت اور حکومت میں اعانت فرمائے گا۔ خدائے تعالیٰ تمھاری اور ہماری اُن امور میں امداد فرمائے جو اس کی رحمت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ والسلام۔

۴۱- إِلٰى أَهْلِ مِصْرَ

قَالَ مَوْلَى الْأَشْتَرِ لَمَّا هَلَكَ الْأَشْتَرُ وَجَدْنَا فِيْ ثَقَلِهِ رِسَالَةَ عَلِيٍّ ع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰى أُمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ الَّذِيْنَ غَضِبُوْا لِلّٰهِ حِيْنَ عُصِيَ فِي الْأَرْضِ[1] فَضَرَبَ[2] الْجَوْرُ بِأَرْوَاقِهِ عَلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ فَلَا حَقٌّ يُسْتَرَاحُ إِلَيْهِ وَلَا مُنْكَرٌ يُتَنَاهٰى عَنْهُ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَإِنِّيْ أَحْمَدُ إِلَيْكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَا يَنَامُ أَيَّامَ الْخَوْفِ وَلَا يَنْكُلُ عَنِ الْأَعَادِيْ[3] حِذَارَ الدَّوَائِرِ، أَشَدَّ عَلَى الْكُفَّارِ مِنْ حَرِيْقِ النَّارِ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ أَخُوْ مَذْحِجٍ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْهُ[4] فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ لَا نَابِيْ[5] الضَّرِيْبَةِ وَلَا كَلِيْلُ الْحَدِّ فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَقْدِمُوْا فَأَقْدِمُوْا وَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَنْفِرُوْا[6] فَانْفِرُوْا، فَإِنَّهُ[7] لَا يُقْدِمُ وَلَا يُحْجِمُ

---

۱ فی النہج: فی ارضہ۔

۲ فی النہج: وذھب بحقہ فضرب الجور سرادقہ علی البر والفاجر والمقیم و
الظاعن فلا معروف۔

۳ فی النہج: عن الاعداء ساعات الروع۔

۴ فی النہج: واطیعوا امرہ فیما طابق الحق۔

۵ فی النہج: لا کلیل الظبۃ ولا نابی الضریبۃ۔

۶ فی النہج: ان تنفروا فانفروا وان امرکم ان تقیموا فاقیموا۔

۷ فی النہج: فانہ لا یقدم ولا یحجم ولا یؤخر ولا یقدم الا عن امری۔

اِلَّا بِاَمْرِیْ وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِهٖ عَلٰی نَفْسِیْ لِنُصْحِهٖ لَكُمْ وَشِدَّةِ شَكِيْمَتِهٖ عَلٰی عَدُوِّكُمْ[1] عَصَمَكُمُ اللّٰهُ بِالْهُدٰی وَ ثَبَّتَكُمْ عَلَی الْيَقِيْنِ۔

وَالسَّلَامُ۔

الطبری: ٦/٥٥۔ نہج البلاغۃ: ص ٦٢۔

۴۱۔ اہل مصر کے نام

اشتر کے آزاد کردہ غلام کا بیان ہے کہ جب اشتر کا انتقال ہو گیا تو ہم لوگوں کو ان کے سامان میں حضرت علیؓ کا یہ خط ملا، جو اہل مصر کے نام تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندۂ خدا، علی، امیر المؤمنین کی طرف سے مسلمانوں کے اس گروہ کے نام جو غصے میں بھر گئے تھے، جب ملک میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع ہوئی تھی اور ظلم نے ہر نیک و بدپر اپنے خیمے تان دیے تھے، نہ سچائی اختیار کی جا رہی تھی اور نہ برائی سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ تم لوگوں پر خدا کی سلامتی ہو، میں اس خدائے واحد کی تعریف بجا لاتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا حاکم نہیں۔

امابعد:

میں نے تمہاری طرف اللہ کا ایک ایسا بندہ روانہ کیا ہے جو خوف کے زمانے میں سوتا نہیں اور مصائب کے ڈر سے دشمنوں سے منہ نہیں موڑتا۔ کافروں کیلئے آتش سوزاں سے زیادہ سخت ہے، وہ مالک ابن حارث مذحجی ہے۔ تم لوگ اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک ایسی تلوار ہے جس کی دھار نہ (کاٹ) میں

---

[1] فی النہج: "عدوکم" آخر المکتوب۔

کمی کرتی ہے، نہ کند ہوتی ہے۔ اگر وہ تمھیں آگے بڑھائے تو آگے بڑھو، اور اگر منتشر کرے تو متفرق ہو جاؤ، کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھتا ہے، نہ پیچھے ہٹتا ہے۔ میں نے اس کے معاملے میں تمھیں اپنے آپ پر ترجیح دی ہے کیونکہ وہ تمھارے دشمنوں پر سخت گیر ہے۔ خدا ہدایت کے ذریعے تمھاری حفاظت فرمائے اور یقین پر ثابت قدم رکھے۔

والسلام

---

۴۲ - اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رض

لَمَّا وَصَلَ اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رض کِتَابَا عَمْرٍو رض وَ مُعَاوِیَةَ رض فَطَوَاهُمَا وَاَرْسَلَهُمَا اِلٰی عَلِیٍّ رض وَکَتَبَ کِتَابًا یَذْکُرُ فِیْهِ مِنِ اجْتِمَاعِ اَهْلِ الْبَلَدِ اِلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِاَدَانِیْ اَرْضِ مِصْرَ مِنَ الْاِسْتِمْدَادِ بِالرِّجَالِ وَالْاَمْوَالِ فَکَتَبَ اِلَیْهِ عَلِیٌّ رض:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ جَاءَنِیْ کِتَابُکَ تَذْکُرُ اَنَّ ابْنَ الْعَاصِ قَدْ نَزَلَ بِاَدَانِیْ اَرْضِ مِصْرَ فِیْ لَجِبٍ مِّنْ جَیْشِهٖ جَرَّارٍ وَاَنَّ مَنْ کَانَ بِهَا عَلٰی مِثْلِ رَأْیِهٖ قَدْ خَرَجَ اِلَیْهِ، وَخُرُوْجُ مَنْ یَّرٰی رَأْیَهٗ اِلَیْهِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اِقَامَتِهِمْ عِنْدَکَ وَذَکَرْتَ اَنَّکَ قَدْ رَأَیْتَ فِیْ بَعْضِ مَنْ قِبَلَکَ فَشَلًا فَلَا تَفْشَلْ وَاِنْ فَشِلُوْا، حَصِّنْ قَرْیَتَکَ وَاضْمُمْ اِلَیْکَ شِیْعَتَکَ[1] وَانْدُبْ اِلَی الْقَوْمِ کِنَانَةَ بْنَ بِشْرٍ الْمَعْرُوْفَ بِالنَّصِیْحَةِ[2] وَالْبَأْسِ. فَاِنِّیْ نَادِبٌ

---

[1] فی الشرح: وَاَدْنِ الحرس فی عسکرك.

[2] فی الشرح: والتجربة.

إلَيكَ النّاسَ عَلَى الصَّعبِ وَالذَّلُولِ، فَاصبِر لِعَدُوِّكَ، وَامضِ عَلىٰ بَصِيرَتِكَ
وَقَاتِلهُم عَلىٰ نِيَّتِكَ وَجَاهِدهُم صَابِرًا مُحتَسِبًا وَّإن كَانَت فِئَتُكَ
أَقَلَّ الفِئَتَينِ، فَإنَّ اللهَ قَد يُعِزُّ القَلِيلَ وَيَخذُلُ الكَثِيرَ. وَقَد قَرَأتُ
كِتَابَ الفَاجِرِ بنِ الفَاجِرِ مُعَاوِيَةَ وَكِتَابَ الفَاجِرِ بنِ الكَافِرِ عَمرٍو المُتَحَابَّينِ
فِي عَمَلِ المَعصِيَةِ وَالمُتَوَافِقَينِ المُرتَشِيَينِ فِي الحُكُومَةِ المُنكِرَينِ[1]
فِي الدُّنيَا. قَدِ استَمتَعُوا بِخَلَاقِهِم كَمَا استَمتَعَ الَّذِينَ مِن قَبلِهِم
بِخَلَاقِهِم. فَلَا يُهلِكُ إرعَادُهُمَا وَإبرَاقُهُمَا. وَأَجِبهُمَا إن كُنتَ
لَم تُجِبهُمَا بِمَا هُمَا أَهلُهُ فَإنَّكَ تَجِدُ مَقَالًا مَّا شِئتَ. وَالسَّلَامُ

الطبری: ۵۸/۶ - شرح ابن ابی الحدید: ۳۲/۲

۴۲۔ محمد ابن ابی بکرؓ کے نام

جب محمد ابن ابی بکرؓ کے پاس حضرت عمروؓ اور حضرت معاویہؓ کے خطوط پہنچے تو انھوں نے ان دونوں کو ملفوف کر کے حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا اور انھیں کے ساتھ اپنا بھی ایک خط ارسال کیا جس میں مصر کی سرحد پر حضرت عمروؓ ابن عاص کے پاس لوگوں کا جمع ہونا اور ان کا لوگوں سے فوجی اور مالی امداد طلب کرنا تحریر کیا تھا۔ اس پر آپ نے انھیں یہ جواب تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد: مجھے تمھارا خط ملا۔ تم نے لکھا ہے کہ عمرو ابن عاص مصر کی سرحد پر ایک لشکرِ جرار لیے آ اُترے اور ان کے ہم خیال لوگ ان کے پاس چلے گئے (میرے خیال میں)

---

[1] فی الشرح: والمستکبرین علی اھل الدین۔

عمرو کے ہم خیال لوگوں کا ان کے پاس چلا جانا، تمھارے پاس رہنے سے بہتر ہے، نیز تم نے لکھا ہے کہ میں اپنے بعض ساتھیوں کو جنگ میں بودا پاتا ہوں، تو تم خود بودے نہ بنو، گو وہ بزدلی ظاہر کریں، تم اپنے شہر کی قلعہ بندی کرلو اور اپنے ساتھیوں کو اپنے قریب رکھو اور کنانہ ابن لبشر سے جو خیر خواہی، شرافت اور بہادری میں مشہور ہیں استمداد کرو، میں بھی سختی اور نرمی ہر حال میں تمھیں کمک بھیج رہا ہوں۔ دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ، فہم و فراست سے کام لو، اور اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق ان سے جنگ کرو، اور اُن سے اللہ تعالیٰ سے ثواب پانے کی نیت اور مضبوطی سے لڑو، اگرچہ جمعیت کم ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی قلیل جماعت کو معزز اور کثیر کو ذلیل و خوار فرما دیتا ہے۔

میں نے فاجر ابن فاجر معاویہ اور فاجر ابن کافر عمرو کے خطوط پڑھ لئے، دونوں عملِ معصیت میں باہم متحد، حکومت میں ایک دوسرے کے موافق، رشوت دینے والے اور دنیا (بھر) میں ناپسندیدہ ہیں۔ انھوں نے اپنے حصے کے دنیوی فائدے اٹھالئے جیسے ان سے پہلے لوگوں نے اپنے حصے کے دنیوی فائدے حاصل کئے تھے، تھیں انکی گرج اور چمک ہولا نہ دے۔ اگر تم نے انھیں جواب نہ دیا ہو، تو جس کے وہ مستحق ہیں انھیں وہ جواب دے دو، اس لئے کہ تم جو چاہو لکھ سکتے ہو۔ والسلام۔

۴۳۔ اِلٰی عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسؓ

لَمَّا اطَّلَعَ عَلِیٌّ رضؓ عَلٰی قَتْلِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی بَکْرٍ رضؓ حَزِنَ حُزْنًا شَدِیْدًا حَتّٰی رُؤِیَ فِی وَجْهِهٖ اَثَرُ الْحُزْنِ فَقَامَ فِی النَّاسِ خَطِیْبًا ثُمَّ نَزَلَ وَ کَتَبَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضؓ وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضؓ
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكُمُ اللهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔
اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ مِصْرَ قَدِ افْتُتِحَتْ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَدِ
اسْتُشْهِدَ فَعِنْدَ اللهِ نَحْتَسِبُهٗ[1] وَلَدًا نَاصِحًا وَعَامِلًا كَادِحًا ... وَقَدْ كُنْتُ قُمْتُ فِي
النَّاسِ فِيْ بَدْئِهٖ وَاَمَرْتُهُمْ بِغِيَاثِهٖ قَبْلَ الْوَقْعَةِ وَدَعَوْتُهُمْ سِرًّا
وَّجَهْرًا وَّعَوْدًا وَّبَدْءًا۔ فَمِنْهُمْ مَنْ اَتٰى كَارِهًا[2] وَّمِنْهُمْ مَنِ اعْتَلَّ
كَاذِبًا وَّمِنْهُمُ الْقَاعِدُ خَاذِلًا۔ اَسْئَلُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَ لِيْ مِنْهُمْ فَرَجًا[3]
وَّمَخْرَجًا وَّاَنْ يُّرِيْحَنِيْ مِنْهُمْ عَاجِلًا۔ وَاللهِ لَوْلَا طَمَعِيْ عِنْدَ لِقَاءِ
عَدُوِّيْ فِي الشَّهَادَةِ[4] لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَّا اَبْقٰى مَعَ هٰؤُلَاءِ يَوْمًا وَّاحِدًا[5]
عَزَمَ اللهُ لَنَا وَلَكَ عَلَى الرُّشْدِ وَعَلٰى تَقْوَاهُ وَهُدَاهُ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَالسَّلَامُ۔

الطبری ۶: ۶۸ ۔ شرح نهج البلاغة لابن ابی الحدید = ص ۱۴۷ ۔
النهج = ۷۶۰ ۔

---

۱ في النهج: ولدا ناصحا وعاملا كادحا وسيفا قاطعا وركنا دافعا وقد كنت حثثت الناس على لحاقه وامرتهم بغياثه قبل الواقعة ۔
۲ في النهج: فمنهم الآتي كارها ومنهم المعتل كاذبا ومنهم القاعد خاذلا۔
۳ في النهج: فرجا عاجلا۔
۴ في النهج: عند لقائي عدوي في الشهادة وتوطيني نفسي على المنية لاحببت ۔
۵ في النهج: مع هؤلاء يوما واحدا ولا التقى بهم ابدا ۔

۴۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

جب حضرت علیؓ کو محمد ابن ابی بکرؓ کی شہادت کی اطلاع ملی، تو آپ ایسے سخت غمگین ہوئے کہ آپ کے چہرے سے حزن و ملال کے آثار ظاہر ہونے لگے، لہٰذا آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کے تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو جو بصرے میں تھے یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ خط بندۂ خدا، علی، امیرالمومنین کی طرف سے عبداللہؓ ابن عباسؓ کے نام ہے السلام علیکم۔ میں اس خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالاتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا حاکم نہیں۔

امابعد: مصر دشمنوں نے فتح کرلیا اور محمد ابن ابی بکر شہید ہو گئے، ہم ان کے لئے پروردگارِ عالم سے اجر و ثواب کے خواستگار ہیں اور انھیں اپنے لئے ذخیرہ بناتے ہیں میں شروع ہی میں لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا اور اس واقعۂ ہائلہ سے قبل ان کی فریادرسی کا لوگوں کو حکم دیا تھا اور ظاہر و باطن بار بار انھیں دعوت دی تھی۔ اس پر کچھ لوگ تو بادلِ ناخواستہ آئے، کچھ نے جھوٹے بہانے کردئے اور کچھ چھوڑ کے بیٹھ رہے، میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ان سے نجات کا راستہ عطا فرمائے اور جلد از جلد مجھے ان سے راحت دے، بخدا اگر مجھے دشمن سے لڑنے میں شہادت کا لالچ نہ ہوتا تو ایک دن بھی ان کے ساتھ رہنا پسند نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں مضبوطی سے ہدایت پر قائم رکھے اور اپنا خوف و ہدایت نصیب فرمائے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ والسّلام۔

۴۴- اِلٰی زِیَادٍ

وَبَعَثَ عَلِیٌّ رض اَعْیَنَ بْنَ ضُبَیْعَةَ الْمُجَاشِعِیَّ اِلَی الْبَصْرَةِ وَ کَتَبَ اِلٰی زِیَادٍ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی زِیَادِ بْنِ عُبَیْدٍ:
سَلَامٌ عَلَیْكَ - اَمَّا بَعْدُ: فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اَعْیَنَ بْنَ ضُبَیْعَةَ لِیُفَرِّقَ قَوْمَهٗ عَنِ ابْنِ الْحَضْرَمِیِّ فَارْقُبْ مَا یَکُوْنُ مِنْهُ، فَاِنْ فَعَلَ وَبَلَغَ مِنْ ذٰلِكَ مَا یُظَنُّ بِهٖ وَکَانَ فِیْ ذٰلِكَ تَفْرِیْقُ تِلْكَ الْاَوْبَاشِ فَهُوَ مَا نُحِبُّ، وَاِنْ تَرَامَتِ الْاُمُوْرُ بِالْقَوْمِ اِلَی الشِّقَاقِ وَالتَّمَادِیْ فِی الْعِصْیَانِ فَانْبَذْ مَنْ اَطَاعَكَ اِلٰی مَنْ عَصَاكَ، فَجَاهِدْهُمْ فَاِنْ ظَهَرْتَ فَهُوَ مَا ظَنَنْتُ وَاِنْ رَاَیْتَ مِمَّنْ قِبَلَكَ تَثَاقُلًا وَخِفْتَ اَلَّا تَبْلُغَ مَا تُرِیْدُ، فَطَاوِلْهُمْ وَمَاطِلْهُمْ، ثُمَّ تَسَمَّعْ وَاَبْصِرْ فَکَاَنَّ کَتَائِبَ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ اَطَلَّتْ عَلَیْكَ فَقَتَلَ اللّٰہُ الْمُفْسِدِیْنَ الظَّالِمِیْنَ وَ نَصَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُحِقِّیْنَ ـــ وَالسَّلَامُ۔

شرح ابن ابی الحدید: ۱/۳۵۳ وتاریخ الطبری: ۶/۶۳

۴۴- زیاد کے نام

حضرت علیؓ نے اعین ابن ضبیعہ المجاشعی کو بصرے کی طرف روانہ فرمایا اور زیاد کے

نام یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے، مسلمانوں کے امیر، علی کی طرف سے، زیاد ابن عبید کے نام۔

تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ امابعد: میں اعین ابن ضبیعہ کو بھیج رہا ہوں کہ وہ اپنی برادری کو ابن حضرمی سے برگشتہ کرے، لہٰذا تم اس کے عمل پر نظر رکھو، اگر وہ (ایسا ہی) کرے اور گمان کے مطابق اس میں پوری کوشش کرے اور اس کوشش میں یہ اوباش منتشر ہو جائیں تو فہو المراد، اور اگر اس سے لوگوں کی مخالفت و نافرمانی اور بڑھ جائے تو اپنے کسی متبع کو نافرمانی کرنے والے کی طرف بھیجنا کہ وہ ان سے جہاد کرے۔ اگر ایسا ہو جائے اور میرے گمان میں ہو جانا چاہیے (تو فہو المراد) اور اگر تم کو اپنے طرفداروں میں کچھ سستی نظر آئے اور ڈر ہو کہ جو تم چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکے گا، تو انھیں ڈھیل دے دینا اور ٹالم ٹول سے کام لینا۔ پھر تم دیکھ لوگے کہ مسلمانوں کے لشکر تمھارے پاس پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان ظالم فسادیوں کو ہلاک کر دے گا اور مسلمانوں کی مدد فرمائے گا۔

والسّلام

۴۵۔ اِلیٰ عُمَّالِہٖ

لَمَّا ظَعَنَ الْخِرِّیْتُ بْنُ رَاشِدٍ مَعَ ثَلٰثِمِائَةِ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ نَاجِیَةَ قَالَ زِیَادُ بْنُ خَصَفَةَ لِعَلِیٍّ ائْذَنْ لِیْ فِیْ اتِّبَاعِھِمْ حَتّٰی اَرُدَّھُمْ اِلَیْكَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ ؓ وَھَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ تَوَجَّہَ الْقَوْمُ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنِّیْ اَخْرُجُ فَاَسْئَلُ وَاَتْبَعُ الْاَثَرَ۔ فَقَالَ اُخْرُجْ رَحِمَكَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی تَنْزِلَ دَیْرَ اَبِیْ مُوْسٰی ثُمَّ لَا تَتَوَجَّہْ حَتّٰی یَاْتِیَكَ اَمْرِیْ۔ فَاِنَّھُمْ

إِنْ كَانُوْا خَرَجُوْا ظَاهِرِيْنَ لِلنَّاسِ بِإِجْمَاعٍ فَسَتَكْتُبُ إِلَيَّ عُمَّالِي بِذَٰلِكَ وَإِنْ خَرَجُوْا مُسْتَخْفِيْنَ فَذَٰلِكَ أَخْفَى لَهُمْ وَسَأَكْتُبُ إِلَى عُمَّالِي فِيْهِمْ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ نُسْخَةً وَاحِدَةً:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ رِجَالًا قَدْ خَرَجُوْا هُرَّابًا وَنَظُنُّهُمْ وَجَّهُوْا نَحْوَ بِلَادِ الْبَصْرَةِ فَسَلْ عَنْهُمْ أَهْلَ بِلَادِكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمُ الْعُيُوْنَ فِي كُلِّ نَاحِيَةٍ مِّنْ أَرْضِكَ وَاكْتُبْ إِلَيَّ بِمَا يَنْتَهِي إِلَيْكَ عَنْهُمْ۔ وَالسَّلَامُ۔

الطبری: ۶/۶۷۔ شرح ابن ابی الحدید: ۱/۲۶۵

۴۵۔ اپنے عمال کے نام

جب خریت ابن راشد، قبیلۂ ناجیہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ (بغاوت کر کے کوفے سے) کوچ کر گیا، تو زیاد ابن خصفہ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے ان کے پیچھے جانے کی اجازت دیجیے تاکہ میں اللہ چاہے تو انھیں آپ کے پاس واپس لے آؤں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمھیں معلوم ہے کہ انھوں نے کس طرف کا رُخ کیا ہے؟" زیاد نے جواب دیا: "جی نہیں، میں شہر سے نکل کے لوگوں سے پوچھ گچھ کروں گا، اور نشانات قدم پر اُن کے پیچھے جاؤں گا۔" یہ سن کے آپ نے فرمایا: "اچھا جاؤ، خدا حافظ و مہربان! لیکن دیکھو! جب تم دیر ابی موسیٰ پر پہنچو تو وہاں ٹھہر جانا اور میرا حکم ملے بغیر آگے نہ بڑھنا، کیونکہ اگر وہ کھلم کھلا اکٹھے ہو کر گئے ہیں، تو میرے گورنر اُس کے متعلق مجھے لکھیں گے اور اگر وہ پوشیدہ طور پر گئے ہیں تو یہ معاملہ اُن (گورنروں) سے اور بھی زیادہ مخفی ہوگا، اور میں بہت جلد گورنروں کو اس کے متعلق لکھوں گا۔ لہٰذا آپ نے

یہ ایک فرمان اپنے عمال کے نام جاری فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد:

کچھ لوگ یہاں سے نکل کے بھاگ گئے ہیں اور میرا گمان ہے کہ انھوں نے بصرے کا رُخ کیا ہے۔ لہٰذا تم اپنے یہاں کے لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کرو اور اپنی حدودِ سلطنت میں ہر چہار طرف ان کے پیچھے جاسوس چھوڑ دو اور ان کے متعلق جو خبر ملے اُس سے بذریعۂ تحریر مجھے اطلاع دو۔ والسلام

۴۶۔ اِلیٰ قَرظَۃَ بنِ کَعبٍ

جَاءَهُ فَيْجٌ وَمَعَهُ كِتَابٌ مِنْ قِبَلِ قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ بِالْأَنْصَارِيِّ فَقَرَأَهُ عَلِيٌّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ جَوَابًا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْعِصَابَةِ الَّتِي مَرَّتْ بِكَ[1] فَقَتَلَتِ الْبَرَّ الْمُسْلِمَ وَأَمِنَ عِنْدَ هُمُ الْمُخَالِفُ الْكَافِرُ[2] وَإِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ اسْتَهْوَاهُمُ الشَّيْطَانُ فَضَلُّوا وَكَالَّذِيْنَ حَسِبُوا أَنْ لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا۔ فَأَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ تُخْبَرُ[3] أَعْمَالُهُمْ وَالْزَمْ عَمَلَكَ وَأَقْبِلْ عَلٰى خَرَاجِكَ فَإِنَّكَ كَمَا ذَكَرْتَ فِي طَاعَتِكَ وَنَصِيْحَتِكَ وَالسَّلَامُ

الطبری: ۶/۶۸ - شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ص ۱۲۷۔

---

[1] فی الشرح: مرت بعملک۔

[2] فیہ: المشرک۔ [3] فیہ: یوم یحشر اعمالهم۔

۴۶ - قرظہ ابن کعبؓ کے نام

نیز ، امیرالمؤمنین کے پاس قرظہ ابن کعب انصاریؓ کا خط لئے ہوئے آیا ، جسے پڑھ کر آپ نے جواب تحریر فرمایا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد : تم نے جس جماعت کا ذکر کیا ہے کہ وہ تمہارے پاس سے ہو کر گزری اور ایک شریف مسلمان کو شہید کر گئی اور ہمارے مخالف و منکر نے ان کے پاس پناہ لی ، میں اُسے سمجھ گیا ، یہ وہ لوگ ہیں جنھیں شیطان نے مدہوش کر دیا ، پس گمراہ ہو گئے ، یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو گمان کرتے تھے کہ (دنیا میں) آزمائش نہیں ہوتی لہٰذا اندھے اور بہرے ہو گئے (نہ حق بات سننے کے لائق رہے نہ راہِ ہدایت دیکھنے کے) وہ اس دن خوب سنیں اور دیکھیں گے جب ان کے اعمال کی جانچ پڑتال ہو گی ۔ تم اپنے کام پر جمے رہو اور اپنا خراج لیتے رہو ، کیونکہ تم بقول خود ایک اطاعت شعار اور خیر خواہ شخص ہو ۔

والسلام

---

۴۷ - اِلٰی عَقِیلٍؓ

كَتَبَ عَلِيٌّ اِلٰى عَقِيلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ جَوَابًا لِكِتَابِهٖ :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ :

سَلَامُ اللهِ عَلَيْكَ: فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ: كَلَأَنَا اللهُ وَإِيَّاكَ كِلَاءَةَ مَنْ يَخْشَاهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، فَقَدْ قَدِمَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدٍ الْأَزْدِيُّ بِكِتَابِكَ تَذْكُرُ فِيهِ أَنَّكَ لَقِيتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ مُقْبِلًا مِنْ قُدَيْدٍ فِي نَحْوٍ مِنْ أَرْبَعِينَ شَابًّا مِنْ أَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ مُتَوَجِّهِينَ إِلَى جِهَةِ الْمَغْرِبِ وَإِنَّكَ تُنْبِئُ عَنِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ! طَالَمَا كَادَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَكِتَابَهُ وَصَدَّ عَنْ سَبِيلِهِ، وَبَغَاهَا عِوَجًا، فَدَعِ ابْنَ أَبِي سَرْحٍ عَنْكَ وَدَعْ قُرَيْشًا وَخَلِّهِمْ وَتَرْكَاضَهُمْ فِي الضَّلَالِ وَتَجْوَالَهُمْ فِي الشِّقَاقِ وَجِمَاحَهُمْ فِي التِّيهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ أَجْمَعَتْ عَلَى حَرْبِ أَخِيكَ الْيَوْمَ إِجْمَاعَهَا عَلَى حَرْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْيَوْمِ فَأَصْبَحُوا قَدْ جَهِلُوا حَقَّهُ، وَجَحَدُوا فَضْلَهُ وَكَادُوهُ بِالْعَدَاوَةِ وَنَصَبُوا لَهُ الْحَرْبَ، وَجَهَدُوا عَلَيْهِ كُلَّ الْجَهْدِ وَجَرُّوا إِلَيْهِ جَيْشَ الْأَحْزَابِ- وَجَدُّوا فِي إِطْفَاءِ نُورِ اللهِ اَللّٰهُمَّ فَاجْزِ عَنِّي قُرَيْشًا الْجَوَازِيَ فَقَدْ قَطَعَتْ رَحِمِي وَتَظَاهَرَتْ عَلَيَّ وَدَفَعَتْنِي عَنْ حَقِّي، وَسَلَبَتْنِي سُلْطَانَ ابْنِ أُمِّي وَسَلَّمَتْ ذٰلِكَ إِلَى مَنْ لَيْسَ مِثْلِي فِي قَرَابَتِي مِنَ الرَّسُولِ، وَسَابِقَتِي فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ مَا لَا أَعْرِفُهُ، وَلَا أَظُنُّ اللهَ يَعْرِفُهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔

وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ غَارَةِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ عَلَى أَهْلِ الْحِيرَةِ فَهُوَ أَقَلُّ وَأَذَلُّ مِنْ أَنْ يُلِمَّ بِهَا أَوْ يَدْنُوَ مِنْهَا فَضْلًا عَنِ الْغَارَةِ وَلٰكِنَّهُ قَدْ كَانَ أَقْبَلَ فِي جَرِيدَةِ خَيْلٍ فَأَخَذَ عَلَى السَّمَاوَةِ حَتّٰى مَرُّوا بِوَاقِصَةَ وَشَرَافٍ وَالْقُطْقُطَانَةِ وَمَا وَالَى ذٰلِكَ الصُّقْعَ، فَسَرَّحْتُ إِلَيْهِ جَيْشًا كَثِيفًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا بَلَغَهُ ذٰلِكَ شَمَّرَ هَارِبًا۔

وَنَكَصَ نَادِمًا، فَاتَّبَعُوهُ فَلَحِقُوهُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَقَدْ أَمْعَنَ فِي السَّيْرِ وَقَدْ طَفَّلَتِ الشَّمْسُ لِلْإِيَابِ، فَاقْتَتَلُوا شَيْئًا كَلَا وَكَلَا فَمَا كَانَ إِلَّا كَمَوْقِفِ سَاعَةٍ حَتَّى وَلَّى هَارِبًا وَلَمْ يَصْبِرْ لِوَقْعِ الْمَشْرَفِيَّةِ، وَقُتِلَ مِنْ أَصْحَابِهِ بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَنَجَا جَرِيضًا بَعْدَ مَا أُخِذَ مِنْهُ بِالْمُخَنَّقِ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ غَيْرُ الرَّمَقِ فَلَأْيًا بِلَأْيٍ مَا نَجَا۔

فَأَمَّا مَا سَأَلْتَنِي أَنْ أَكْتُبَ إِلَيْكَ بِرَأْيِي فِيمَا أَنَا فِيهِ فَإِنَّ رَأْيِي قِتَالُ الْمُحِلِّينَ حَتَّى أَلْقَى اللهَ لَا يَزِيدُنِي كَثْرَةُ النَّاسِ حَوْلِي عِزَّةً وَلَا تَفَرُّقُهُمْ عَنِّي وَحْشَةً لِأَنِّي مُحِقٌّ وَاللهُ مَعَ الْمُحِقِّ وَوَاللهِ مَا أَكْرَهُ الْمَوْتَ عَلَى الْحَقِّ، وَمَا الْخَيْرُ كُلُّهُ إِلَّا بَعْدَ الْمَوْتِ لِمَنْ كَانَ مُحِقًّا۔

وَأَمَّا مَا عَرَضْتَهُ عَلَيَّ مِنْ مَسِيرِكَ إِلَيَّ بِبَنِيكَ وَبَنِي أَبِيكَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِي ذٰلِكَ، فَأَقِمْ رَاشِدًا مَحْمُودًا فَوَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ تَهْلِكُوا مَعِي إِنْ هَلَكْتُ وَلَا تَحْسَبَنَّ ابْنَ أَبِيكَ وَلَوْ أَسْلَمَهُ الزَّمَانُ وَالنَّاسُ، مُتَضَرِّعًا مُتَخَشِّعًا وَلَا مُقِرًّا لِلضَّيْمِ وَاهِنًا وَلَا سَلِسَ الزِّمَامِ لِلْقَاعِدِ وَلَا وَطِيءَ الظَّهْرِ لِلرَّاكِبِ الْمُقْتَعِدِ وَلٰكِنَّهُ كَمَا قَالَ أَخُو بَنِي سُلَيْمٍ:

فَإِنْ تَسْأَلِينِي كَيْفَ أَنْتَ، فَإِنَّنِي		صَبُورٌ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ صَلِيبُ
يَعِزُّ عَلَيَّ أَنْ تُرَى بِي كَآبَةٌ		فَيَشْمَتَ عَادٍ أَوْ يُسَاءَ حَبِيبُ

وَالسَّلَامُ

الاغانی = ۲۳/۱۵ - شرح ابن ابی الحدید = ۱۵۵/۱ - نہج البلاغۃ = ۴۳/۲ -
الامامۃ والسیاسۃ = ۴۳/۱

۴۷۔ حضرت عقیل کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے بندے، مسلمانوں کے امیر، علی کی طرف سے عقیل ابن ابی طالب کے نام تم پر خدا کی سلامتی ہو، میں تمھارے سامنے اس خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ امابعد: اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں ایسے ہی اپنی حفاظت میں رکھے جیسے وہ اپنے بغیر دیکھے ڈرنے والے کی حفاظت فرماتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ تعریفوں کے قابل اور بزرگ و برتر ہے۔

عبدالرحمٰن ابن عبید تمھارا خط لے کے میرے پاس آئے، جس میں تم نے تحریر کیا ہے کہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح سے تمھاری ملاقات ہو گئی جبکہ وہ طلقاء، (فتح مکہ کے بعد ازراہِ کرم چھوڑے ہوئے لوگوں) کی اولاد میں سے چالیس نوجوانوں کے ساتھ قدید سے مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ تم جس ابن ابی سرح کی بابت اطلاع دے رہے ہو وہ تو بہت پہلے سے اللہ تعالیٰ، اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کو دھوکے دے رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روگرداں ہے اور اپنی کجروی کے باعث بغاوت کر چکا ہے (فتحِ مکہ کے وقت ہی یہ باغیوں اور مرتدوں میں شامل تھا) لہذا تم ابن ابی سرح اور قریش کا خیال اپنے دل سے نکال دو اور ان کو ان کی گمراہی میں سرگرداں، بغاوت میں محو اور چٹیل میدان میں سر مارتا ہوا چھوڑ دو، کیونکہ قریش نے آج تمھارے بھائی (مجھ) سے اسی طرح لڑنے پر اتفاق کر لیا ہے جیسے اب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر کیا تھا۔ لہذا ایسے ہو گئے جیسے اس کے حق سے واقف ہی نہیں، اس کی فضیلت سے انکار کر بیٹھے، اس سے بسبیلِ دشمنی خریب کرنے لگے، اس کے لئے لڑائی کھڑی کر دی اور اس کے مقابلے میں پوری پوری

کوشش کی، اس کے مقابلے میں مختلف قبیلوں کے لشکر لے آئے اور اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرنے لگے، اے اللہ تعالیٰ تو میری طرف سے قریش سے بدلے لے کہ انھوں نے مجھ سے قطع رحم کرلیا، میرے خلاف ایک دوسرے کے معاون ہو گئے۔ مجھے میرے حق سے محروم کردیا، اور میرے بھائی کی حکومت مجھ سے چھین کر ایسے شخص کے سپرد کردی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتے کے اعتبار سے میرے مثل تھا، نہ سبقتِ اسلام میں۔ الآیہ کہ کوئی مدعی وہ دعویٰ کر بیٹھے جس سے نہ میں باخبر ہوں اور نہ میرے خیال میں خدا ہی باخبر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہر حال میں قابلِ ستائش ہے۔

تم نے اہلِ حیرہ پر ضحاک کی لوٹ مار کا جو ذکر کیا ہے، تو خود لوٹ مار کرنا تو کجا وہ لوٹ مار کے قریب جانے کے بھی قابل نہیں۔ ہاں، سواروں کے ایک دستے کے ساتھ آیا تھا اور سماوہ پر قبضہ کرلیا تھا، پھر واقصہ، شراف، قطقطانہ اور اس کے متصل مقامات پر سے بھی گذرا، میں نے مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر بھیجدیا۔ جب اُسے لشکر کی خبر ملی تو نادم ہو کے اپنے فعل سے باز آگیا اور بگٹٹ بھاگ نکلا، یہ لشکر بھی اس کے پیچھے چلا تو ایک راستہ میں اُسے جالیا وہ خاصی تیزی سے تعاقب کر چکے تھے (تھکے ہوئے تھے)، اور سورج ڈوبنے والا تھا اس لئے انھوں نے تھوڑا ہی سا مقابلہ کیا پھر بھی صرف ایک ہی گھنٹہ گزرا ہوگا کہ وہ بھاگ نکلا اور چمکتی تلواروں کی مار نہ سہہ سکا، اس کے ساتھیوں میں سے دس سے کچھ زیادہ آدمی مارے گئے اور وہ گردن پھنس جانے اور سانس کی صرف رمق باقی رہ جانے پر بدقت تمام بچ نکلا۔

تم نے موجودہ حالات میں میری رائے معلوم کی ہے، میری رائے مرتدوں سے اُس وقت تک جنگ جاری رکھنے کی ہے جب تک میں خدا سے ملوں (آخر دم تک)، نہ میرے اردگرد لوگوں کی کثرت میری عزت میں کوئی اضافہ کرسکتی ہے، نہ ان کا مجھ سے جدا ہوجانا میری وحشت میں، کیونکہ میں حق پر ہوں اور حق تعالیٰ اہلِ حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا کی قسم میں حق پر مرجانے میں مطلق کراہت محسوس نہیں کرتا اور مرنے کے بعد کامل بھلائی صرف اہلِ حق ہی کے لئے ہے۔

تم نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں سمیت جو میرے پاس آنے کی پیش کش کی ہے اس کی مجھے قطعاً ضرورت نہیں، تم اپنی جگہ صاحب رشد اور قابل ستائش بنے بیٹھے رہو، کیونکہ بخدا مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں ہلاک ہوں تو میرے ساتھ تم بھی ہلاک ہو جاؤ، تم اپنے بھائی کو خواہ اس کو سارا زمانہ اور سب لوگ چھوڑ ہی کیوں نہ دیں، گڑگڑانے والا، عاجزی کرنے والا، کمزوری کی وجہ سے ظلم و ستم سہنے والا، کسی قائد کے لئے نرم لگام والا اور کسی سوار کے لئے پیٹھ جھکا دینے والا ہرگز نہ سمجھنا، وہ تو قبیلۂ بنی سلیم کے شاعر کے بقول ایسا ہے ؎

جو پوچھتی ہے کہ کیسا ہے تو، تو سن مجھ سے! ۔۔۔ میں سہنے والا حوادث کا ہوں، بہادر ہوں

گراں ہے مجھ پہ، زبوں حال مجھ کو دیکھا جائے ۔۔۔ کہ جس سے شاد عدو اور دوست ہوں محزوں

والسلام

۴۸۔ اِلٰی زِیَادِ بْنِ خَصَفَةَ الْاَنْصَارِیِّ رضی

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَالٍ قَالَ کَتَبَ عَلِیٌّ مَعِیْ کِتَابًا اِلٰی زِیَادِ ابْنِ خَصَفَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ شَابٌّ حَدَثٌ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنِّیْ کُنْتُ اَمَرْتُکَ اَنْ تَنْزِلَ دَیْرَ اَبِیْ مُوْسٰی حَتّٰی یَأْتِیَکَ اَمْرِیْ وَذٰلِکَ لِاَنِّیْ لَمْ اَکُنْ عَلِمْتُ اِلٰی اَیِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ الْقَوْمُ وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّهُمْ اَخَذُوْا نَحْوَ قَرْیَةٍ یُقَالُ لَهَا نِفَّرُ فَاتَّبِعْ آثَارَهُمْ وَسَلْ عَنْهُمْ فَاِنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ السَّوَادِ مُصَلِّیًا۔ فَاِذَا اَنْتَ لَحِقْتَهُمْ فَارْدُدْهُمْ اِلَیَّ وَاِنْ اَبَوْا فَنَاجِزْهُمْ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ عَلَیْهِمْ فَاِنَّهُمْ قَدْ فَارَقُوا الْحَقَّ وَسَفَکُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَاَخَافُوا السَّبِیْلَ۔ وَالسَّلَامُ۔

الطبری ۶: ۶۸ ۔ شرح ابن ابی الحدید ص ۱۴۷

۴۸۔ زیاد ابن خصفہ انصاریؓ کے نام

عبداللہ ابن وال سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے میری نوجوانی کے زمانے میں میرے ہاتھ زیاد ابن خصفہؓ کو یہ خط روانہ فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد: میں نے تمھیں حکم دیا تھا کہ تم میرا حکم ملنے تک دیرابی موسیٰ میں ٹھہرنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اُن لوگوں نے کس طرف کا رُخ کیا ہے۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ لوگ نفر کی طرف گئے ہیں، اب تم اُن کا سُراغ لگاؤ۔

انھوں نے اہلِ سواد میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے میں قتل کر دیا ہے۔ جب وہ تمھیں مل جائیں تو انھیں ہمارے پاس واپس کرو، اگر وہ آنے سے انکار کریں تو ان سے جنگ کرو، اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرو، کیونکہ وہ حق سے روگرداں ہو گئے ہیں، اُنھوں نے با حرمت خون بہایا ہے اور راستے کو خطرناک بنا دیا ہے۔

والسلام

۴۹۔ اِلیٰ زِیَادِ بْنِ خَصَفَةَ الْاَنْصَارِیِّ

اِنَّهٗ کَتَبَ زِیَادُ بْنُ خَصَفَةَ الْاَنْصَارِیُّ اِلٰی عَلِیٍّ کِتَابًا مِنْ وَاقِعَةِ الْمَذَارِ وَهُوَ یَوْمَئِذٍ بِالْبَصْرَةِ فَکَتَبَ اِلَیْهِ عَلِیٌّ جَوَابًا لِکِتَابِهٖ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَلَغَنِیْ کِتَابُكَ وَفَهِمْتُ مَا ذَکَرْتَ مِنْ اَمْرِالنَّاجِیِّ

وَإِخْوَانِهِ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا، وَوَصَفْتَ مَا بَلَغَكَ وَبَلَغَهُمُ الْأَمْرُ. فَأَمَّا أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ فَلِلّٰهِ سَعْيُكُمْ، وَعَلَى اللّٰهِ تَعَالَى جَزَاؤُكُمْ. فَأَيْسَرُ[1] ثَوَابِ اللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِينَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا الَّتِي يَقْتُلُ الْجُهَّالُ أَنْفُسَهُمْ عَلَيْهَا فَإِنَّ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَأَمَّا عَدُوُّكُمُ الَّذِينَ لَقِيتُمُوهُمْ فَحَسْبُهُمْ خُرُوجُهُمْ مِنَ الْهُدَى إِلَى الضَّلَالِ وَارْتِكَاسُهُمْ فِيهِ، وَرَدُّهُمُ الْحَقَّ، وَجِمَاحُهُمْ فِي الْفِتْنَةِ[2] فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ وَدَعْهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ، فَأَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ فَكَأَنَّكَ بِهِمْ عَنْ قَلِيلٍ بَيْنَ أَسِيرٍ وَقَتِيلٍ. أَقْبِلْ إِلَيْنَا أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ مَأْجُورِينَ. فَقَدْ أَطَعْتُمْ وَسَمِعْتُمْ وَأَحْسَنْتُمُ الْبَلَاءَ. وَالسَّلَامُ

الطبری: ٦/٧٠، وشرح ابن ابی الحدید: ص ١٤٨

۴۹۔ زیاد ابن خصفہ انصاریؓ کے نام

زیاد ابن خصفہ انصاریؓ نے بصرے سے واقعۂ مذار[3] کے متعلق امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد: تمھارا خط مجھے ملا۔ تم نے ناجی اور اس کے بھائیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے

---

[1] فی الطبری: فابشر بثواب اللہ خیر من الدنیا

[2] فی الشرح: و جماحهم فی التیه۔ [3] واسط اور بصرے کے درمیان ایک مقام کا نام

میں سمجھ گیا۔ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور شیطان نے ان کے کاموں کو ان کی نظر میں اچھا کر دکھایا ہے۔ لہٰذا وہ ٹامکٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں اور پھر گمان یہ ہے کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ تمھارے ان کے درمیان جو واقعہ گزرا تم نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

(دیکھو!) تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی کوششیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں اور ان کی جزا بھی خدا ہی دے گا۔ اہلِ ایمان کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے ادنیٰ سے ادنیٰ بدلہ بھی اس دنیا سے، جس پر نادان لوگ جان دئے دیتے ہیں، کہیں زیادہ بہتر ہے کیونکہ جو چیز تمھارے پاس ہے (دنیا) وہ فنا ہونے والی ہے اور جو کچھ خدا کے پاس ہے (آخرت) وہ باقی رہنے والی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ہم اپنے صابر بندوں کو اُن کے اعمالِ نیک کا بدلہ ضرور عنایت فرمائیں گے، رہے تمھارے وہ دشمن جن کا تم نے مقابلہ کیا ہے تو اُن کا ہدایت سے نکل کے گمراہی میں داخل ہو جانا، ضلالت میں پھنس جانا حق کو رد کر دینا اور فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جانا ہی اُن کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ تم انھیں اور ان کی فتنہ پردازی کو نظر انداز کر دو اور انھیں سرکشی میں ٹامکٹوئیاں مارنے دو۔ تم ان کے متعلق سن لو اور پیشِ نظر رکھو کہ وہ بہت جلد قید و قتل ہو جائیں گے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت فوراً ہمارے پاس چلے آؤ۔ تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ کیونکہ تم نے اطاعت کی، حکم مانا اور مصیبت کو خوب جھیلا۔

والسّلام

۵۰۔ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسؓ

سَیَّرَ عَلِیٌّ رضؓ اِلَی الْخِرِّیْتِ مَعْقِلَ بْنَ قَیْسٍ وَمَنْ بِ مَعَہٗ اَلْفَیْنِ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ وَکَتَبَ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ

أَمِيْرِ الْبَصْرَةِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ: فَابْعَثْ رَجُلاً مِّنْ قِبَلِكَ صَلِيْبًا شُجَاعًا مَعْرُوفًا بِالصَّلَاحِ فِيْ أَلْفَيْ رَجُلٍ فَلْيَتَّبِعْ مَعْقِلاً فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَرْضِ الْبَصْرَةِ فَهُوَ أَمِيْرُ أَصْحَابِهٖ حَتّٰى يَلْقٰى مَعْقِلاً، فَإِذَا لَقِيَ مَعْقِلاً فَمَعْقِلٌ أَمِيْرُ الْفَرِيْقَيْنِ وَلْيَسْمَعْ مِنْ مَعْقِلٍ وَلْيُطِعْهُ وَلَا يُخَالِفْهُ، وَأْمُرْ زِيَادَ بْنَ خَصَفَةَ فَلْيُقْبِلْ إِلَيْنَا، فَنِعْمَ الْمَرْءُ زِيَادٌ وَنِعْمَ الْقَبِيْلُ قَبِيْلُهٗ۔ وَالسَّلَامُ۔

تاریخ الطبری: ۶/ ۷۰ وشرح ابن ابی الحدید: ۱/ ۲۶۴

۵۰۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

آپ نے معقل ابن قیس کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ خریت کی طرف روانہ فرمایا اور حضرت ابن عباسؓ گورنر بصرہ کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد:

تم اپنی طرف سے ایک شریف، بہادر اور مشہور نکوکار شخص کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ معقل ابن قیس کے پیچھے روانہ کرو، یہ شخص بصرے سے چل کر معقل سے ملنے تک اپنے لشکر کا امیر رہے۔ جب معقل سے مل جائے تو معقل دونوں لشکروں کا امیر ہو، اس کا حکم مانا جائے، اس کی اطاعت کی جائے، اور (کسی معاملے میں) اس کی مخالفت نہ کی جائے، اور زیاد ابن خصفہ کو حکم دو کہ وہ ہمارے پاس آجائے کہ زیاد بہترین آدمی اور اس کا قبیلہ بہترین قبیلہ ہے۔ والسلام

۵۱۔ اِلیٰ مَعْقِلِ بْنِ قَیْسٍ!

(کَتَبَ عَلِیٌّ رضی الله عنه اِلیٰ مَعْقِلِ بْنِ قَیْسٍ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ تَأْیِیْدِ اَوْلِیَائِہٖ وَخِذْلَانِ اَعْدَائِہٖ — جَزَاکَ اللّٰہُ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا، فَقَدْ اَحْسَنْتُمُ الْبَلَاءَ وَقَضَیْتُمْ مَا عَلَیْکُمْ وَسَلْ عَنْ اَخِیْ بَنِیْ نَاجِیَۃَ فَاِنْ بَلَغَکَ اَنَّہٗ قَدِ اسْتَقَرَّ بِبَلَدٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ فَسِرْ اِلَیْہِ حَتّٰی تَقْتُلَہٗ اَوْ تَنْفِیَہٗ، فَاِنَّہٗ لَنْ یَّزَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَدُوًّا وَّلِلْقَاسِطِیْنَ وَلِیًّا مَّا بَقِیَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ۔

تاریخ الطبری: ۶۰/۲، و شرح ابن ابی الحدید: ۲۶۸/۱

۵۱۔ معقلؓ ابن قیس کے نام

معقل ابن قیس نے خوارج کا پیچھا کیا اور جا پکڑا، دونوں میں سخت جنگ ہوئی، جس میں تین سو خارجی مارے گئے اور خریت جان بچا کر بھاگ نکلا۔ اس واقعے کی جب معقلؓ نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے انھیں یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

دوستوں کی تائید فرمانے اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاتا ہوں

خدا تمھیں اور مسلمانوں کو جزائے خیر عطا فرمائے! تم آزمائش میں پورے اُترے اور تم نے اپنا حق ادا کردیا۔ (اب دیکھو) ناجی قبیلے کے فرد (خریت) کو تلاش کرو، اور جب تمھیں معلوم ہو کہ فلاں شہر میں مقیم ہے تو وہاں جاؤ اور اُسے قتل کر ڈالو یا ملک بدر کردو کیونکہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کا دشمن اور حق سے روگردانی کرنے والوں کا دوست رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی رہے گا۔ والسلام

۵۲- اِلیٰ اَهْلِ الْکُوفَةِ

وَحَدَّثَنِی الْحَارِثُ بْنُ کَعْبٍ، قَالَ لَمَّا رَجَعَ إِلَیْنَا مَعْقِلُ بْنُ قَیْسٍ قَرَأَ عَلَیْنَا کِتَابًا مِّنْ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ رضؓ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِیٍّ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِلیٰ مَنْ یُّقْرَءُ عَلَیْهِ کِتَابِیْ هٰذَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالنَّصَارٰی وَالْمُرْتَدِّیْنَ۔

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَعَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَآمَنَ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَکِتَابِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَوْفیٰ بِعَهْدِ اللهِ وَلَمْ یَکُنْ مِّنَ الْخَائِنِیْنَ:

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّیْ أَدْعُوْکُمْ إِلیٰ کِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِیِّهٖ وَالْعَمَلِ بِالْحَقِّ وَبِمَا أَمَرَ اللهُ فِی الْکِتَابِ فَمَنْ رَّجَعَ إِلیٰ أَهْلِهٖ مِنْکُمْ وَکَفَّ یَدَهٗ وَاعْتَزَلَ هٰذَا الْهَالِكَ الْحَارِبَ الَّذِیْ جَاءَ یُحَارِبُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَسَعٰی فِی الْأَرْضِ فَسَادًا فَلَهُ الْأَمَانُ عَلیٰ مَالِهٖ وَدَمِهٖ وَمَنْ تَابَعَهٗ عَلیٰ حَرْبِنَا وَالْخُرُوْجِ مِنْ طَاعَتِنَا اِسْتَعَنَّا بِاللهِ عَلَیْهِ وَجَعَلْنَا اللهَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ وَکَفیٰ بِاللهِ نَصِیْرًا۔ وَالسَّلَامُ۔

الطبری ۶۰/۳/۲۳ - شرح ابن ابی الحدید: ۲۶۹/۱

۵۲۔ اہل کوفہ کے نام!

حارث ابن کعب نے بیان کیا کہ جس وقت معقلؓ ابن قیس ہمارے پاس پلٹ کے آئے تو انھوں نے ہمارے سامنے امیرالمؤمنینؓ کا یہ خط پڑھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط بندۂ خدا علی امیرالمومنین کی طرف سے اُن لوگوں کے نام ہے، جن کے سامنے یہ پڑھا جائے۔ وہ خواہ مؤمن ہوں، مسلم ہوں، نصاریٰ ہوں یا مرتد۔ خدا کی سلامتی ہو تم پر اور ان لوگوں پر جنھوں نے ہدایت کی پیروی کی۔ خدا، اس کے رسولؐ، قرآن اور بعث بعدالموت پر ایمان لائے۔ جنھوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کیا اور اس میں کوئی خیانت نہیں کی۔

امابعد:

میں تمھیں اللہ کی کتاب، رسولؐ اللہ کی سنّت اور عمل بالحق کی دعوت دیتا ہوں اور اسی کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حکم دیا ہے۔ تم میں سے جو شخص پلٹ کے اپنے بال بچوں میں چلا جائے گا، جنگ سے اپنے آپ کو روکے گا اور اُس نیست و نابود ہو جانے والے جنگجو سے علیحدہ ہو جائے گا جو اللہ، اس کے رسولؐ اور اس کے مسلمانوں سے لڑنے آیا ہے، اور زمین پر فساد برپا کر رہا ہے، اُسے جان و مال کی امان ہے، اور جو ہم سے لڑنے اور ہماری نافرمانی کرنے میں اُس کی پیروی کرے گا، ہم اُس کے خلاف خدا سے امداد طلب کریں گے اور اپنے اور اس کے درمیان خدا کو ڈال دیں گے، اور وہ امداد کیلئے کافی ہے۔ والسّلام

۵۳ - اِلیٰ شِیعَتِہٖ

لَمَّا انْقَضَی حَرْبُ النَّهْرَوَانِ قَامَ حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ وَعَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَدَخَلُوا عَلَیٰ عَلِيٍّ رض سَأَلُوهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض مَا تَقُولُ فِيهِمَا؟ وَقَالُوا بَيِّنْ لَنَا قَوْلَكَ فِيهِمَا وَفِي عُثْمَانَ رض فَقَالَ عَلِيٌّ رض أَوَقَدْ تَفَرَّغْتُمْ لِهٰذَا وَهٰذِهِ مِصْرُ قَدِ افْتُتِحَتْ وَشِيعَتِي فِيهَا قَدْ قُتِلَتْ وَإِنِّي مُخْرِجٌ إِلَيْكُمْ كِتَابًا أُنَبِّئُكُمْ فِيهِ مَا سَأَلْتُمُونِي عَنْهُمْ فَاقْرَءُوهُ عَلَیٰ شِيعَتِي فَكَتَبَ كِتَابًا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَمَّا بَعْدُ[1]: فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذِيرًا لِلْعَالَمِينَ وَأَمِينًا عَلَی التَّنْزِيلِ وَشَهِيدًا عَلَیٰ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

---

[1] فی النہج: اما بعد: فان اللّٰه سبحانه بعث محمدا صلی اللّٰه علیه وآله وسلم نذیرا للعالمین ومهیمنا علی المرسلین فلما مضی علیه السلام تنازع المسلمون الامر من بعده فواللّٰه ما کان یلقی فی روعی ولا یخطر ببالی ان العرب تزعج هذا الامر من بعده صلی اللّٰه علیه وآله وسلم عن اهل بیته ولا انهم منحوه عنی من بعده فما راعنی الا انثیال الناس علی فلان یبایعونه فامسکت یدی حتی رأیت راجعة الناس قد رجعت عن الاسلام یدعون الی محق دین محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فخشیت ان لم انصر الاسلام واهله ان اری فیه ثلما او هدما تکون المصیبة به علی اعظم من فوت ولایتکم التی انما هی متاع

(باقی ص۱۴۷ پر)

وَاَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلٰى غَيْرِ دِيْنٍ وَّفِىْ شَرِّ دَارٍ تَسْفِكُوْنَ[١] دِمَائَكُمْ
وَتَقْتُلُوْنَ اَوْلَادَكُمْ وَتَقْطَعُوْنَ اَرْحَامَكُمْ وَتَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَكُمْ
بِالْبَاطِلِ[٢]۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَبَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ
بِلِسَانِكُمْ فَكُنْتُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَكَانَ الرَّسُوْلُ فِيْكُمْ وَمِنْكُمْ تَعْرِفُوْنَ
وَجْهَهٗ وَنَسَبَهٗ فَعَلَّمَكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالسُّنَّةَ وَالْفَرَائِضَ
وَاَمَرَكُمْ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَحَقْنِ الدِّمَاءِ وَاِصْلَاحِ ذَاتِ بَيْنِكُمْ

(بقیہ حاشیہ ص۱۴۶) ایام قلائل یزول منها ما کان کما یزول السراب او كما يتقشع السحاب فنهضت فى تلك الاحداث حتى زاح الباطل وزهق واطمان الدين وتنهنه ۔ انى والله لو لقيتهم واحدا وهم طلاع الارض كلها ما باليت ولا استوحشت وانى من ضلالهم الذى هم فيه والهدى الذى انا عليه لعلى بصيرة من نفسى ويقين من ربى وانى الى لقاء الله لمشتاق وحسن ثوابه لمنتظر راج ولكنى سُفَهَاؤُهَا وفجارها فيتخذ مال الله دولا وعباده خولا والصالحين حربا والفاسقين حزبا فان منهم الذى قد شرب فيكم الحرام وجلد حدا فى الاسلام وان منهم من لم يسلم حتى رضخت له على الاسلام الرضائخ فلولا ذالك ما اكثرت تأليبكم وتأنيبكم وجمعكم وتحريضكم ولتركتكم اذ ابيتم ونيتم ۔ الا ترون الى اطرافكم قد انتقصت والى امصاركم قد افتتحت والى ممالككم تزوى والى بلادكم تغزى ، انفروا رحمكم الله الى قتال عدوكم ولا تثاقلوا الى الارض فتقروا بالخسف وتبوءوا بالذل ويكون نصيبكم الاخس وان اخا الحرب الارق ومن نام لم ينم عنه . والسلام ۔

١ه فى الشرح: منيخون على حجارة خشنة صم وشوك مبثوث فى البلاد تشربون الماء الخبيث وتأكلون الطعام الخبيث تسفكون الخ ۔ ٢ه فى الشرح: سبلكم خائفة والاصنام فيكم منصوبة وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون فمن الله عز وجل عليكم بمحمد فبعثه اليكم رسولا من انفسكم الخ

وَاَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا وَاَنْ تُوفُوا بِالْعَهْدِ[1] وَاَنْ تَعَاطَفُوا وَتَبَادَرُوا وَتَرَاحَمُوا، وَنَهَاكُمْ عَنِ التَّظَالُمِ وَالتَّحَاسُدِ وَالتَّقَاذُفِ وَالتَّبَاغِی وَعَنْ شُرْبِ الْحَرَامِ وَعَنْ بَخْسِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ وَتَقَدَّمَ اِلَيْكُمْ فِيمَا اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَزْنُوا وَلَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَ الْيَتَامٰی ظُلْمًا[2] فَكُلُّ خَيْرٍ يُبْعِدُكُمْ عَنِ النَّارِ فَقَدْ حَضَّكُمْ عَلَيْهِ وَكُلُّ شَرٍّ يُبْعِدُكُمْ عَنِ الْجَنَّةِ فَنَهَاكُمْ عَنْهُ۔

فَلَمَّا اسْتَكْمَلَ رَسُولُ اللهِ مُدَّتَهُ تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالٰی وَهُوَ مَشْكُورٌ سَعْيُهُ، مَرْضِیٌّ عَمَلُهُ، مَغْفُورٌ لَهُ ذَنْبُهُ، شَرِيفٌ عِنْدَ اللهِ نُزُلُهُ — فَيَا لِمَوْتِهِ مُصِيبَةً خَصَّتِ الْاَقْرَبِينَ وَعَمَّتِ الْمُؤْمِنِينَ[3]

فَلَمَّا مَضٰی تَنَازَعَ الْمُسْلِمُونَ الْاَمْرَ بَعْدَهُ فَوَاللهِ مَا كَانَ يُلْقٰی فِی رُوعِی، وَلَا يَخْطُرُ عَلٰی بَالِی اَنَّ الْعَرَبَ تَعْدِلُ[4] هٰذَا الْاَمْرَ عَنِّی فَمَا رَاعَنِی اِلَّا اِقْبَالُ النَّاسِ عَلٰی اَبِی بَكْرٍؓ وَاِجْفَالُهُمْ عَلَيْهِ فَاَمْسَكْتُ يَدِی وَرَاَيْتُ اَنِّی اَحَقُّ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ فِی النَّاسِ مِمَّنْ تَوَلَّی الْاُمُورَ عَلَیَّ۔ فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ حَتّٰی رَاَيْتُ رَاجِعَةً مِنَ النَّاسِ

---

[1] فی الشرح: ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وان تعاطفوا الخ۔

[2] فی الشرح: ولا تعثوا فی الارض مفسدين ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين، فكل خير يدنی الی الجنة ويباعد من النار امركم به وكل شر يدنی الی النار ويباعد عن الجنة نهاكم عنه۔

[3] فی الشرح: ما اصيبوا قبلها ولن يصابوا بعدها اختها فلما مضی لسبيله تنازع المسلمون الخ

[4] فی الشرح: بعد محمد صلی الله عليه وسلم عن اهل بيته ولا انهم منحوه عنی من بعده فما راعنی الخ۔

رَجَعَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ يَدْعُوْنَ إِلَى مَحْوِ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ فَخَشِيْتُ إِنْ لَّمْ أَنْصُرِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ، أَنْ أَرَى فِي الْإِسْلَامِ ثَلْمًا وَّهَدْمًا تَكُوْنُ الْمُصِيْبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وِلَايَةِ أَمْرِكُمُ الَّتِيْ إِنَّمَا هِيَ مَتَاعُ أَيَّامٍ قَلَائِلَ ثُمَّ يَزُوْلُ مَا كَانَ مِنْهَا كَمَا يَزُوْلُ السَّرَابُ ـ فَمَشَيْتُ عِنْدَ ذٰلِكَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ رض فَبَايَعْتُهُ وَنَهَضْتُ مَعَهُ فِيْ تِلْكَ الْأَحْدَاثِ حَتّٰى زَهَقَ الْبَاطِلُ وَكَانَتْ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، وَإِنْ رَّغِمَ الْكَافِرُوْنَ فَتَوَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ رض تِلْكَ الْأُمُوْرَ، فَيَسَّرَ وَسَدَّدَ وَقَارَبَ وَاقْتَصَدَ فَصَحِبْتُهُ مُنَاصِحًا وَّأَطَعْتُهُ فِيْمَا أَطَاعَ اللّٰهَ فِيْهِ جَاهِدًا ـ

فَلَمَّا احْتُضِرَ بَعَثَ إِلَى عُمَرَ رض فَوَلَّاهُ، فَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَبَايَعْنَا وَنَاصَحْنَا فَتَوَلّٰى تِلْكَ الْأُمُوْرَ فَكَانَ مَرْضِيَّ السِّيْرَةِ مَيْمُوْنَ النَّقِيْبَةِ أَيَّامَ حَيَاتِهِ ـ

فَلَمَّا احْتُضِرَ قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: "لَيْسَ يَصْرِفُ هٰذَا الْأَمْرَ عَنِّيْ" فَجَعَلَهَا عُمَرُ رض شُوْرٰى وَجَعَلَنِيْ سَادِسَ سِتَّةٍ ـ فَمَا كَانُوْا لِوِلَايَةِ أَحَدٍ مِّنْهُمْ بِأَكْرَهَ لِوِلَايَتِيْ، لِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَسْمَعُوْنَنِيْ وَأَنَا أُحَاجُّ أَبَا بَكْرٍ رض فَأَقُوْلُ: "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَنَا أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكُمْ مَا كَانَ مِنَّا مَنْ يَّقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْرِفُ السُّنَّةَ" فَخَشُوْا إِنْ وُلِّيْتُ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَكُوْنَ لَهُمْ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ نَصِيْبٌ ـ فَأَجْمَعُوْا إِجْمَاعًا وَّاحِدًا حَتّٰى صَرَفُوا الْأَمْرَ عَنِّيْ لِعُثْمَانَ رض فَأَخْرَجُوْنِيْ مِنْهَا رَجَاءَ أَنْ يَّتَدَاوَلُوْهَا حِيْنَ يَئِسُوْا أَنْ يَّنَالُوْهَا ـ ثُمَّ قَالُوْا لِيْ: هَلُمَّ، فَبَايِعْ عُثْمَانَ وَإِلَّا جَاهَدْنَاكَ ـ فَبَايَعْتُ مُسْتَكْرِهًا وَّصَبَرْتُ مُحْتَسِبًا ـ

فَقَالَ قَائِلُهُمْ: "إِنَّكَ يَا ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَى الْأَمْرِ لَحَرِيْصٌ" قُلْتُ لَهُمْ: "أَنْتُمْ أَحْرَصُ، أَمَّا أَنَا إِذَا طَلَبْتُ مِيْرَاثَ ابْنِ أُمِّيْ وَحَقَّهُ"

وَاَنْتُمْ دَخَلْتُمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَتَصْرِفُوْنَ وَجْهِيْ دُوْنَهٗ۔" اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَعِيْنُ بِكَ عَلٰى قُرَيْشٍ، فَاِنَّهُمْ قَطَعُوْا رَحِمِيْ وَصَغَّرُوْا عَظِيْمَ مَنْزِلَتِيْ وَفَضْلِيْ وَاجْتَمَعُوْا عَلٰى مُنَازَعَتِيْ حَقًّا كُنْتُ اَوْلٰى بِهٖ مِنْهُمْ۔ ثُمَّ قَالُوْا۔ " اِصْبِرْ كَمِدًا اَوْ عِشْ مُتَاَسِّفًا "۔ فَنَظَرْتُ فَاِذَا لَيْسَ مَعِيْ رِفَاقَةٌ وَلَا مُسَاعِدٌ اِلَّا اَهْلُ بَيْتِيْ فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْهَلَاكِ فَاَغْضَيْتُ عَيْنِيْ عَنِ الْقَذٰى، وَتَجَرَّعْتُ رِيْقِيْ عَلَى الشَّجٰى۔ وَصَبَرْتُ مِنْ كَظْمِ الْغَيْظِ عَلٰى اَمَرَّ مِنَ الْعَلْقَمِ طَعْمًا وَّ آلَمَ لِلْقَلْبِ مِنْ حَزِّ الْحَدِيْدِ حَتّٰى اِذَا نَقَمْتُمْ عَلٰى عُثْمَانَؓ اَتَيْتُمُوْهُ فَقَتَلْتُمُوْهُ۔

ثُمَّ جِئْتُمُوْنِيْ لِتُبَايِعُوْنِيْ، فَاَبَيْتُ عَلَيْكُمْ وَاَبَيْتُمْ عَلَيَّ، فَنَازَعْتُمُوْنِيْ وَدَافَعْتُمُوْنِيْ، وَلَمْ اُمُدَّ يَدِيْ تَمَنُّعًا مِّنْكُمْ، ثُمَّ ازْدَحَمْتُمْ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ اَوْ اَنَّكُمْ قَاتِلِيَّ وَقُلْتُمْ لَا نَجِدُ غَيْرَكَ وَلَا نَرْضٰى اِلَّا بِكَ۔ فَبَايِعْنَا۔ لَا نَفْتَرِقُ وَلَا نَخْتَلِفُ فَبَايَعْتُكُمْ وَدَعَوْتُمُ النَّاسَ اِلٰى بَيْعَتِيْ، فَمَنْ بَايَعَ طَائِعًا۔ قَبِلْتُ مِنْهُ وَمَنْ اَبٰى، تَرَكْتُهٗ۔

فَاَوَّلُ مَنْ بَايَعَنِيْ طَلْحَةُؓ وَالزُّبَيْرُؓ وَلَوْ اَبَيَا مَا اَكْرَهْتُهُمَا كَمَا لَمْ اُكْرِهْ غَيْرَهُمَا۔ فَمَا لَبِثَا اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى قِيْلَ لِيْ قَدْ خَرَجَا مُتَوَجِّهَيْنِ اِلَى الْبَصْرَةِ فِيْ جَيْشٍ مَّا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ اَعْطَانِي الطَّاعَةَ وَسَمَحَ لِيْ بِالْبَيْعَةِ۔ فَقَامُوْا عَلٰى عُمَّالِيْ بِالْبَصْرَةِ وَخُزَّانِ بُيُوْتِ اَمْوَالِيْ وَعَلٰى اَهْلِ مِصْرٍ الَّذِيْنَ كُلُّهُمْ فِيْ طَاعَتِيْ وَعَلٰى شِيْعَتِيْ، فَشَتَّتُوْا كَلِمَتَهُمْ وَاَفْسَدُوْا عَلَيَّ جَمَاعَتَهُمْ۔ ثُمَّ وَثَبُوْا عَلٰى شِيْعَتِيْ فَقَتَلُوْا طَائِفَةً مِّنْهُمْ غَدْرًا وَّطَائِفَةً صَبْرًا وَّ طَائِفَةٌ عَصَوْا بِاَسْيَافِهِمْ۔ فَضَارَبُوْهُمْ حَتّٰى لَقُوا اللّٰهَ صَابِرِيْنَ مُحْتَسِبِيْنَ۔ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ يُصِيْبُوْا مِنْهُمْ اِلَّا رَجُلًا وَّاحِدًا مُتَعَمِّدِيْنَ لِقَتْلِهٖ لَحَلَّ لِيْ بِذٰلِكَ قَتْلُ الْجَيْشِ كُلِّهٖ۔ مَعَ اَنَّهُمْ

قَدْ قَتَلُوْا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَكْثَرَ مِنَ الْعِدَّةِ الَّتِيْ دَخَلُوْا عَلَيْهِمْ بِهَا. فَقَدْ
اَدَالَ اللّٰهُ مِنْهُمْ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

ثُمَّ نَظَرْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ اَهْلِ الشَّامِ فَاِذَا هُمْ اَعْرَابٌ وَّ
اَحْزَابٌ وَّ اَهْلُ طَمْعٍ، جُفَاةٌ، طَغَامٌ تَجَمَّعُوْا مِنْ كُلِّ اَوْبٍ مِّمَّنْ يَّنْبَغِيْ
اَنْ يُّؤَدَّبَ وَيُوَلّٰى عَلَيْهِ وَيُؤْخَذَ عَلٰى يَدَيْهِ۔ لَيْسُوْا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَلَا مِنَ التَّابِعِيْنَ بِاِحْسَانٍ، يَنْضَحُوْنَهُمْ بِالنَّبْلِ وَ
يَشْجُوْنَهُمْ بِالرِّمَاحِ. فَهُنَا لِذٰلِكَ نَهَضْتُ اِلَيْهِمْ. فَقَاتَلْتُهُمْ فَلَمَّا
عَضَّهُمُ السِّلَاحُ وَوَجَدُوْا اَلَمَ الْجِرَاحِ رَفَعُوا الْمَصَاحِفَ، يَدْعُوْنَكُمْ
اِلٰى مَا فِيْهَا۔ فَنَبَّاْتُكُمْ اَنَّهُمْ لَيْسُوْا بِاَصْحَابِ دِيْنٍ وَّلَا قُرْاٰنٍ
وَّاِنَّمَا رَفَعُوْهَا اِلَيْكُمْ خَدِيْعَةً وَّمَكِيْدَةً۔ فَامْضُوْا عَلٰى قِتَالِهِمْ
فَاتَّهَمْتُمُوْنِيْ وَقُلْتُمْ: "اِقْبَلْ مِنْهُمْ، فَاِنَّهُمْ اِنْ اَجَابُوْا اِلٰى مَا فِي الْكِتَابِ
جَامَعُوْنَا عَلٰى مَا نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ۔ وَاِنْ اَبَوْا كَانَ اَعْظَمَ لِحُجَّتِنَا
عَلَيْهِمْ"، فَقَبِلْتُ مِنْهُمْ وَكَفَفْتُ عَنْهُمْ۔ وَكَانَ صُلْحِيْ بَيْنَهُمْ
عَلٰى رَجُلَيْنِ حَكَمَيْنِ يُحْيِيَانِ مَا اَحْيَا الْقُرْاٰنُ وَيُمِيْتَانِ مَا اَمَاتَ
الْقُرْاٰنُ۔ فَاخْتَلَفَ رَاْيُهُمَا وَتَفَرَّقَ حُكْمُهُمَا وَنَبَذَا حُكْمَ الْقُرْاٰنِ
وَخَالَفَا مَا فِي الْكِتَابِ وَاتَّبَعَا هَوَاهُمَا بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ، فَجَنَّبَهُمَا
اللّٰهُ السَّدَادَ وَاَهْوٰى بِهِمَا فِيْ غَمْرَةِ الضَّلَالِ۔ وَكَانَ اَهْلُ ذٰلِكَ
فَانْخَذَلَتْ عَنَّا فِرْقَةٌ مِّنْهُمْ فَتَرَكْنَاهُمْ مَا تَرَكُوْنَا حَتّٰى اِذَا عَاثُوْا
فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ وَقَتَلُوا الْمُؤْمِنِيْنَ، اَتَيْنَاهُمْ وَقُلْنَا لَهُمْ
"اِدْفَعُوْا اِلَيْنَا قَتَلَةَ اِخْوَانِنَا"، فَقَالُوْا: "كُلُّنَا قَتَلْنَاهُمْ وَكُلُّنَا
اسْتَحْلَلْنَا دِمَاءَهُمْ وَدِمَاءَكُمْ"، وَشَدَّتْ عَلَيْنَا خَيْلُهُمْ وَ
رِجَالُهُمْ، فَصَرَعَهُمُ اللّٰهُ مَصَارِعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ ثُمَّ اَمَرْتُكُمْ
اَنْ تَمْضُوْا مِنْ فَوْرِكُمْ اِلٰى عَدُوِّكُمْ .... فَاِنَّهُ اَفْزَعُ

لِقُلُوبِهِمْ وَأَنْهَكُ لِمَكْرِهِمْ وَأَهْتَكُ لِكَيْدِهِمْ. فَقُلْتُمْ: كَلَّتْ
أَذْرُعُنَا وَسُيُوفُنَا وَنَفِدَتْ نِبَالُنَا وَنَصَلَتْ أَسِنَّةُ رِمَاحِنَا
فَأْذَنْ لَنَا فَلْنَرْجِعْ حَتّٰى نَسْتَعِدَّ بِأَحْسَنِ عُدَّتِنَا، وَإِذَا رَجَعْنَا
زِدْنَا فِي مُقَاتِلَتِنَا عِدَّةَ مَنْ هَلَكَ مِنَّا وَمَنْ قَدْ فَارَقَنَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ
قُوَّةٌ مِّنَّا لِعَدُوِّنَا، فَأَقْبَلْتُمْ حَتّٰى إِذَا أَطْلَلْتُمْ عَلَى الْكُوفَةِ أَمَرْتُكُمْ
أَنْ تَلْزَمُوا مُعَسْكَرَكُمْ وَتَضُمُّوا قَوَاصِيَكُمْ وَتُوَطِّنُوا عَلَى الْجِهَادِ
وَلَا تُكْثِرُوا زِيَادَةَ أَوْلَادِكُمْ وَنِسَآءِكُمْ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُرِقُّ قُلُوبَكُمْ
وَيُلْوِيكُمْ. وَإِنَّ أَصْحَابَ الْحَرْبِ لَا يَتَوَجَّدُونَ وَلَا يَتَوَجَّعُونَ وَ
لَا يَسْأَمُونَ مِنْ سَهَرِ لَيْلِهِمْ وَلَا ظَمَأِ نَهَارِهِمْ وَلَا مِنْ خَمْصِ
بُطُونِهِمْ حَتّٰى يُدْرِكُوا بِثَارِهِمْ وَيَنَالُوا بُغْيَتَهُمْ وَمَطْلَبَهُمْ
فَنَزَلَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ مُعْذِرَةً، وَدَخَلَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ عَاصِيَةً
فَلَا مَنْ نَزَلَ مَعِيَ صَبَرَ فَثَبَتَ، وَلَا مَنْ دَخَلَ الْمِصْرَ عَادَ إِلَيَّ وَلَقَدْ
نَظَرْتُ إِلٰى عَسْكَرِي وَمَا فِيهِ مَعِي مِنْكُمْ إِلَّا خَمْسُونَ رَجُلًا. فَلَمَّا
رَأَيْتُ مَا أَتَيْتُمْ دَخَلْتُ إِلَيْكُمْ. فَمَا تَنْتَظِرُونَ؟ أَمَا تَرَوْنَ
إِلٰى أَطْرَافِكُمْ قَدِ انْتَقَصَتْ، وَإِلٰى مِصْرِكُمْ قَدِ افْتُتِحَ. فَمَا بَالُكُمْ
تُؤْفَكُونَ. أَلَا إِنَّ الْقَوْمَ قَدِ اجْتَمَعُوا وَجَدُّوا وَتَنَاصَحُوا. وَإِنَّكُمْ
تَفَرَّقْتُمْ وَاخْتَلَفْتُمْ وَتَغَاشَشْتُمْ فَأَنْتُمْ إِنِ اجْتَمَعْتُمْ لَتَسْعَدُونَ
فَأَيْقِظُوا، رَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، نَائِمَكُمْ وَتَحَرَّزُوا لِحَرْبِ عَدُوِّكُمْ
إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ الطُّلَقَآءَ وَأَبْنَآءَ الطُّلَقَآءِ. مَنْ أَسْلَمَ كُرْهًا
وَكَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبًا. أَعْدَاءَ السُّنَّةِ
وَالْقُرْآنِ وَأَهْلَ الْأَحْزَابِ وَالْبِدَعِ وَالْأَحْدَاثِ وَمَنْ كَانَتْ
بَوَائِقُهُ تُتَّقٰى، وَكَانَ عَنِ الدِّيْنِ مُنْحَرِفًا وَأَكَلَةَ الرِّشَا وَعَبِيدَ الدُّنْيَا
لَقَدْ نُمِيَ إِلَيَّ أَنَّ ابْنَ الْبَاغِيَةِ[1] لَمْ يُبَايِعْ مُعَاوِيَةَ حَتّٰى شَرَطَ عَلَيْهِ

---

[1] فی الشرح: لقد انهی الی ان ابن الباغیة لم یبایع الخ.

اَنْ يُؤْتِيَهُ اِتَاوَةً هِيَ اَعْظَمُ مِمَّا فِيْ يَدَيْهِ مِنْ سُلْطَانِهِ. فَصَغِرَتْ يَدُ هٰذَا الْبَائِعِ دِيْنَهُ بِالدُّنْيَا وَتَرِبَتْ يَدُ هٰذَا الْمُشْتَرِيْ نُصْرَةَ غَادِرٍ فَاسِقٍ بِاَمْوَالِ النَّاسِ. وَاِنَّ مِنْهُمْ لَمَنْ شَرِبَ فِيْكُمُ الْخَمْرَ وَجُلِدَ حَدًّا فِي الْاِسْلَامِ. فَهٰؤُلَاءِ قَادَةُ الْقَوْمِ وَمَنْ تَرَكْتُ ذِكْرَ مَسَاوِيْهِ شَرٌّ وَاَضَرُّ. وَهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَوْ وُلُّوْا عَلَيْكُمْ لَاَظْهَرُوْا فِيْكُمُ الْغَضَبَ وَالْفَخْرَ وَالتَّسَلُّطَ بِالْجَبَرُوْتِ وَالتَّطَاوُلَ بِالْغَصْبِ وَالْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ وَتَتَبَّعُوا الْهَوٰى وَمَا حَكَمُوْا بِالرَّشَادِ. وَاَنْتُمْ عَلٰى مَا فِيْكُمْ مِنْ تَخَاذُلٍ وَتَوَاكُلٍ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَاَهْدٰى سَبِيْلًا. فِيْكُمُ الْحُكَمَاءُ وَالْعُلَمَاءُ وَالْفُقَهَاءُ وَحَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَالْمُتَهَجِّدُوْنَ بِالْاَسْحَارِ وَالْعُبَّادُ وَالزُّهَّادُ وَعُمَّارُ الْمَسَاجِدِ وَاَهْلُ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ. اَفَلَا تَسْخَطُوْنَ وَتَنْقِمُوْنَ اَنْ يُنَازِعَكُمُ الْوِلَايَةَ عَلَيْكُمْ سُفَهَاؤُكُمْ وَالْاَرَاذِلُ وَالْاَشْرَارُ مِنْكُمْ.

فَاسْمَعُوْا قَوْلِيْ اِذَا قُلْتُ وَاَطِيْعُوْا اَمْرِيْ اِذَا اَمَرْتُ وَاعْرِفُوْا نَصِيْحَتِيْ اِذَا نَصَحْتُ وَاعْتَقِدُوْا حَزْمِيْ اِذَا حَزَمْتُ وَالْتَزِمُوْا عَزْمِيْ اِذَا عَزَمْتُ وَانْهَضُوْا لِنُهُوْضِيْ وَقَارِعُوْا مَنْ قَارَعْتُ وَلَئِنْ عَصَيْتُمُوْنِيْ لَا تَرْشُدُوْا وَلَا تَجْتَمِعُوْا. خُذُوْا لِلْحَرْبِ اُهْبَتَهَا وَاَعِدُّوْا لَهَا التَّهْيِئَةَ فَاِنَّهَا قَدْ وَقَدَتْ نَارُهَا وَعَلَا سَنَاهَا وَتَجَرَّدَ لَكُمُ الظَّالِمُوْنَ كَيْمَا يُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ وَيَقْهَرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ. اَلَا اِنَّهُ لَيْسَ اَوْلِيَاءُ الشَّيْطَانِ مِنْ اَهْلِ الطَّمَعِ وَالْجَفَاءِ بِاَوْلٰى فِي الْجِدِّ فِيْ غَيِّهِمْ وَضَلَالِهِمْ وَبَاطِلِهِمْ مِنْ اَهْلِ النَّزَاهَةِ وَالْحَقِّ وَالْاِخْبَاتِ بِالْجِدِّ فِيْ حَقِّهِمْ وَطَاعَةِ رَبِّهِمْ وَمُنَاصَحَةِ اِمَامِهِمْ. اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ لَقِيْتُهُمْ وَحِيْدًا مُنْفَرِدًا وَهُمْ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ اِنْ بَالَيْتُ بِهِمْ اَوِ اسْتَوْحَشْتُ مِنْهُمْ، اِنِّيْ فِيْ

ضَلَالِهِمُ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ وَالْهُدَى الَّذِيْ اَنَا عَلَيْهِ لَعَلَى بَصِيْرَةٍ وَ يَقِيْنٍ وَ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّيْ۔

وَاِنِّيْ لِلِقَاءِ رَبِّيْ لَمُشْتَاقٌ وَ لِحُسْنِ ثَوَابِهٖ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ۔ وَلٰكِنَّ اَسَفًا يَعْتَرِيْنِيْ وَجَزَعًا يُرِيْبُنِيْ مِنْ اَنْ يَلِيَ هٰذِهِ الْاُمَّةَ سُفَهَاؤُهَا وَفُجَّارُهَا فَيَتَّخِذُوْنَ مَالَ اللهِ دُوَلًا وَ عِبَادَ اللهِ خَوَلًا۔ وَالصَّالِحِيْنَ حَرْبًا، وَالْقَاسِطِيْنَ حِزْبًا۔

وَاَيْمُ اللهِ لَوْلَا ذٰلِكَ مَا اَكْثَرْتُ تَأْلِيْبَكُمْ وَ جَمْعَكُمْ وَتَحْرِيْضَكُمْ وَلَتَرَكْتُكُمْ۔ فَوَاللهِ اِنِّيْ لَعَلَى الْحَقِّ وَاِنِّيْ لِلشَّهَادَةِ لَمُحِبٌّ۔ اَنَا نَافِرٌ بِكُمْ اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى فَانْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا[له] بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ اِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔

الامامة والسياسة: ١/١١٣ - نهج البلاغة: ص ٥١٨ - وشرح ابن ابي الحديد: ٢/٣٥

له في الشرح: ذالكم خير لكم ان كنتم تعلمون ولا تثاقلوا الى الارض فتقروا بالخسف وتبوءوا بالذل ويكن نصيبكم الخسران اخا الحرب اليقضان ومن ضعف اودى ومن ترك الجهاد كان كالمغبون المهين اللهم اجمعنا واياهم على الهدى وزهدنا واياهم في الدنيا واجعل الآخرة خيرا لنا ولهم من الاولى - والسلام

۵۳۔ اپنے ساتھیوں کے نام

جب جنگ نہروان ختم ہوگئی تو حجرؓ ابن عدی، عمرؓ ابن الحق اور عبداللہؓ ابن وہب الراسی حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں آپ کی رائے معلوم کی۔ آپ نے فرمایا کہ (تمھیں اس وقت ان باتوں کی پڑی ہے) کیا تم ان موجودہ معاملات سے فارغ ہو گئے؟ مصر پر دشمن کا قبضہ ہو چکا میرے ساتھی اور طرف دار اس میں شہید ہو گئے۔ (لیکن خیر) میں تمھیں ایک تحریر دوں گا، اس میں جو کچھ تم نے پوچھا ہے، وہ سب بیان کر دوں گا۔ تم وہ تحریر میرے ساتھیوں کو پڑھ کر سُنا دینا۔ لہٰذا آپ نے یہ تحریر ارقام فرمائی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد!

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کے لئے نذیر، اپنی کتاب کا امین اور اس امت کا گواہ بنا کے مبعوث فرمایا۔

اے گروہ عرب، تم بے دین تھے، برے حال میں رہتے، آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے، اپنی اولاد کو قتل کرتے، قطع رحم کرتے اور ناحق ایک دوسرے کا مال ہضم کر جاتے تھے، تم پر خدا نے احسان فرماتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھاری طرف تمھاری ہی زبان میں مبعوث فرما دیا۔ جس سے تم صاحب ایمان ہو گئے۔ محمد رسول اللہ تمھیں میں سے تھے اور تمھیں میں رہے، تم اُن سے اور اُن کے نسب سے خوب واقف تھے۔ انھوں نے تمھیں کتاب اللہ، دانائی، اپنی سنت اور فرائض کی تعلیم دی، تمھیں صلۂ رحم ملحوظ رکھنے، خونریزی سے بچنے، اپنے حالات درست کرنے، امانتیں ان کے مالکوں کو ادا کرنے اور عہد پورا کرنے کا حکم دیا اور تاکید فرمائی کہ باہم مہربانی سے پیش آؤ، ایک دوسرے

کی دستگیری کرو، ایک دوسرے پر ترس کھاؤ اور باہم ظلم، حسد، دشنام طرازی، سرکشی، شراب خوری، کم ناپنے اور کم تولنے سے منع فرمایا، اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تمھارے سامنے پیش کیا کہ نہ زنا کرو اور نہ ناحق یتیموں کا مال کھاؤ، انھوں نے ہر اس نیکی پر ابھارا جو (دوزخ کی) آگ سے تمھیں دور کرتی ہے اور ہر اُس بدی سے روکا جو تمھیں جنت سے دور کرتی ہے جب آپ کی (دنیا میں رہنے کی) مدت پوری ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا، درآں حالیکہ آپ کی سعیٔ مشکور، آپ کے اعمالِ پسندیدہ اور آپ کی تمام لغزشیں معاف تھیں اور آپ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بلند تھا۔ آہ! آپ کی وفات سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور آپؐ کے رشتہ داروں کو خصوصاً بڑی مصیبت کا سامنا ہوا۔

جب آپؐ اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے تو امارت و خلافت کے سلسلے میں مسلمانوں میں جھگڑے پڑے۔ بخدا میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ عرب اسے مجھ سے (کسی دوسری طرف) منتقل کر دیں گے، اس لئے لوگوں کے ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہونے اور ان پر لوٹ پڑنے سے مجھے بڑا تعجب ہوا! میں نے اپنا ہاتھ (بیعت سے) روکے رکھا (کیونکہ میں نے دیکھا کہ میں سب لوگوں میں سے اُس شخص کے مقابلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا زیادہ حقدار ہوں۔ جو مجھ پر حاکم مقرر ہوا ہے۔ لہذا جب تک اللہ نے چاہا میں اس پر قائم رہا (میں نے بیعت نہیں کی)، لیکن جب مجھے محسوس ہوا کہ بہت سے لوگ دین سے پھر گئے اور دین محمدیؐ و ملتِ ابراہیمیؑ کو مٹا دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں، تو مجھے خوف پیدا ہوا کہ اب بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی تو دین میں رخنے اور شکست و ریخت دیکھنا ہو گی اور وہ مصیبت میرے لئے اس حکومت کے نہ ملنے سے کہیں زیادہ ہو گی، جو ایک قلیل مدت کے سرمائے کی حیثیت رکھتی ہے، اور سراب کی طرح ایک دن زائل ہو جانے والی ہے۔ لہذا میں اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً جا کے ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور ان کے دوش بدوش اُن حادثات میں کام شروع کر دیا، یہاں تک کہ باطل نیست و نابود اور کفار کے علی الرغم کلمۂ الٰہی بلند ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے حاکم بن کے نرمی برتی (لوگوں کو) سیدھے راستے پر چلایا، غلو سے بچے اور میانہ روی اختیار کی،

میں ان امور میں خیر خواہانہ رفاقت سے ان کے ساتھ رہا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اُن کا متبع رہا۔

جب ابو بکرؓ کا وقت آپہنچا، تو انھوں نے خلافت عمرؓ کے سپرد کردی، ہم نے ان کی بات مان لی، ان کی اطاعت کی اور بیعت کرلی اور ان کے اچھے مشیر رہے، وہ معاملات کے متولّی بنے تو اپنی زندگی بھر اچھے خصائل کے مالک اور پاک نفس حاکم رہے۔

جب اُن کا بھی وقت قریب آگیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب خلافت مجھ سے نکل کے نہیں جائے گی۔ لیکن عمرؓ نے مجلسِ شوریٰ بنادی جس میں چھٹا ممبر مجھے بھی رکھدیا، اُن اہلِ شوریٰ کو میری خلافت سے زیادہ ناپسند کسی کی حکومت نہ تھی، کیونکہ وہ سنتے رہے تھے کہ میں ابو بکرؓ سے بھی بحث و حجت کر بیٹھتا تھا اور کہتا تھا کہ اے اہلِ قریش میں اس وقت تک حکومت کا تم سب سے زیادہ حقدار ہوں جب تک ایک آدمی بھی قرآن کو پڑھنے والا اور سنت کو جاننے والا موجود ہے (قیامت تک) اس سے انھیں ڈر ہوا کہ اگر میں خلیفہ ہوگیا تو پھر خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ لہذا انھوں نے اتفاق کرلیا کہ مجھے چھوڑ کے کسی کی بھی بیعت کرلیں۔ پس مجھ سے پھیر کے خلافت عثمان کی طرف منتقل کردی اور مجھے اس امید پر اس سے خارج کردیا کہ جب کبھی وہ لوگ حکومت حاصل کرنے سے مایوس ہوں گے تو (اسی طرح) آپس میں منتقل کرلیا کریں گے۔ پھر مجھ سے بولے کہ علی آؤ تم بھی عثمان کی بیعت کرو، ورنہ ہم تم سے جہاد کریں گے۔ لہذا مجھے بادلِ ناخواستہ بیعت کرنا پڑی اور میں نے حسبۃً لِلّٰہ صبر کرلیا۔ ایک صاحب نے تو مجھ سے یہاں تک کہہ دیا کہ فرزندِ ابی طالب، تم خلافت کے بڑے حریص ہو۔ میں نے کہا تم مجھ سے زیادہ حریص ہو، میں تو اپنے بھائی کی میراث اور اس کا حق طلب کر رہا تھا، تم اس میراث کے اور میرے درمیان بلا وجہ حائل ہوگئے اور مجھے اس کی طرف سے ہٹا رہے ہو، اے خدا تعالیٰ میں قریش کے مقابلے میں تجھ سے اعانت کا خواستگار ہوں! دیکھ! ان لوگوں نے مجھ سے قطع رحم کرلیا، میرے بلند مرتبے اور فضیلت کو گھٹا دیا اور میرا وہ حق مجھ سے چھین لینے میں متحد ہوگئے جس کا میں ان سے کہیں زیادہ حقدار ہوں۔ اس کے بعد

مجھ سے کہا "اب غم جھیلو اور افسوس میں زندگی بسر کرو"۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی مگر بجز گھر والوں کے نہ کوئی رفیق نظر آیا نہ کوئی ہمدرد۔ گھر والوں کو ہلاک کرا دینا مجھے منظور نہ ہوا، لہٰذا میں نے اپنی آنکھوں کو خس و خاشاک سے بچا لیا (آنکھیں بند کر لیں) اور اس غم پر میں لعابِ دہن پی کے رہ گیا اور غصّہ ضبط کر کے ایسا دکھ برداشت کیا جو حنظل سے زیادہ تلخ اور تپتے ہوئے لوہے سے زیادہ دل کو الم پہنچانے والا تھا۔ (میں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا) پھر تم نے عثمان پر عیب لگائے، ان پر چڑھ دوڑے اور انھیں قتل کر دیا۔

اس کے بعد تم میرے پاس بیعت کرنے آئے، میں نے تمھاری اور تم نے میری نہ مانی، اس پر تم مجھ سے لڑنے جھگڑنے لگے مگر تم سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے میں نے اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ پھر تم مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے کہ مجھے محسوس ہوا کہ تم ایک دوسرے کو یا خود مجھ ہی کو قتل کر دو گے اور تم نے کہا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو (اس قابل) نہیں پاتے، نہ آپ کے سوا کسی دوسرے پر رضامند ہو سکتے ہیں، لہٰذا ہم سے بیعت لے لیجئے، اب ہم میں اختلاف و افتراق نہ ہو گا، اس پر میں نے تم سے بیعت لے لی۔ تم نے اوروں کو بھی میری بیعت کی دعوت دی، تو جس شخص نے برضا و رغبت میری بیعت کی اس کی بیعت میں نے قبول کر لی۔ جس نے انکار کیا اُس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا، پس سب سے پہلے جس نے میری بیعت کی طلحہ اور زبیر تھے۔ اگر وہ بھی انکار کر دیتے تو میں دوسروں کی طرح ان کو بھی مجبور نہ کرتا۔ وہ کچھ ہی روز اس پر قائم رہے تھے کہ مجھے خبر ملی کہ وہ دونوں ایک ایسی فوج لے کے بصرے چل دیئے جس میں ایک فرد بھی ایسا نہیں جس نے میری بیعت نہ کی ہو یا میری اطاعت کا اقرار نہ کر چکا ہو۔ انھوں نے بصرے کے میرے عاملوں اور میرے بیت المالوں کے ذخیروں اور اُن اہلِ شہر پر جو سب کے سب میرے اطاعت گزار تھے، نیز میرے رفقا، پر یورش کر دی، ان کی جماعت پراگندہ کر ڈالی اور میری حامی جماعت کو فاسد کر دیا۔ پھر میرے ساتھیوں پر چڑھ دوڑے، اُن میں سے کچھ کو دھوکے سے مارا، کچھ کو قید کر کے ختم کیا اور کچھ کو تلواروں سے شہید کیا، یہاں تک کہ وہ غریب

بحالت صبر اجر کی امید لے کر اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ خدا کی قسم! اگر وہ صرف ایک آدمی کو جان بوجھ کے قتل کرتے تو بھی مجھے اُن کے پورے لشکر کو مار ڈالنا حلال (جائز) ہو جاتا چہ جائیکہ انھوں نے تو اتنے مسلمان شہید کر دیے جو تعداد میں اُن سے بھی زیادہ تھے۔ خدا اُن کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے اور ظالموں کا بیڑا غرق کرے۔

پھر میں نے اہلِ شام پر نظر ڈالی، تو وہ اطراف و جوانب کے بڑے گنوار، لالچی، نادان اور کمینے معلوم ہوئے جو ادھر ادھر سے آکے جمع ہو گئے ہیں، وہ تو اس لائق ہیں کہ ان پر کوئی حاکم مقرر کر کے اُن کی تادیب و تربیت، نگرانی اور روک تھام کی جائے، نہ وہ مہاجرین و انصار میں سے ہیں، نہ تابعین باحسان میں سے۔ مجھے ان پر چڑھائی کرنا پڑی، میں نے پہلے انھیں جماعت و اطاعت کی دعوت دی، جس سے انھوں نے انکار کیا اور تشتت و نفاق ہی پر جمے رہے اور مہاجرین، انصار اور تابعین باحسان کے مقابلے میں آکر انھیں کو اپنے تیروں اور نیزوں سے زخمی کرنے لگے، اس پر میں بھی جلدی سے مقابلے میں آگیا اور ان سے جنگ شروع کر دی، جب ہتھیاروں نے کاٹنا شروع کیا، اور زخموں کی تکلیف پہنچی تو انھوں نے قرآن مجید بلند کر دیئے اور احکام قرآن کی طرف تمھیں دعوت دینے لگے، میں نے اس پر بھی تمھیں آگاہ کیا کہ دیکھو وہ لوگ نہ دیندار ہیں نہ اہلِ قرآن۔ انھوں نے صرف تمھیں دھوکا دینے کے لئے قرآن مجید بلند کئے ہیں، تم اُن سے جنگ جاری رکھو، لیکن تم نے مجھی کو متہم کیا اور کہا کہ ان کی پیش کش قبول کر لیجئے، کیونکہ اگر انھوں نے قرآن کا حکم مان لیا تو جس حق پر ہم ہیں اسی پر وہ ہمارے ساتھ ہو جائیں گے اور نہ مانا تو یہ اُن کے خلاف ہمارے لئے سب سے بڑی حجت ہو جائے گی، اس پر مجھے اُن کی بات مان لینا پڑی اور میں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔ طے یہ پایا کہ دو شخص حَکَم بنائے جائیں اور وہ اُسے زندہ رکھیں جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اُسے مٹائیں جسے قرآن نے مٹایا ہے، لیکن حَکَموں کی رائے میں اختلاف ہوا اور دونوں نے الگ الگ فیصلہ کیا، دونوں نے قرآن کے حکم کو پسِ پشت ڈالدیا اور جو کچھ قرآن میں ہے اُس کے خلاف کیا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت

کے خلاف اپنی خواہشوں پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں سیدھے راستے سے ہٹا کر گمراہی کی راہ پر ڈال دیا اور وہ اسی کے مستحق بھی تھے۔ پھر ان کا ایک گروہ ہم سے الگ ہوگیا۔ لہٰذا جب تک وہ ہمیں چھوڑے رہے ہم نے بھی اُن سے سروکار نہ رکھا، لیکن جب وہ زمین پر فساد برپا کرنے لگے اور اُنھوں نے مسلمانوں کو شہید کردیا، تو ہم اُن کے پاس گئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردو، انھوں نے جواب دیا کہ ہم سب نے انھیں قتل کیا ہے اور ہم سب ان کے اور تمھارے خون کو حلال سمجھتے ہیں اور (یہ کہہ کے) اُن کے رسالوں اور پلٹنوں نے ہم پر سخت حملہ کردیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی عام ظالموں کی طرح پچھاڑ دیا۔ پھر میں نے تمھیں حکم دیا کہ دشمنوں کا بلا توقف پیچھا کرو، اس سے ان کے دل دہل جائیں گے، مکر، خَتم اور فریب کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ اس پر تم نے کہا: ہماری کلائیاں تھک چکی ہیں، ہماری تلواریں کند ہو گئی ہیں، ہمارے تیر ختم ہو چکے ہیں اور ہمارے نیزوں کی بوریاں ڈھیلی ہو چکی ہیں، اب آپ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم پلٹ جائیں، اچھی سے اچھی تیاری کریں اور جب واپس آئیں تو جتنے لوگ ہمارے شہید ہو چکے ہیں یا جو ہم سے جدا ہو گئے ہیں، اُتنے ہی افراد کا اپنے جنگ آزماؤں میں اضافہ کر چکے ہوں، کیونکہ دشمن کے مقابلے میں یہی ہماری قوت ہے، پھر جب تم واپس آئے اور کوفے کے سامنے پڑاؤ ڈالا، تو میں نے تمھیں حکم دیا کہ چھاؤنی ہی میں رہو، اپنے بچھڑے ہوؤں کو ملا لو، جہاد پر مستعد ہو جاؤ اور اپنے بیوی بچوں سے زیادہ نہ ملو، کیونکہ اس سے تمھارے دلوں میں رقّت پیدا ہوگی، اور (یہ عمل) تمھیں نرم اور مہربان بنا دے گا۔ (سنو!) جنگجو جب تک اپنا بدلہ نہ لے لیں اور اپنے مقصد و مراد (فتح) میں کامیاب نہ ہو جائیں، اس وقت تک نہ کسی کا غم کرتے ہیں، نہ کسی بات کے شاکی ہوتے ہیں، نہ رات کا جاگنا، دن کی پیاس اور پیٹ کا پیٹھ سے لگ جانا (بھوک) اُنھیں دل تنگ کرتا ہے۔ اس پر تم میں سے کچھ لوگ تو معذرت کرکے اور کچھ لوگ عدول حکمی کرکے شہر کو چلے گئے، پھر جو مجبوراً میرے ساتھ اترا تھا اپنے فیصلے پر قائم نہ رہا اور جو شہر کو چلا گیا تھا وہ واپس نہ آیا۔

میں نے جو اپنے لشکر پر نگاہ ڈالی تو تم میں سے صرف پچاس آدمی حاضر پائے، تمھارے یہ حالات دیکھ کے میں بھی تمھارے پاس (شہر میں) چلا آیا۔ پھر تمھیں آج تک یہ قدرت نہ ہوئی کہ میرے ساتھ جنگ کے لئے نکلتے۔ خدا تمھیں نیکی کی ہدایت دے! تم کس بات کے منتظر ہو؟ کیا تمھیں نظر نہیں آتا کہ تمھارے مقبوضات کم ہوتے جا رہے ہیں؟ مصر ہاتھ سے نکل چکا۔ تمھاری مت کیوں ماری گئی ہے؟ دیکھو! مخالفین متحد ہو چکے اور انھوں نے کوشش شروع کر دی ہے۔ ان میں باہمی خیر خواہی کا جذبہ ہے، اور تم میں اب بھی افتراق ہے، پھوٹ ہے، نفاق ہے۔ دیکھو! اگر اب بھی تم متحد ہو جاؤ، تو کامیاب ہو جاؤ گے تم پر خدا کی رحمت ہو! اپنے سونے والوں کو جگاؤ اور دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ (تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمھاری جنگ کن لوگوں سے ہے؟) تمھاری لڑائی طلقاء (فتح مکہ کے وقت ازراہِ کرم چھوڑے ہوئے افراد) اور اُن کی اولاد سے ہے، جو مجبور ہو کے اسلام لائے تھے اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے رہے تھے، جو قرآن و سنّت (دونوں) کے دشمن، اہلِ احزاب، نئے نئے طور طریق پیدا کرنے والے ہیں، جن کے باقی رہنے والے کاموں سے پرہیز کیا جاتا ہے، دین سے منحرف، رشوت خور اور دنیا کے بندے ہیں۔ مجھے خبر لگی ہے کہ بدنام ماں کے بیٹے (عمروؓ ابن العاص) نے معاویہ کی بیعت اس وقت تک نہیں کی، جب تک اُس نے اتنی بڑی رشوت لینے کی شرط نہ کر لی جو اس کی پوری سلطنت سے زیادہ ہے (مصر)۔ اُس' دین کو دنیا کے عوض فروخت کرنے والے کے ہاتھ خالی رہ جائیں! اور لوگوں کی دولت سے ایک دغا باز فاسق کی حمایت خریدنے والے کے ہاتھ خاک میں مل جائیں! اُن میں وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے تمھارے درمیان شراب[۱] پی اور

---

[۱] اشارہ ہے ولیدؓ ابن عقبہ کی طرف، جو حضرت عثمانؓ کے سوتیلے بھائی اور خلافتِ عثمانی ۲۳ھ میں کوفہ کے گورنر تھے۔ اُن کے زمانے میں آذربائیجان اور آرمینیا کے لوگوں نے وہ ٹیکس دینے سے انکار کر دیا تھا جو حضرت فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اُن پر عائد کیا گیا تھا۔ حضرت ولیدؓ نے ان پر فوج کشی کر کے ٹیکس وصول کیا۔ اسی زمانے میں حضرت عثمانؓ نے انھیں لکھا کہ رومی مسلمانوں کو پریشان کر رہے ہیں (باقی ص ۱۶۲ پر)

اسلامی قانون کے مطابق دُرّوں کی سزا برداشت کی اور یہی لوگ (آج)، قوم کے سردار بنے بیٹھے ہیں۔ ان میں سے جن کی بُرائیاں میں نے بیان نہیں کیں وہ زیادہ شریر اور مضر ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر تم حاکم بن گئے تو تم پر غصہ نکالیں گے، فخر کریں گے، جابرانہ حکومت کریں گے، غصب کرنے میں دست درازی دکھائیں گے اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلائیں گے۔ نیز خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے چلیں گے اور کبھی صحیح فیصلے نہیں کریں گے۔

تم لوگ اپنی نااتفاقی اور بے عملی کے باوجود ان لوگوں سے کہیں بہتر اور ہدایت یافتہ ہو۔ تم میں حکماء، علماء، فقہاء، حفّاظ، تہجّد گذار، عابد، زاہد، نمازی اور قرآن خواں ہیں، کیا تمھیں یہ امر گراں اور ناگوار نہیں گزرتا کہ تم میں سے یہ احمق، رذیل اور شریر تم سے حکومت چھیننا چاہتے ہیں؟

دیکھو! جب میں کچھ کہوں تو سنو اور جب حکم دوں اُس کی تعمیل کرو اور جب نصیحت کروں تو اسے سمجھو اور میری حکمت عملی پر بھروسا رکھو اور جب میں پکّا ارادہ کروں تو اس کا اتباع کرو، میرے اٹھنے پر اٹھو، میں جس سے لڑوں اُس سے لڑو۔

(یاد رکھو) میری نافرمانی میں نہ ہدایت پا سکو گے نہ متحد رہ سکو گے، لہٰذا تم جنگ کے لئے ہتھیار اٹھالو، جنگ کی پھر سے تیاری کرو، کیونکہ لڑائی کی آگ بھڑک چکی ہے اور اس کی چمک (لپیٹ) بلند ہو چکی ہے اور ظالم سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور تمھیں مغلوب و مقہور کر ڈالیں۔

اللہ کے بندو! دیکھو! شیطان کے ساتھیوں، لالچیوں اور جفا شعاروں کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۱) تم کوئی لشکر وہاں بھیجو۔ لہٰذا آپ نے سلمان ابن ربیعہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیا جس نے روم کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک دن شراب پی کے نشے کی حالت میں مسجد میں آگئے اور صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے اور دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں پڑھا گئے بلکہ سلام پھیر کے بولے "کہو تو اور پڑھا دوں"۔ لوگوں نے یہ بات حضرت عثمانؓ تک پہنچائی، آپ نے ان کو نہ صرف معزول فرمایا بلکہ حد بھی جاری کی۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اُن کے دُرّے مارے۔

اپنی ہلاکت، گمراہی اور باطل پرستی میں کوشش، پاکباز، حق پرست، اطاعت شعار لوگوں کی اطاعتِ الٰہی اور خیر خواہی امام کی جد وجہد سے اولیٰ نہیں ہو سکتی۔ بخدا میں تنہا بھی اُن کے مقابلے میں آؤں اور ان کے ساتھ ساری خدائی ہو، تو بھی اُن کی پروا نہ کروں گا، اور اُن سے نہ گھبراؤں گا۔ میں اُن کی گمراہی اور اپنی ہدایت کے معاملے میں بصیرت و یقین اور دلیل و حجت رکھتا ہوں، اور میں تو اپنے پروردگار کی ملاقات کا مشتاق اور اس کے بہترین اجر کا منتظر اور امیدوار ہوں۔ لیکن میرے دل کو کڑھن اور دکھ تو اس بات پر ہے کہ اس امت پر احمق اور بداعمال حاکم ہوں اور اللہ کا مال دست بدست لیں، اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں، نکوکاروں سے لڑیں اور بدکاروں سے گٹھ جوڑ کریں، خدا کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمھیں متحد کرنے، جمع کرنے اور اکسانے میں مبالغہ نہ کرتا اور تمھیں (تمھارے حال پر) چھوڑ دیتا۔

بخدا میں حق پر ہوں اور شہادت کو محبوب رکھتا ہوں۔ (دیکھو!) خدا نے چاہا تو میں تمھیں لے کے جنگ کے لئے نکلنے ہی والا ہوں۔ پس تم ہلکے پھلکے اور بھاری بھرکم دونوں حالتوں میں نکل کھڑے ہونا اور اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنا۔ بیشک اللہ تعالیٰ تکلیف اٹھانے والوں اور مصیبت جھیلنے والوں کے ساتھ ہے۔

۵۴۔ اِلٰی مَصْقَلَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ

كَتَبَ عَلِيٌّ رض كِتَابًا إِلٰى مَصْقَلَةَ وَكَانَ الرَّسُوْلُ أَبَا جُرَّةَ الْحَنَفِيَّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْخِيَانَةِ خِيَانَةَ الْأُمَّةِ وَأَعْظَمِ الْغِشِّ عَلٰى أَهْلِ الْمِصْرِ غِشَّ الْإِمَامِ۔ وَعِنْدَكَ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِيْنَ خَمْسُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَابْعَثْ بِهَا إِلَيَّ سَاعَةَ يَأْتِيْكَ رَسُوْلِيْ

وَالَّا فَاقْبِلْ اِلَیَّ حِیْنَ تَنْظُرُ فِی کِتَابِیْ، فَاِنِّیْ قَدْ تَقَدَّمْتُ اِلٰی رَسُوْلِیْ اِلَیْكَ اَلَّا یَدَعَكَ اَنْ تُقِیْمَ سَاعَةً وَّاحِدَةً بَعْدَ قُدُوْمِهٖ عَلَیْكَ اِلَّا اَنْ تَبْعَثَ بِالْمَالِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔

الطبری = ۶/۷۵، وشرح ابن ابی الحدید = ۱/۲۷۰۔

۵۴۔ حضرت مصقلہؓ کے نام[1]

حضرت علیؓ نے حضرت مصقلہؓ کو یہ خط لکھا اور ابو جرہ حنفی کے ہاتھ بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد:

امت کی خیانت سب سے بڑی خیانت ہے اور امام کے ساتھ فریب اہلِ شہر پر سب سے زیادہ گراں فریب!

تمھارے پاس مسلمانوں کے حق کے جو پانچ لاکھ درہم ہیں، وہ میرے قاصد کے پہنچتے ہی روانہ کردو، ورنہ اس فرمان کو دیکھتے ہی میرے پاس چلے آؤ۔ میں اپنے قاصد کو بھی حکم دے چکا ہوں کہ تمھارے پاس پہنچ کے مال روانہ کرانے میں تمہیں گھڑی بھر کی بھی مہلت نہ دے۔

والسّلام

---

[1] حضرت مصقلہؓ نے کچھ اسلامی قیدی خرید کے آزاد کرا دیئے جن کی قیمت ادا نہ کی۔ تقاضا ہونے پر بھاگ کے حضرت معاویہؓ سے جا ملے۔

۵۵ - اِلٰی شِیْعَتِہٖ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ

رُوِیَ اَنَّ عَلِیًّا رض لَمَّا عَسْکَرَ بِالنُّخَیْلَۃِ اَیَّامًا فَجَعَلُوْا یَتَسَلَّلُوْنَ اِلَی الْکُوْفَۃِ فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا زُھَاءُ اَلْفِ رَجُلٍ مِّنَ الْوُجُوْہِ۔ فَلَمَّا رَأٰی عَلِیٌّ رض ذٰلِکَ دَخَلَ الْکُوْفَۃَ فَاَقَامَ بِھَا۔ وَلَمَّا رَأٰی عَلِیٌّ تَثَاقُلَ اَصْحَابِہٖ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ عَنِ الْمَسِیْرِ مَعَہٗ اِلٰی قِتَالِ اَھْلِ الشَّامِ وَانْتَھٰی اِلَیْہِ وُرُوْدُ خَیْلِ مُعَاوِیَۃَ رض الْاَنْبَارَ وَقَتْلُھُمْ سُلْحَۃَ عَلِیٍّ رض بِھَا وَالْغَارَۃُ عَلَیْھَا، کَتَبَ کِتَابًا وَّدَفَعَہٗ اِلٰی رَجُلٍ وَّاَمَرَہٗ اَنْ یَّقْرَأَہٗ عَلَی النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِذَا فَرَغُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ =

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی شِیْعَتِہٖ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ
سَلَامٌ عَلَیْکُمْ۔ اَمَّا بَعْدُ :

فَاِنَّ الْجِھَادَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ، مَنْ تَرَکَہٗ اَلْبَسَہُ اللّٰہُ الذِّلَّۃَ وَشَمَّلَہٗ بِالصَّغَارِ وَسِیْمَ الْخَسْفِ وَسَبِیْلَ الضَّیْمِ۔ وَاِنِّیْ قَدْ دَعَوْتُکُمْ اِلٰی جِھَادِ ھٰٓؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَیْلًا وَّنَھَارًا وَّسِرًّا وَّجِھَارًا وَّقُلْتُ لَکُمُ اغْزُوْھُمْ قَبْلَ اَنْ یَّغْزُوْکُمْ۔ فَمَا غُزِیَ قَوْمٌ فِیْ عُقْرِ دَارِھِمْ اِلَّا ذَلُّوْا، وَاجْتَرَأَ عَلَیْھِمْ عَدُوُّھُمْ۔ ھٰذَا اَخُوْ بَنِیْ عَامِرٍ قَدْ وَرَدَ الْاَنْبَارَ وَقَتَلَ ابْنَ حَسَّانِ الْبَکْرِیِّ وَاَزَالَ مَسَالِحَکُمْ عَنْ مَّوَاضِعِھَا وَقَتَلَ رِجَالًا مِّنْکُمْ صَالِحِیْنَ۔ وَقَدْ

بَلَغَنِیْ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَدْخُلُوْنَ بَیْتَ الْمَرْءَةِ الْمُسْلِمَةِ وَالْاُخْرٰی الْمُعَاهِدَةِ فَیُنْزَعُ حَجْلُهَا مِنْ رِجْلِهَا وَقَلَائِدُهَا مِنْ عُنُقِهَا وَقَدِ انْصَرَفُوْا مَوْفُوْرِیْنَ، مَا کُلِمَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ کَلِمًا۔ فَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَّاتَ مِنْ هٰذَا اَسِفًا مَّا کَانَ عِنْدِیْ مَلُوْمًا بَلْ کَانَ جَدِیْرًا۔ یَا عَجَبًا مِّنْ اَمْرٍ یُّمِیْتُ الْقُلُوْبَ وَیَجْتَلِبُ الْغَمَّ وَیُسْعِرُ الْاَحْزَانَ مِنِ اجْتِمَاعِ الْقَوْمِ عَلٰی بَاطِلِهِمْ وَتَفَرُّقِکُمْ عَنْ حَقِّکُمْ فَبُعْدًا لَّکُمْ وَسُحْقًا قَدْ صِرْتُمْ غَرَضًا تُرْمَوْنَ وَلَا تَرْمُوْنَ، وَیُغَارُ عَلَیْکُمْ وَلَا تُغِیْرُوْنَ، وَیُعْصَی اللّٰهُ فَتَرْضَوْنَ، اِذَا قُلْتُ لَکُمْ سِیْرُوْا فِی الشِّتَاءِ قُلْتُمْ کَیْفَ نَغْزُوْا فِیْ هٰذَا الْقُرِّ وَالصِّرِّ وَاِنْ قُلْتُ لَکُمْ سِیْرُوْا فِی الصَّیْفِ قُلْتُمْ حَتّٰی یَنْصَرِمَ عَنَّا حَمَارَّةُ الْقَیْظِ۔ وَکُلُّ هٰذَا فِرَارٌ مِّنَ الْمَوْتِ۔ فَاِذَا کُنْتُمْ مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ تَفِرُّوْنَ۔ فَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ مِنَ السَّیْفِ اَفَرُّ۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ ذَالِكَ تَهْرُبُوْنَ، وَلٰکِنْ مِّنَ السَّیْفِ تَحِیْدُوْنَ۔

یَا اَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلَا رِجَالٌ وَّیَا اَحْلَامَ الْاَطْفَالِ وَعُقُوْلَ رَبَّاتِ الْحِجَالِ اَمَا وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ لَمْ اَرَکُمْ وَلَمْ اَعْرِفْکُمْ، فَقَدْ وَاللّٰهِ مَلَأْتُمْ صَدْرِیْ غَیْظًا وَّجَرَّعْتُمُوْنِیْ اَمَرَّیْنِ اَنْفَاسًا وَّاَفْسَدْتُّمْ عَلَیَّ رَاْیِیْ بِالْعِصْیَانِ وَالْخِذْلَانِ حَتّٰی قَالَتْ قُرَیْشٌ اِنَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ وَّلٰکِنْ لَّا عِلْمَ لَهٗ بِالْحَرْبِ لِلّٰهِ اَبُوْهُمْ هَلْ کَانَ فِیْهِمْ رَجُلٌ اَشَدَّ لَهَا مِرَاسًا وَّاَطْوَلَ مُقَاسَاةً مِّنِّیْ؟ وَلَقَدْ نَهَضْتُ فِیْهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِیْنَ وَهَا اَنَا الْیَوْمَ قَدْ جَنَفْتُ السِّتِّیْنَ۔ لَا، وَلٰکِنْ لَّا رَاْیَ لِمَنْ لَّا یُطَاعُ۔

الاخبار الطوال: ص ٢٢٥۔

۵۵۔ شیعیانِ کوفہ کے نام

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے مقام نخیلہ میں کچھ دنوں کے لئے پڑاؤ ڈالا تو لوگ کوفے کی طرف کھسکنا شروع ہو گئے اور آپ کے پاس صرف ایک ہزار کے لگ بھگ جمعیّت رہ گئی۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ بھی کوفے میں تشریف لے آئے اور وہیں قیام فرمایا۔ جب حضرت علیؓ نے دیکھا کہ اہلِ کوفہ آپ کے ہمراہ اہلِ شام کے مقابلے کے لئے جانے سے جان چُراتے ہیں اور آپ کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت معاویہؓ کے سواروں نے انبار[1] پہنچ کے آپ کی ایک مسلح پلٹن کاٹ ڈالی اور انبار کو لوٹ لیا تو آپ نے یہ خط تحریر فرما کے ایک شخص کو دیا اور فرمایا کہ جب لوگ جمعے کی نماز سے فارغ ہو جائیں، تو اسے ان کے سامنے پڑھ دینا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط بندۂ خدا، علی، امیرالمؤمنین کی طرف سے اُن کے کوفی گروہ کے نام ہے

تم پر خدا کی سلامتی ہو!

امابعد: جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جو اُسے چھوڑ دیتا ہے، خدا اُسے ذلّت کا لباس پہناتا ہے اور اُسے ایسی حالت میں حقارت کی چادر اڑھاتا ہے کہ خواری کا نشان اس شخص پر لگا ہوتا ہے اور وہ دوسروں کے ظلم و جور کا نشانہ بنتا ہے (دیکھو!) میں نے تمھیں ان لوگوں سے جہاد کرنے کی شب و روز اور ظاہر و باطن (ہر طرح) دعوت دی اور تم سے کہا کہ تم اُن کے حملہ کرنے سے پہلے خود ان پر حملہ کر دو، کیونکہ جس قوم کے گھر کے صحن میں جنگ ہوتی ہے وہ ذلیل و زبوں ہو جاتی ہے اور اُس کے دشمن اس پر

---

[1] ملکِ ایران میں فرات کے مشرقی کنارے پر ایک مقام جہاں لشکرِ اسلام حضرت خالدؓ کی قیادت میں گیا تھا۔

جری ہو جاتے ہیں۔ قبیلۂ بنی عامر کا شخص انبار میں آیا اور اس نے ابن حسان بکری کو قتل کر دیا۔ تمہارے ہتھیار بند سپاہیوں کو لپسپا کر دیا، بہت سے نکوکاروں کو شہید کر ڈالا، اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ وہ مسلمان اور معاہد عورتوں کے گھروں میں گھسے تھے، تو اُن کے پیروں سے پازیبیں اور گردنوں سے گلوبند اتار لئے گئے تھے اور وہ پوری کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے ان میں سے کسی ایک کے خراش تک نہ آئی۔ اگر کوئی شخص اس بات پر افسوس کرتا ہوا مر جائے تو میرے نزدیک ہرگز قابل ملامت نہیں، بلکہ یہ بات ہے ہی اس قابل۔ کتنا تعجب ہے اس امر پر، جو دلوں کو مردہ کرتا، غم کو بڑھاتا اور الم کو زیادہ کرتا ہے کہ لوگ تو باطل پر جمع ہو جائیں اور تم حق پر متفرق رہو۔ ارے خدا تمھیں غارت اور اپنی رحمت سے دُور کرے! تم ہدف بن گئے ہو، تیر پر تیر کھا رہے ہو اور خود تیر نہیں چلاتے۔ تم پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور تم چھاپا نہیں مارتے، خدا کی نافرمانی کی جا رہی ہے اور تم اس پر راضی ہو، میں جاڑے کے موسم میں تم سے کہتا ہوں کہ جنگ کو چلو، تو تم کہتے ہو "اس جاڑے پالے میں کیسے لڑ سکتے ہیں؟" اور گرمی کے موسم میں کہتا ہوں تو کہہ دیتے ہو "ذرا گرمی کی شدت کم ہو جانے دیجئے"۔ یہ ساری باتیں موت سے فرار کی ہیں۔ جب تم گرمی اور سردی سے اس طرح بچتے ہو، تو تلوار سے تو بخدا اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے۔ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تمھارا فرار ان (گرمی، سردی) سے نہیں، بلکہ تم تلوار سے بچتے ہو۔ اے مرد نہیں۔ مرد نما لوگو، اے بچوں کے پریشان خوابو اور اے حجلوں میں پلی ہوئی عورتوں کی عقلو، میں تو بخدا اب یہ پسند کرتا ہوں کہ خدا مجھے تمھارے درمیان سے نکال کے اپنی رحمت میں داخل کر لے (تم میں رہنے پر موت کو ترجیح دیتا ہوں) کاش میں تمھیں نہ دیکھتا اور نہ پہچانتا۔ بخدا تم نے میرا دل غصے سے لبریز کر دیا، مجھے سخت تلخی میں مبتلا کر دیا اور میری نافرمانی کر کے، میری اطاعت ترک کر کے میری رائے کو اس قدر فاسد کر دیا کہ قریش کہنے لگے "ابو طالب کے صاحبزادے بہادر تو ضرور ہیں لیکن فن جنگ نہیں جانتے"! کتنے تعجب کی بات ہے! کیا ان میں کوئی شخص جنگ میں مجھ سے زیادہ ماہر و مشاق اور تجربہ کار ہے؟ میں بیس سال سے بھی کم عمر میں میدانِ جنگ میں گیا تھا اور اب تو میری عمر ساٹھ سال سے

بھی متجاوز ہو چکی ہے ۔ بات یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس شخص کی رائے ہی کیا جس کی پیروی اور اطاعت نہ کی جائے ۔ والسلام

---

۵۶ - اِلٰی اَبِی الاَسوَدِؓ

کَتَبَ اَبُو الاَسوَدِ اِلٰی عَلِیٍّؓ " اَنَّ ابنَ عَمِّكَ قَد اَكَلَ مَا تَحتَ يَدَيهِ بِغَيرِ عِلمِكَ فَلَم يَسَعنِی كِتمَانُكَ ذَالِكَ فَانظُر رَحِمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيمَا هُنَاكَ " فَكَتَبَ اِلَيهِ عَلِیٌّؓ :-

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَمَّا بَعدُ : فَمِثلُكَ نَصَحَ الاِمَامَ وَالاُمَّةَ[1] ، وَاَدَّى الاَمَانَةَ وَ دَلَّ عَلَى الحَقِّ وَقَد كَتَبتُ اِلٰى صَاحِبِكَ بِمَا كَتَبتَ اِلَیَّ فِيهِ مِن اَمرِهٖ وَلَم اُعلِمهُ[2] اَنَّكَ كَتَبتَ فَلَا تَدَع اِعلَامِی بِمَا يَكُونُ بِحَضرَتِكَ[3] مِمَّا النَّظَرُ فِيهِ لِلاُمَّةِ صَلَاحٌ فَاِنَّكَ بِذَالِكَ جَدِيرٌ وَهُوَ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَيكَ - وَالسَّلَامُ -

الطبری = ۸۲/۶ - الکامل = ۱۶۷/۳ - تذکرۃ خواص الامۃ ص ۱۰۴
والعقد الفرید = ۲۴۲/۲

---

[1] فی الکامل : فمثلک نصح الامام والامۃ ووالی علی الحق۔

[2] فی الکامل : ولم اعلمہ بکتابک فلا تدع -

[3] فی خواص : بما یکون فی حضرتک مما فیہ صلاح للامۃ فانت بذالک جدیر۔

۵۶۔ ابوالاسود کے نام!

ابوالاسود نے امیرالمومنینؓ کو لکھا کہ آپ کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباسؓ نے جو مال اُن کے قبضے میں تھا وہ بغیر آپ کے علم و اطلاع کے خود کھا لیا، میں اس معاملے کو آپ سے چھپا نہیں سکتا، لہٰذا خدا آپ پر رحم فرمائے اس طرف توجہ فرمایئے۔ امیرالمومنینؓ نے انھیں یہ جواب تحریر فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد: تمھیں جیسے لوگ امام اور امت (حاکم و رعایا دونوں) کے بہی خواہ ہوتے ہیں امانت ادا اور حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں نے تمھارے رفیق کو اس معاملے کے متعلق لکھا ہے، جس کی تم نے مجھے اطلاع دی ہے اور انھیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ مجھے تم نے لکھا ہے لہٰذا تمھارے روبرو ایسی جو باتیں بھی ہوں، جن پر نظر رکھنے میں امت کی فلاح و بہبود ہے اُن کے بارے میں مجھے مطلع کرتے رہنا، کیونکہ تم اس کے لائق ہو اور تم پر (قوم کا) یہ حق واجب ہے۔ والسّلام

۵۷۔ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ

وَکَتَبَ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: اِنِّیْ کُنْتُ[1] اَشْرَکْتُکَ فِیْ اَمَانَتِیْ وَجَعَلْتُکَ شِعَارِیْ

---

[1] فی العیون: انی اشرکتک۔

وَبِطَانَتِي وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي رَجُلٌ[1] أَوْثَقَ مِنْكَ فِي نَفْسِي فَلَمَّا
رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ[2] قَلَبْتَ
لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ وَفَارَقْتَهُ مَعَ الْفَارِقِينَ[3] وَخَذَلْتَهُ مَعَ
الْخَاذِلِينَ وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْوَالِ الْأُمَّةِ

---

[1] في العيون والنهج: ولم يكن رجل من اهلي اوثق منك في نفسي لمواساتي وموازرتي واداء الامانة الي — [2] في النهج: والامانة الناس قد خزيت وهذه الامة قد فتكت وشغرت
[3] في العيون: المفارقين — [4] في النهج: وخذلته مع الخائنين فلا ابن عمك اسيت ولا الامانة اديت وكانك لم تكن الله تريد بجهادك وكانك لم تكن على بينة من ربك وكانك انما كنت تكيد هذه الامة عن دنياهم وتنوي غرتهم عن فيئهم فلما امكنتك الشدة في خيانة الامة اسرعت الكرة و عاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت عليه من اموالهم المصونة لاراملهم وايتامهم اختطاف الذئب الازل دامية المعزى فحملته الى الحجاز رحيب الصدر بحمله غير متاثم من اخذه كانك لا ابا لغيرك حدرت الى اهلك تراثا من ابيك وامك فسبحان الله! اما تؤمن بالمعاد؟ اوما تخاف نقاش الحساب — ايها المعدود كان عندنا من ذوي الالباب كيف تسيغ شرابا وطعاما وانت تعلم انك تاكل حراما وتشرب حراما وتبتاع الاماء وتنكح النساء من مال اليتامى والمساكين والمؤمنين والمجاهدين الذين افاء الله عليهم هذه الاموال واحرز بهم هذه البلاد فاتق الله واردد الى هؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل ثم امكنني الله منك لاعذرن الى الله فيك ولاضربنك بسيفي الذي ما ضربت به احدا الا دخل النار والله لو ان الحسن والحسين فعلا مثل الذي فعلت ما كانت لهما عندي هوادة ولا ظفرا مني بارادة حتى آخذ الحق منهما وازيل الباطل (باقی ص١٧٢ پر)

اخْتِطَافَ الْاَزَلِّ[1] دَامِيَةَ الْمِعْزٰى۔ ضَحِّ رُوَيْدًا! فَكَاَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ اَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِىْ يُنَادِىْ فِيْهِ الْمُغْتَرُّ بِالْحَسْرَةِ وَيَتَمَنَّى الْمُضِيِّعُ التَّوْبَةَ وَالظَّالِمُ الرَّجْعَةَ وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ وَالسَّلَامُ

مواسم الادب: ص ۳۵ ۔ عیون الاخبار: ص ۵۳ ۔ ونہج البلاغۃ ص: ۷٦۷

۵۷۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

امابعد:

میں نے تمھیں اس لئے اپنی امانت (حکومت) میں شریک کیا تھا اور اپنا ہمدم وہمراز بنایا تھا کہ میری نظر میں میرے خاندان میں تم سے زیادہ باوثوق کوئی دوسرا شخص نہیں تھا، لیکن تم نے جب دیکھا کہ تمھارے ابن عم پر زمانہ سختیاں کر رہا ہے اور دشمن برسرپیکار ہے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۱) عن مظلمتہما واقسم باللہ رب العالمین ما یسرنی ان ما اخذتہ من اموالہم حلال لی اترکہ میراثا لمن بعدی۔ فضح رویدا فکانک قد بلغت المدی ودفنت تحت الثری وعرضت علیک اعمالک بالمحل الذی ینادی الظالم فیہ بالحسرۃ ویتمنی المضیع فیہ الرجعۃ ولات حین مناص۔

[1] فی العیون: اختطاف الذئب الازل دامیۃ المعزی وعلی ہذا تمت الرسالۃ فیہ۔

توتم نے بھی اس کی حمایت سے منہ موڑ لیا اور دوسرے چھوڑنے والوں کی طرح تم نے بھی اُسے چھوڑ دیا، اور دیگر لوگوں کی طرح اُس کی مدد نہ کی۔ امت کے جس مال پر تمھارا بس چلا اُسے تم نے اُچک لیا، جیسے تیز رفتار بھیڑیا زخمی بکری کو اڑا لے جاتا ہے۔ دیکھو، ذرا ٹھہرو (اور سوچو) گویا تم اپنی عمر پوری کر چکے ہو اور تمھارے اعمال تمھارے سامنے ایسی جگہ پیش کئے جا رہے ہیں جہاں مغرور حسرت سے چیختا ہے اور حقوق ضائع کرنے والا توبہ کی اور ظالم دنیا میں (تلافی مافات کے لئے) واپس آنے کی آرزو کرتا ہے، حالانکہ جائے فرار مسدود ہو گئی ہے (تو اس وقت تم کیا کرو گے)۔ والسّلام

۵۸۔ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّہٗ قَدْ بَلَغَنِیْ عَنْکَ اَمْرٌ اِنْ کُنْتَ فَعَلْتَہٗ فَقَدْ اَسْخَطْتَ رَبَّکَ وَ عَصَیْتَ اِمَامَکَ وَ اَخْزَیْتَ اَمَانَتَکَ وَ خُنْتَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

بَلَغَنِیْ اَنَّکَ جَرَّدْتَ الْاَرْضَ فَاَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَیْکَ وَ اَکَلْتَ مَا تَحْتَ یَدَیْکَ فَارْفَعْ اِلَیَّ حِسَابَکَ، وَاعْلَمْ اَنَّ حِسَابَ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ۔

وَالسَّلَامُ

العقد الفرید: ۲/۲۴۲ - ونہج البلاغۃ: ۲/۴۶

لہ لیست ھذہ الجملۃ فی النہج۔

۵۸۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

آپ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو یہ خط تحریر فرمایا:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

امابعد:

مجھے تمھاری ایک بات معلوم ہوئی ہے، اگر یہ صحیح ہے (کہ تم بیت المال کا کچھ حصہ اپنے صرف میں لے آئے ہو) تو تم نے اپنے پروردگار کو غضب ناک کیا، اپنے امام کی نافرمانی کی، اپنی امانت داری کو ذلیل کیا اور مسلمانوں کی خیانت کی۔

مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے زمین کو ویران کردیا، جو تمھارے قبضے میں تھا وہ ہتیالیا اور جو تمھارے ہاتھ میں تھا وہ ہضم کر بیٹھے، لہذا اپنا حساب مجھے بھیجو اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا حساب لوگوں کے حساب سے اہم ہے۔ والسّلام

۵۹۔ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ

وَلَمَّا بَلَغَ هٰذَا الْكِتَابُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ كَتَبَ اِلٰی اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ:
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّ الَّذِیْ بَلَغَكَ بَاطِلٌ وَّاِنِّیْ لِمَا تَحْتَ يَدَیَّ ضَابِطٌ قَائِمٌ لَّهٗ وَلَهٗ حَافِظٌ فَلَا تُصَدِّقِ الظُّنُوْنَ. وَالسَّلَامُ.

فَكَتَبَ اِلَيْهِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیٌّؓ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّابَعْدُ : فَاَعْلِمْنِیْ مَا اَخَذْتَ مِنَ الْجِزْیَۃِ[1] وَمِنْ اَیْنَ اَخَذْتَ وَفِیْمَا وَضَعْتَ۔ وَالسَّلَامُ[2]

الطبری: ۶/۸۲ - والکامل: ۳/۱۶۷ - ابن خلدون: ص ۱۸۴ -
وتذکرۃ خواص الامۃ: ص ۱۰۷ - العقد الفرید: ۲/۲۴۲ ——

۵۹۔ حضرت عبداللہ ابن عبّاسؓ کے نام

جب حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو سابقہ مکتوب پہنچا تو آپ نے امیرالمومنینؓ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

امابعد:

حمد و ثنا کے بعد (عرض ہے) آپ کو جو خبر ملی، سراسر غلط ہے، میرے قبضے میں جو مال آیا ہے وہ بجنسہٖ موجود ہے اور میں اس کی حفاظت کر رہا ہوں۔ آپ (لوگوں کی) ان بدگمانیوں کو درست تصوّر نہ فرمائیں۔ والسلام

---

[1] فی خواص: من الخراج والجزیۃ وفی ای شیئٍ وضعتہ۔

[2] وفی روایۃ ابن قتیبۃ ھکذا: امابعد، فانہ لایَسَعُنِیْ تَرْکُکَ حتی تعلمنی مااخذت من الجزیۃ ومن این اخذتہ؟ وما وضعت منہا۔ فیما وضعت۔ فاتق اللہ فیما ائتمنتک علیہ واسترعیتک ایاہ فان المتاع بما انت رازمہ قلیل وتباعتہ وبیلۃ لاتبید۔ والسلامُ۔

اس کے بعد جواب میں حضرت علیؓ نے یہ تحریر فرمایا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد :

تم مجھے اطلاع دو کہ تم نے جزیے میں کیا وصول کیا، کہاں سے وصول کیا اور کاہے میں صرف کیا۔ والسّلام۔

۶۰- اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ

وَلَمَّا بَلَغَ هٰذَا الْكِتَابُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَتَبَ اِلٰی عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ حَقِّيْ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ اَكْثَرُ مِمَّا اَخَذْتُ مِنْهُ۔ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ الْعَجَبَ كُلَّ الْعَجَبِ مِنْ تَزْيِيْنِ نَفْسِكَ لَكَ اَنَّكَ اَخَذْتَ مَا قَلَّ مِنْ مَّالِكَ مَالَكَ وَهَلْ اَنْتَ اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ؟ وَقَدْ عَلِمْتَ بِسَوَابِقِ اَهْلِ بَدْرٍ وَمَا كَانُوْا يَاْخُذُوْنَ غَيْرَ مَا فُرِضَ لَهُمْ وَكَفٰى بِكَ اَنَّكَ اتَّخَذْتَ مَكَّةَ وَطَنًا وَّضَرَبْتَ بِهَا، تَشْتَرِيْ مِنْ مُّوَلَّدَاتِ الطَّائِفِ وَمَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ مَا تَقَعُ عَيْنُكَ وَتَمِيْلُ اِلَيْهِ نَفْسُكَ يُعْطٰى فِيْهِنَّ مَالُ غَيْرِكَ۔ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ مَا اَخَذْتُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ حَلَالًا اَدَعُهُ بَعْدِيْ مِيْرَاثًا فَكَانَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى وَعُرِضْتَ عَلَيْكَ اَعْمَالُكَ غَدًا بِالْمَحَلِّ الْاَعْلَى الَّذِيْ يَتَمَنّٰى فِيْهِ الْمُضَيِّعُ التَّوْبَةَ وَالْخَلَاصَ وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ وَالسَّلَامُ

تذکرۃ خواص الامۃ: ص ۱۰۸ - العقد الفرید: ۲/۲۴۳ وشرح ابن ابی الحدید: ۴/۶۴

۶۰۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

جب حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو سابقہ مکتوب ملا تو انھوں نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ میں نے بیت المال میں سے جتنا مال لیا ہے اُس سے زیادہ حصہ میرا اس میں تھا، حضرت علیؓ نے انھیں تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

تمھارے نفس کی تمھیں یہ فریب دہی نہایت تعجب خیز ہے کہ تم نے بیت المال میں سے اپنے حق سے کم مال حاصل کیا ہے۔ تم ایک عام مسلمان کی حیثیت رکھتے ہو، تم سابقین اہلِ بدر کو بھی خوب جانتے ہو کہ جتنا ان کے لئے مقرر کردیا جاتا، اس کے علاوہ وہ کچھ نہیں لیتے تھے۔ تمھارے (وبالِ اخروی کے) لئے یہ کافی ہے کہ تم نے مکہ کو اپنا وطن بنایا ہے اور وہاں اقامت اختیار کر کے مکے، مدینے اور طائف کی اشیاء میں سے جس چیز پر تمھاری نظر پڑتی اور تمھیں اچھی معلوم ہوتی ہے وہ خریدتے ہو، دراں حالیکہ اس (خریداری) میں غیروں کا مال صرف ہوتا ہے۔

خدا کی قسم! مجھے یہ بھی ہرگز پسند نہیں کہ میں مسلمانوں کا جو مال جائز طور سے حاصل کروں، اپنے بعد بطور میراث چھوڑ جاؤں۔ (تم سوچو کہ) گویا تم وفات پا چکے ہو، اور کل اس اعلیٰ مقام پر تمھارے اعمال تمھارے سامنے پیش کئے گئے ہیں جہاں نیکی ضائع کرنے والا توبہ اور خلاصی کی تمنا کر رہا ہے اور نجات حاصل نہیں کرسکتا۔

والسلام

۶۱- اِلیٰ عَبدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رضؓ

قِیْلَ اِنَّہٗ کَتَبَ اِلیٰ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رضؓ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

قَدْ جَائَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَاءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اِذَا قَرَأْتَ کِتَابِیْ ھٰذَا فَاحْتَفِظْ بِمَا فِیْ یَدِکَ مِنْ عَمَلِکَ حَتّٰی یَقْدِمَ عَلَیْکَ مَنْ یَقْبِضُہٗ مِنْکَ۔ وَالسَّلَامُ

کفایۃ المطالب: ص ۱۷۴

۶۱- حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ کے نام

کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ کو یہ خط بھی تحریر فرمایا:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

تمھارے پاس پروردگار کی طرف سے یہ واضح حکم آچکا ہے "پورا تولو اور پورا ناپو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں اصلاح (اسلام) کے بعد اُدھم نہ مچاؤ، اگر مؤمن ہو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔

تم جس وقت میرا یہ خط پڑھو اسی وقت تمھاری حکومت کا جو مال تمھارے

قبضے میں ہے، اُسے میرے وصول کنندہ کے پہنچنے تک اپنے پاس محفوظ رکھو!
والسلام

---

۶۲ - اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رضؓ

كَتَبَ عَلِيٌّ رضؓ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهُ دَرْكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوْتَهُ، وَيَسُوْءُهُ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهُ فَمَا نَالَكَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِهٖ فَرَحًا وَّ مَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَأْسَ عَلَيْهِ جَزَعًا وَّ لْيَكُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ اٰخِرَتِكَ وَلْيَكُنْ اَسَفُكَ عَلٰى مَا فَاتَكَ مِنْهَا وَلْيَكُنْ هَمُّكَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

نہج البلاغۃ: ۱۲/۲ - والامالی: ۹۶/۲ - واعجاز القرآن: ص ۱۲۱-

---

۶۲ - حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے نام

حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد:

آدمی کو کبھی اُس چیز کا حصول مغرور کر دیتا ہے جو اُس کے ہاتھ سے جانے والی

ہی نہیں ہوتی (اُسی کے نصیب کی ہوتی ہے اور بہر حال حاصل ہو کے رہتی ہے) اور کبھی اُس چیز سے محرومی اُسے ملول کر دیتی ہے جو اسے ملنے والی ہی نہیں ہوتی (جو اس کی قسمت ہی میں نہیں ہوتی) لہٰذا (یاد رکھو کہ) نہ دنیوی چیز حاصل ہونے پر زیادہ خرسند ہو، نہ کسی چیز سے محروم ہونے پر جزع فزع کرو، تمھیں مسرت تو صرف آخرت کے لئے کچھ حاصل ہونے پر ہو، اور تاسف محض عقبیٰ کے متعلق کچھ ضائع ہونے پر اور تمھیں فکر فقط مابعد الموت کی ہونی چاہیئے۔

۶۳۔ اِلیٰ مُعَاوِیَۃؓ

كَتَبَ عَلِيٌّؓ اِلٰی مُعَاوِیَۃؓ جَوَابًا لِكِتَابِہٖ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ:

فَقَدْ اَتَانِیْ کِتَابُكَ تَذْکُرُ فِیْہِ اصْطِفَاءَ اللّٰہِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ لِدِیْنِہٖ وَتَأْیِیْدَہٗ اِیَّاہُ بِمَنْ اَیَّدَہٗ بِہٖ مِنْ اَصْحَابِہٖ، فَلَقَدْ خَبَّاَ لَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَبًا، اِذْ طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلَاءِ اللّٰہِ عِنْدَنَا، وَنِعْمَتِہٖ عَلَیْنَا فِیْ نَبِیِّنَا، فَكُنْتَ فِیْ ذٰلِكَ كَنَاقِلِ التَّمْرِ اِلٰی هَجَرَ، اَوْ دَاعِیْ مُسَدِّدِہٖ اِلَی النِّضَالِ وَزَعَمْتَ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ فُلَانٌ وَّ فُلَانٌ. فَذَكَرْتَ اَمْرًا اِنْ تَمَّ اعْتَزَلَكَ كُلُّہٗ، وَاِنْ نَقَصَ لَمْ یَلْحَقْكَ ثَلْمُہٗ وَمَا اَنْتَ وَالْفَاضِلُ وَالْمَفْضُوْلُ، وَالسَّائِسُ وَالْمَسُوْسُ؟ وَمَا لِلطُّلَقَاءِ وَاَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ وَالتَّمْیِیْزَ بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ، وَتَرْتِیْبَ دَرَجَاتِهِمْ وَتَعْرِیْفَ طَبَقَاتِهِمْ؟

هَيْهَاتَ لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَيْسَ مِنْهَا وَطَفِقَ يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ الْحُكْمُ لَهَا! أَلَا تَرْبَعُ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ عَلَى ظَلْعِكَ، وَتَعْرِفُ قُصُورَ ذَرْعِكَ وَتَتَأَخَّرُ حَيْثُ أَخَّرَكَ الْقَدَرُ؟ فَمَا عَلَيْكَ غَلَبَةُ الْمَغْلُوبِ وَلَا لَكَ ظَفَرُ الظَّافِرِ!

وَإِنَّكَ لَذَهَّابٌ فِي التِّيهِ، رَوَّاغٌ عَنِ الْقَصْدِ، أَلَا تَرَى، غَيْرَ مُخْبِرٍ لَكَ، وَلَكِنْ بِنِعْمَةِ اللهِ أُحَدِّثُ، أَنَّ قَوْمًا اسْتُشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتَّى إِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيدُنَا، قِيلَ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ، وَخَصَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ، أَوَلَا تَرَى أَنَّ قَوْمًا قُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتَّى إِذَا فُعِلَ بِوَاحِدِنَا مَا فُعِلَ بِوَاحِدِهِمْ، قِيلَ الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ وَذُو الْجَنَاحَيْنِ، وَلَوْلَا مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ مِنْ تَزْكِيَةِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ لَذَكَرَ ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً، تَعْرِفُهَا قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَمُجُّهَا آذَانُ السَّامِعِينَ۔

فَدَعْ عَنْكَ مَنْ مَالَتْ بِهِ الرَّمِيَّةُ، فَإِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا، لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيمُ عِزِّنَا وَلَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلَى قَوْمِكَ، أَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِأَنْفُسِنَا فَنَكَحْنَا وَأَنْكَحْنَا فِعْلَ الْأَكْفَاءِ، وَلَسْتُمْ هُنَاكَ، وَأَنَّى يَكُونُ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ وَمِنَّا النَّبِيُّ وَمِنْكُمُ الْمُكَذِّبُ، وَمِنَّا أَسَدُ اللهِ وَمِنْكُمْ أَسَدُ الْأَحْلَافِ، وَمِنَّا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمِنْكُمْ صِبْيَةُ النَّارِ، وَمِنَّا خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَمِنْكُمْ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ، فِي كَثِيرٍ مِمَّا لَنَا وَعَلَيْكُمْ۔

فَإِسْلَامُنَا مَا قَدْ سُمِعَ، وَجَاهِلِيَّتُنَا لَا تُدْفَعُ، وَكِتَابُ اللهِ يَجْمَعُ لَنَا مَا شَذَّ عَنَّا وَهُوَ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: "وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللهِ" وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ"۔ فَنَحْنُ مَرَّةً أَوْلٰى بِالْقَرَابَةِ وَتَارَةً أَوْلٰى بِالطَّاعَةِ، وَلَمَّا احْتَجَّ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ يَوْمَ السَّقِيفَةِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَجُوا عَلَيْهِمْ فَإِنْ يَكُنِ الْفَلَجُ بِهِ فَالْحَقُّ لَنَا دُونَكُمْ وَإِنْ يَكُنْ بِغَيْرِهِ فَالْأَنْصَارُ عَلٰى دَعْوَاهُمْ۔

وَزَعَمْتَ أَنِّي لِكُلِّ الْخُلَفَاءِ حَسَدْتُ، وَعَلٰى كُلِّهِمْ بَغَيْتُ فَإِنْ يَكُنْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، فَلَيْسَ الْجِنَايَةُ عَلَيْكَ فَيَكُونَ الْعُذْرُ إِلَيْكَ۔

وَتِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

وَقُلْتَ إِنِّي كُنْتُ أُقَادُ كَمَا يُقَادُ الْجَمَلُ الْمَخْشُوشُ حَتّٰى أُبَايِعَ، وَلَعَمْرُ اللهِ لَقَدْ أَرَدْتَ أَنْ تَذُمَّ، فَمَدَحْتَ وَأَنْ تَفْضَحَ فَافْتَضَحْتَ وَمَا عَلَى الْمُسْلِمِ مِنْ غَضَاضَةٍ فِي أَنْ يَكُونَ مَظْلُومًا، مَا لَمْ يَكُنْ شَاكًّا فِي دِينِهِ وَلَا مُرْتَابًا بِيَقِينِهِ، وَهٰذِهِ حُجَّتِي إِلٰى غَيْرِكَ قَصْدُهَا، وَلٰكِنِّي أَطْلَقْتُ لَكَ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا سَنَحَ مِنْ ذِكْرِهَا۔

ثُمَّ ذَكَرْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِي وَأَمْرِ عُثْمَانَ رضؓ فَلَكَ أَنْ تُجَابَ عَنْ هٰذِهِ لِرَحِمِكَ مِنْهُ فَأَيُّنَا كَانَ أَعْدٰى لَهُ، وَأَهْدٰى إِلٰى مَقَاتِلِهِ، أَمَنْ بَذَلَ لَهُ نُصْرَتَهُ فَاسْتَقْعَدَهُ وَاسْتَكَفَّهُ، أَمْ مَنِ اسْتَنْصَرَهُ فَتَرَاخٰى عَنْهُ، وَبَثَّ

الممنون إليه، حتى أتى قدره عليه؟ كلا والله علم الله المعوقين منكم والقائلين لإخوانهم هلم إلينا ولا يأتون البأس إلا قليلا۔

وما كنت لأعتذر من أني كنت أنقم عليه أحداثا فإن كان الذنب إليه إرشادي وهدايتي له "فرب ملوم لا ذنب له وقد يستفيد الظنة المتنصح" وما أردت إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب۔

وذكرت أنه ليس لي ولأصحابي عندك إلا السيف فلقد أضحكت بعد استعبار! متى ألفيت بني عبد المطلب عن الأعداء ناكلين وبالسيوف مخوفين؟ فلبث قليلا يلحق الهيجا حمل۔ فسيطلبك من تطلب ويقرب منك ما تستبعد، وأنا مرقل نحوك في جحفل من المهاجرين والأنصار والتابعين لهم بإحسان شديد زحامهم ساطع قتامهم متسربلين سرابيل الموت أحب اللقاء إليهم لقاء ربهم۔ وقد صحبتهم ذرية بدرية وسيوف هاشمية قد عرفت مواقع نصالها في أخيك وخالك وجدك وأهلك وما هي من الظالمين ببعيد۔

نہج البلاغۃ: ۲/۲۱۔ صبح الاعشیٰ: ۱/۲۲۹ ـــــ
ونہایۃ الارب: ۷/۲۳۳

۶۳۔ حضرت معاویہؓ کے نام!

حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد:

مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اللہ تعالیٰ کا اپنے دین کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب فرمانے اور آپؐ کے اُن ساتھیوں سے جنھوں نے آپؐ کی تائید کی، آپؐ کو تقویت عطا فرمانے کا ذکر کیا ہے، بے شک زمانے نے عجیب عجیب باتیں تمہارے پاس ہم سے پوشیدہ رکھی تھیں! اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو انعامات واحسانات فرمائے اور نبیؐ کو مبعوث فرما کر ہمیں جو نعمت عطا فرمائی اس کی خبر ہمیں تم دے رہے ہو! (گویا تم) کھجوریں (کھجوروں کے سب سے بڑے مرکز) ہجر کی طرف لے جانے والے (الٹے بانس بریلی لے جانے والے) یا استاد کو تیر اندازی کے مقابلے کی دعوت دینے والے (آفتاب کو چراغ دکھانے والے) کی طرح ہو، تمہارے گمان میں اسلام میں فلاں فلاں لوگ افضل ہیں۔ یہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر پوری ہو جائے تو تم ان سے علیحدہ ہی رہو گے اور پوری نہ ہو تو اس کے نقصان سے تم میں کوئی اضافہ نہ ہوگا (کسی صورت میں تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا) بھلا تم کیا جانو کہ برتر کون ہے اور کم تر کون؟ منتظم کون ہے اور انتظام طلب کون؟ بھلا طلقاء (فتح مکہ کے وقت از راہِ کرم چھوڑے ہوئے افراد) اور ان کی اولاد کو مہاجرینِ اوّلین میں امتیاز پیدا کرنے، ان کے درجات مقرر کرنے اور اُن کے طبقات معین کرنے کا کیا حق؟ افسوس تیر سے سناٹے کی ایسی آواز نکلی جو اور تیروں کی سی نہیں ہے (تم غیروں کی فضیلت پر فخر جتا رہے ہو!) اور محکوم نے (حاکموں کو) احکام دینا شروع کر دیئے

اے انسان کیا تو اپنی جگہ نہیں ٹھیرے گا؟ اپنی کم توتی کا اندازہ نہیں لگائے گا اور تیرے مقدر نے تجھے جہاں دھکیلا ہے تو وہاں قائم نہیں رہے گا، کسی مغلوب پر غلبہ تم پر غلبہ نہیں، نہ کسی فاتح کی فتح تمہاری فتح، تم گمراہی میں دوڑے چلے جارہے ہو اور راہ راست سے بھٹک گئے ہو۔

دیکھو، میں تمھیں خبر دینے کے لئے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بطور تذکرہ بیان کرتا ہوں جو مہاجرین و انصار خدا کی راہ میں شہید ہوئے وہ سب صاحب فضیلت ہیں (لیکن) ہم میں سے ایک شہید ایسا ہے جسے سید الشہدا ر کا خطاب ملا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ میں ستر تکبیریں پڑھ کے اُسے خصوصیت عطا فرمائی (حضرت حمزہؓ)۔ یا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی راہ میں جن لوگوں کے ہاتھ کٹے ان سب کو فضیلت حاصل ہے (لیکن) ہم میں سے ایک کے ساتھ وہ ہوا جو کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہوا، (اسے) ذُوالجناحین اور جنت کا پرندہ خطاب ملا (حضرت جعفر طیارؓ) اگر اللہ تعالیٰ نے (بندوں کو) اپنی تعریف آپ کرنے کی ممانعت نہ فرمائی ہوتی تو بیان کرنے والا (میں بھی) بہت سی فضیلتیں بیان کرتا (اور وہ سب وہی ہوتیں) جن سے مومنوں کے دل واقف ہیں اور وہ سننے والوں کے کانوں پر بار نہیں ہوتیں۔

لہذا دنیا کے بندوں کو (جو تمہیں بہکا اور خلافت پر ابھار رہے ہیں) چھوڑ دو کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی خصوصی صنعتیں ہیں اور لوگ بعد میں ہمارے لئے بنائے گئے ہیں۔

تمہاری قوم پر ہمارے قدیمی اعزاز اور پرانی فضیلت نے ہمیں اس بات سے نہیں روکا کہ ہم تمھیں اپنے میں شامل کرلیں چنانچہ ہم نے تمہاری بیٹیاں خود کرلیں اور اپنی بیٹیاں تمھیں دیں، جیسے کہ تم ہمارے ہمسر و ہم رتبہ ہو، حالانکہ تم اس قابل نہ تھے، اور تم ہمارے برابر ہو بھی کیسے سکتے تھے، جبکہ ہم میں سے نبی علیہ السلام تھے اور تم میں سے نبوت کا جھٹلانے والا (ابوسفیان) ہم میں سے اسد اللہ (خود حضرت علیؓ) تھا اور تم میں سے اسد الاحلاف[1] (عتبہ ابن ربیعہ)

---

[1] جنگ بدر میں کفار مکہ کا مشہور بہادر عتبہ ابن ربیعہ میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا (باقی صفحہ ۱۸۶ پر)

ہم میں سے جنت کے نوجوانوں کے دو سردار (حضرات حسنینؓ) تھے اور تم میں سے دوزخی جوان[۱] (اسیرانِ بدر) ہم میں سے زمانے کی افضل ترین عورت (حضرت فاطمہؓ) تھی، اور تم میں سے جھانکڑ جمع کرنے والی[۲] (ام جمیل زوجۂ ابی لہب) ان کے علاوہ بھی ہمیں تم پر بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں۔

ہمارا اسلام بھی شہرۂ آفاق ہے اور ہماری جاہلیت بھی ناقابلِ مدافعت تھی، پھر ہم میں جو کچھ کمی رہ گئی تھی وہ قرآن کریم نے پوری کردی اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے "اللہ کے نوشتے میں بعض رشتے دار دوسروں سے افضل ہیں" اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے "ابراہیم کے متبعین، یہ نبی (محمد رسول اللہ) اور مومنین لوگوں میں یقیناً افضلیت کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کا دوست ہے"

اب ہم قرابت کے اعتبار سے بھی اولیٰ و افضل ہیں اور اطاعت کے لحاظ سے بھی

(بقیہ صفحہ ۱۸۵) حضرت علیؓ اس کے مقابلے میں آئے، اُس نے پوچھا "تم کون ہو؟" آپ نے فرمایا۔ "اسداللہ" عتبہ بولا "میں بھی اسدالاحلاف ہوں" یعنی جس گروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی کا حلف اٹھایا تھا اُس کا شیر یا جس گروہ نے حلف اٹھایا تھا کہ مکے میں کسی کو دوسرے پر ظلم نہیں کرنے دیں گے، ظالم کی مخالفت اور حقدار کی حمایت کریں گے، جو تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے مشہور ہے، اس کا شیر۔

(سیرۃ ابن ہشام، ۱: ۸۲)

[۱] دوزخی جوان، صبیۃ النار کا ترجمہ ہے، اشارہ ہے عقبہ ابن ابی معیط کی طرف، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ ستاتا تھا، جنگِ بدر میں قید ہو کے آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کرادیا اور فرمایا کہ اس کے لئے آتش دوزخ ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام، ۱: ۳۹۳)

[۲] جھانکڑ جمع کرنے والی، حمالۃ الحطب کا ترجمہ ہے۔ ام جمیل بنت حرب زوجۂ ابی لہب جو جنگل سے کانٹے لاتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ڈالتی۔

انصار کے سامنے مہاجرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت کی حجت پیش کی تو ان کو کامیابی ہوگئی (خلافت مہاجرین میں طے ہوگئی) لہٰذا اگر اس بنا پر کامیابی ہوئی تو انصار کا دعویٰ اپنی جگہ قائم ہے (تمھیں حق کہاں سے پہنچا)

میں تمھارے گمان میں سب خلفاء سے حسد کرتا رہا اور میں نے سب سے بغاوت کی تو اگر واقعہ یہی ہو تو بھی یہ تمھارا گناہ تو نہیں جو میں تم سے عذر خواہ ہوں، یہ تو تم وہ عیب لگا رہے ہو جو حقیقۃً (مجھ میں) موجود ہی نہیں۔

تم نے لکھا ہے کہ بیعت کے لئے مجھے ایسے گھسیٹا گیا تھا جیسے نکیل پڑے اونٹ کو تو خدا کی قسم تم مذمت کرنا چاہتے تھے، لیکن مدح کر بیٹھے، تم نے ہماری رسوائی چاہی تھی مگر خود رسوا ہو گئے، مسلمان کے مظلوم ہونے میں اُس پر کوئی بُرائی نہیں آتی، جب تک کہ وہ اپنے دین میں اور اپنے یقین میں تردد پیدا نہ کرے اور میں نے خلافت کے متعلق یہ حجت (تمھارے مقابلے میں نہیں) دوسروں کے مقابلے میں بیان کی اور جو کچھ گزرا تھا میں نے تم سے وہ سب بیان نہیں کیا۔

پھر تم نے میرے اور عثمانؓ کے معاملے کا ذکر کیا ہے، تو تم عثمانؓ کے رشتے دار ہونے کی وجہ سے اس کے جواب کے ضرور حقدار ہو تو (لو خود ہی بتاؤ) ہم میں اور تم میں سے عثمان کا بڑا دشمن اور ان کے قتل کے اسباب فراہم کرنے والا کون تھا؟ آیا وہ جس نے اپنی مدد ان کے لئے صرف کی لیکن انھوں نے اُسے بٹھا دیا اور اُس کی مدد قبول نہ کی (میں)۔ یا وہ جس سے انھوں نے مدد طلب کی، لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا اور موت کو ان کی طرف بڑھا دیا، یہاں تک کہ ان کا وقت آگیا (تم)۔ دیکھو جی! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ تم میں سے امداد روکنے والوں اور لوگوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہمارے پاس آجاؤ، اور خود جنگ سے جان بچانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

ہاں مجھے تم سے اس بات کی معذرت کرنا نہیں ہے کہ عثمانؓ کی جدتوں پر مجھے اعتراض تھا، لیکن میری ہدایت و اصلاح ہی اگر میرا قصور ہے تو اکثر بے قصور لوگوں کی مذمت کی جاتی رہی ہے اور بہت سے ناصحین پر تہمتیں لگائی جاتی رہی ہیں۔

میری نیت تو صرف حتی المقدور اصلاح ہی کی تھی اور مجھے صرف اللہ کی توفیق درکار ہے کہ مجھے اسی پر بھروسا ہے اور اُسی کی طرف متوجہ رہتا ہوں۔

تم نے لکھا ہے کہ تمھارے پاس میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے صرف تلوار ہے، تو تم نے روتے سے ہنسا دیا (مجھے تمہاری اس بات پر رونا آیا تھا کہ تم مجھ سے وہ چیز طلب کر رہے ہو جس کا تمھیں کوئی حق نہیں ہے، اب تمھاری اس تہدید پر ہنسی آگئی) (کھلا بتاؤ تو) تم نے عبدالمطلب کی اولاد کو دشمنوں کے مقابلے میں جھجکتے اور تلوار سے ڈرتے کب پایا ہے۔ ذرا ٹھہرو، مڈبھیڑ ہوا ہی چاہتی ہے، عنقریب تمھیں وہ بلائے گا جسے (آج) تم بلا رہے ہو، اور وہ چیز (جنگ) تم سے قریب ہو جائے گی، جس سے تم دور رہنا چاہتے ہو۔

میں تمھاری طرف بہت جلد مہاجرین و انصار اور تابعین باحسان کا ایک ایسا لشکر لے کے آرہا ہوں جس کی تعداد بہت زیادہ اور جس کا غبار نہایت وسیع ہے وہ موت کا لباس پہنے ہیں اور ان کو اپنے پروردگار سے جا ملنا نہایت محبوب ہے، ان کے ساتھ بدر کی جماعت اور ہاشمی تلواریں بھی ہیں، جن کی کاٹ سے تم اپنے بھائی ماموں، نانا اور اپنے خاندان (کے بارے میں) (روز بدر) واقف ہو چکے ہو اور وہ ظالموں سے دور نہیں۔

۶۴۔ اِلٰی کَعبِ بْنِ مَالِکٍؓ

كَتَبَ عَلِيٌّ رضؓ إِلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضؓ كِتَابًا يَجْوَابِهٖ:
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَمَّا بَعْدُ:

فَاسْتَخْلِفْ عَمَلَكَ وَاخْرُجْ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِكَ حَتّٰى تَمُرَّ بِاَرْضِ السَّوَادِ كُوْرَةً كُوْرَةً نَتَسْاَلُهُمْ عَنْ عُمَّالِهِمْ وَتَنْظُرَ فِيْ سِيْرَتِهِمْ حَتّٰى تَمُرَّ بِمَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِيْمَا بَيْنَ دِجْلَةَ وَالْفُرَاتِ ثُمَّ ارْجِعْ اِلَى الْبِهْقُبَاذَاتِ نَتَوَلَّ مَعُوْنَتَهَا وَاعْمَلْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فِيْمَا وَلَّاكَ مِنْهَا وَاعْلَمْ اَنَّ الدُّنْيَا فَانِيَةٌ وَّاَنَّ الْاٰخِرَةَ اٰتِيَةٌ وَّاَنَّ عَمَلَ بْنِ اٰدَمَ مَحْفُوْظٌ عَلَيْهِ وَاَنَّكَ مَجْزِيٌّ بِمَا اَسْلَفْتَ وَقَادِمٌ عَلٰى مَاقَدَّمْتَ مِنْ خَيْرٍ، فَاصْنَعْ خَيْرًا تَجِدْ خَيْرًا۔

کتاب الخراج: ص ۱۴۱

۶۴۔ کعبؓ ابنِ مالک کے نام

حضرت علیؓ نے اپنے گورنر کعبؓ ابنِ مالک کو یہ خط تحریر فرمایا:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

امابعد:

تم اپنی جگہ کسی دوسرے کو مقرر کر کے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت لے کے نکل کھڑے ہو اور سرزمین سواد[۱] کے ایک ایک قصبے سے گزرو اور وہاں کے باشندوں سے اُن کے گورنروں کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے اور ان کی سیرتوں کو جانچتے ہوئے دجلے اور فرات کے مابین رہنے والوں تک پہنچ جاؤ، پھر وہاں سے بہقباذات[۲] کی طرف پلٹ آؤ، اور اس کی مدد کا بار اٹھاؤ، اور اپنی حکومت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے عمل کرو، اور خوب سمجھ لو کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے، اور ہر آدمی کا عمل اُس کے لئے محفوظ رہتا ہے اور تمھیں اپنے کئے کی سزا ابھی مل کے رہے گی اور تم نے جو بھلائی کی ہے اُس پر بھی ضرور پہنچو گے لہٰذا اچھائی کرو کہ اچھائی پاؤ۔

والسّلام

---

۱ عراق کا علاقہ سرسبزی و شادابی کی بنا پر سواد کہلاتا ہے۔
۲ نہرِ فرات کے کنارے پر تین گاؤں ہیں۔

سوانح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ ابن حسّان البکری

حسان ابن حسان البکری حضرت علیؓ کی طرف سے انبار کے گورنر تھے۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے جب انبار پر حملہ ہوا تو سفیان ابن العوف الغامدی نے آپ کو تمام ساتھیوں سمیت شہید کر دیا۔ (تنقیح المقال، ۱: ۲۶۴)

۲۔ ابوالاسود الدؤلی

ظالم ابن ظالم ابوالاسود الدؤلی تابعین میں بڑے ذی علم اور صاحب تدبیر شخص تھے علامہ ذہبی کے بقول حضرت علیؓ کے زمانے میں بصرے کے قاضی رہے، علم نحو کے پہلے واضع ہیں، جنگ صفین میں شریک رہے، فالج سے ۹۹ھ میں انتقال ہوا۔
(تنقیح المقال، ۲: ۱۱۱)۔

۳۔ ابوسرح

حذیفہ ابن اسید الغفاری مکنّٰی بہ ابوسرح بیعت رضوان کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے، حضرت علیؓ کے ساتھ مدینے سے کوفے چلے آئے، اور وہیں انتقال ہوا۔

(تنقیح المقال، ۳: ۱۷)

۴۔ ابو مُسلم خولانیؒ

عبداللہ ابن ثُوَب، مشہور فقیہ، عابد وزاہد تابعی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں ایمان لے آئے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے، حضرت ابو بکرؓ کے زمانۂ خلافت میں مدینے آئے اور پھر ہجرت کر کے شام کو چلے گئے، آپ کو حکیم الامت کہا جاتا تھا ۶۲ھ/۶۸۲ء میں وفات پائی۔

(تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۴۶۔ التہذیب، ۱۲: ۲۵۵۔ ابن عساکر، ۷: ۳۱۴)

۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

حضرت عبداللہ ابن قیسؓ کی کنیت ہے، آپ یمن کے رہنے والے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن ہی کا گورنر بنایا تھا۔ (بخاری، ۲ = ۱۰۲۳)۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت بصرے کے گورنر تھے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی چھے سال تک بحال رکھا، پھر معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ ابن عامر کو گورنر بنا دیا، ابو موسیٰؓ معزولی کے بعد بصرے سے کوفے چلے آئے اور گوشہ نشین ہو گئے، حتیٰ کہ کوفیوں نے سعید ابن العاص گورنر کوفہ سے بغاوت کی تو حضرت عثمانؓ سے خواہش کی کہ ابو موسیٰ کو گورنر بنا دیا جائے۔ لہٰذا ۳۴ھ میں انھیں کوفے کا گورنر بنا دیا گیا، آپ اس منصب پر حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت میں بھی کچھ مدت فائز رہے، پھر حضرت علیؓ نے معزول کر دیا (طبری، ۵ = ۵۴)۔ اس معزولی کے بعد یہ کوفے سے مکے چلے گئے، جنگِ صفین میں جب پنچوں کا مسئلہ درپیش ہوا تو کوفیوں کے اصرار پر ان کو پنچ بنا دیا گیا، جس میں یہ اپنی سادگی کی وجہ سے حضرت عمروؓ ابن العاص کی زیرکی کا شکار ہو گئے اور فرطِ ندامت سے مکے واپس آ گئے، ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔

(تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۲۱)

۶۔ حضرت اشعث ابن قیس کِندی

یمن کے رہنے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے، حضرت ابو بکرؓ نے جب لشکر اسلام یمن کو بھیجا، تو یہ گرفتار ہو کے آئے، حضرت ابو بکرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے پوچھا: "اشعث تمھیں معلوم ہے میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟" یہ بولے: "جی ہاں خلیفۃ المومنین، میں جانتا ہوں آپ ازراہِ کرم مجھے اور میرے قبیلے کو معاف اور آزاد فرما دیں گے، میرا اسلام قبول فرما لیں گے اور میری بیوی بھی مجھے عنایت فرما دیں گے۔ (ان کا عقد حضرت ابو بکرؓ کی ہمشیرہ، ام فردہ بنت ابو قحافہ سے عہدِ رسالت میں ہو چکا تھا، رخصتی سے قبل ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور یہ مرتد ہو گئے اس لئے رخصتی نہیں ہوئی) اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ میں اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے زیادہ اچھا ثابت ہوں گا" حضرت ابو بکرؓ نے انھیں مسلمان کیا اور معاف فرما کر قبیلے سمیت آزاد کر دیا، نیز ان کی بیوی کو رخصت کر دیا، جن کے بطن سے محمد، اسحٰق اور اسمٰعیل تین بیٹے ہوئے۔

(طبری، ۳ : ۲۷۵)۔

۷۔ اَعیَن ابن ضُبَیعہؓ

حضرت علیؓ کے مخصوص صحابی تھے، ان کو حضرت علیؓ نے عبداللہ حضرمی کے مقابلے میں بصرے بھیجا تھا، جہاں ۳۸ھ میں شہید ہو گئے (تنقیح المقال، ۱:۱۵۱)

۸۔ حضرت جریرؓ ابن عبداللہ بجلی

یمن کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر بچھا دی اور مسلمانوں سے فرمایا کہ جب تمھارے پاس کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کرو (اصابہ، ۱ : ۲۴۲)

فتح مکہ کے بعد یمن کے بت خانے (کعبۂ یمانی)، کے منہدم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی، چنانچہ آپ نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا (بخاری کتاب المغازی) عہد فاروقی میں جنگ جسر اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے او فتح حاصل کی (اخبار الطوال : ۱۱۹) عہدِ عثمانی میں ہمدان کے گورنر بنا دیئے گئے، حضرت علیؓ کے زمانے میں کوفے چلے آئے پھر بصرے آگئے جنگِ جمل کے بعد حضرت علیؓ کے پیغامبر بن کے حضرت معاویہؓ کے پاس گئے، اس سلسلے میں مالک اشتر وغیرہ نے بدگمانی کی، تو خفا ہو کے پھر کوفے چلے گئے اور گوشہ نشین ہو گئے، چنانچہ جنگ صفین میں شریک نہ ہوئے، ۵۴ھ میں انتقال ہوا۔ (استیعاب، ۱: ۹۱)

۹۔ حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب

حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے، ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بصرہ کے پاس اپنا سفیر بھیجا، جس کو موتہ (شام کے علاقے کے ایک گاؤں) میں شہید کر دیا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لینے کے لئے ایک لشکر روانہ فرمایا اور حضرت زید ابن حارثؓ کو امیر لشکر بنایا، نیز حکم دیا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر کو امیر بنا لیا جائے اور یہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ ابن رواحہ کو امیر بنا لیا جائے اور یہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر لشکر کو اختیار ہے جسے چاہیں امیر بنا لیں (ایک یہودی عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو کہا: "اگر محمدؐ پیغمبر برحق ہیں تو یہ تینوں ضرور قتل ہو جائیں گے"؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا)۔ مخبر صادقؐ کے ارشاد کے مطابق جب حضرت زید ابن حارث شہید ہو گئے تو حضرت جعفرؓ نے علم اپنے ہاتھ میں لے لیا، لیکن مقابلہ صرف تین ہزار کا ایک لاکھ سے تھا ہر طرف وار ہو رہے تھے، آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا، آپ نے علم بائیں ہاتھ میں لے لیا اور جب بایاں ہاتھ بھی قلم ہو گیا تو علم بغل میں دبا لیا تا آنکہ شہید ہو گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جعفر کو دو بازو عطا فرما، حضرت جبریل امیں نے حضورؐ کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا قبول فرمالی اور جعفر کو دو بازو عطا فرمائے جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ محو پرواز ہیں، لہٰذا آپ جعفر طیّار کے نام سے مشہور ہو گئے

(مستدرک حاکم، ۳: ۲۰۹ - اسد الغابہ، ۱: ۲۸۸)

۱۰- حضرت حُجر ابن عدیؓ

کندہ کے شاہی خاندان کے ایک عابد وزاہد صحابی، عہد فاروقی میں ایران کی فتوحات میں شریک لشکر اسلام رہے، جنگ جمل، صفین اور نہروان میں حضرت علیؓ کے پرجوش حامیوں میں تھے، حضرت علیؓ نے جنگ جمل میں انھیں کندہ، حضرموت، قضاعہ اور مہرہ کے قبائل کا افسر بنایا تھا (اخبار الطوال: ۱۵۴)۔ حضرت معاویہؓ کے سخت مخالف تھے، چنانچہ حضرت علیؓ کے بعد حضرت امام حسنؓ خلافت سے دست بردار ہوئے تو یہ برداشت نہ کرسکے اور حضرت امام حسنؓ کی شان میں بھی سخت الفاظ کہہ گئے۔

حضرت معاویہؓ کے دور میں جب منبروں پر خطبوں میں حضرت علیؓ پر لعن طعن شروع کی گئی تو یہ ضبط نہ کرسکے اور علی الرغم حضرت علیؓ کی تعریف وتوصیف بیان کرنے لگے، جب تک کوفے کے گورنر حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ رہے وہ نظر انداز کرتے رہے لیکن جب بصرے کے ساتھ کوفہ بھی زیاد ابن ابیہ کی گورنری میں شامل ہوگیا تو انھوں نے حضرت معاویہؓ کو ان کی شکایت لکھی اور حکم پاکر گرفتار کرکے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجدیا، حضرت معاویہؓ نے ۵۱ھ میں حُجر ابن عدیؓ کو نہایت خطرناک طریقے سے شہید کرادیا۔

آپ نے شہادت سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اگر مجھے تمھاری اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں موت میں تاخیر کررہا ہوں تو نماز کو اور طویل کرتا۔ پھر وصیت کی کہ میری بیڑیاں نہ اتارنا اور خون صاف نہ کرنا کہ میں پلصراط پر معاویہ سے اسی حال میں ملوں گا، آپ کی شہادت تمام مسلمانوں خصوصاً اہل بیت کے لئے بڑی تکلیف دہ ہوئی (اسد الغابہ، ۱: ۳۸۶)۔ آپ کی قبر مقام عذرا، میں مشہور ہے۔ (تنقیح المقال، ۱: ۲۵۶)

۱۱- حضرت حمزہؓ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے چچا تھے، جنگ اُحد میں بے خیالی کی حالت میں

وحشی نامی غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے، ہندہ والدہ حضرت معاویہؓ نے آپ کا سینہ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور دانتوں سے چبایا (طبقات ابن سعد، قسم اول، جزء ۳، ص ۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سید الشہداء کا خطاب دیا اور پہلے آپ کا جنازہ سامنے رکھ کے چار کے بجائے سات تکبیروں سے نماز پڑھائی، پھر ایک ایک شہید کا جنازہ آپ کے برابر رکھ رکھ کے نماز پڑھائی، چونکہ کل شہداء کی تعداد ستر تھی لہٰذا آپ کی ستر بار نماز ہو گئی (سیرۃ ابن ہشام، ۲ : ۸۷)

۱۲۔ خرّیت ابن راشد الناجی

صحابہ میں شمار کئے جاتے ہیں، پہلے حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، عراق میں حضرت علیؓ کی حکومت قائم ہونے پر آپ کو چھوڑ کے بلاد فارس کی طرف چل دیئے اور راستے میں جزیہ دینے والے عیسائیوں اور کچھ مسلمانوں کو بہکا کر اپنے ساتھ لے لیا، حضرت علیؓ نے ان کو پکڑنے کے لئے حضرت معقل ابن قیسؓ اور زیاد ابن خصفہ کو روانہ کیا، جب لشکر اسلام کا خرّیت سے مقابلہ ہوا تو حضرت معقل ابن قیسؓ نے اعلان کیا کہ جو توبہ کر کے ہمارے پاس آجائیں اُن کے لئے امان ہے، یہ سُن کے بہت سے لوگ اسلام کی امان میں آگئے اور خرّیت قتل کر دیئے گئے۔ (تنقیح المقال، ۱ : ۳۹۷)

۱۳۔ حضرت زبیرؓ

آپ کے والد کا نام عوام اور دادا کا نام خویلد تھا، ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ انھیں خویلد کی بیٹی یعنی حضرت زبیرؓ کی پھوپھی تھیں۔ آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کی پھوپھی تھیں، یعنی حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ ماموں پھوپھی زاد بھائی تھے، آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں، یعنی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی تھے، آپ بھی عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، آپ سے اڑتیس حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں، میرے حواری طلحہ اور زبیر ہیں۔"

اسلام کے نام پر سب سے پہلے حضرت زبیرؓ ہی کی تلوار اٹھی ہے، ہوا یہ کہ ایک بار مشہور ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے گرفتار کر لیا ہے، یہ سن کے حضرت زبیرؓ ننگی تلوار لے کے نکلے اور لوگوں کو چیرتے ہوئے خانۂ کعبہ پہنچ گئے، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کی چھت پر کھڑے تھے، ان کو اس حال میں دیکھ کے فرمایا: "زبیر، کیا بات ہے؟" آپ نے کہا کہ "حضور مجھے آپ کی گرفتاری کی خبر ملی تھی۔" یہ سن کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور آپ کی تلوار کو دعا دی (اسد الغابہ، ۲ : ۱۹۶)

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات میں شریک رہے۔

جنگِ جمل سنہ ۳۶ھ/۶۵۶ء میں جب حضرت علیؓ کے مقابلے میں آئے، تو حضرت علیؓ نے آپ کے پاس جا کے فرمایا: "زبیر، تمھیں یاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پوچھا تھا کہ زبیر کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو، تو تم نے اثبات میں جواب دیا تھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم ان سے ایک دن بلاوجہ لڑو گے۔" یہ سن کے حضرت زبیرؓ نادم ہوئے اور فوراً توبہ کر کے جنگ سے کنارہ کش ہو گئے۔ (مستدرک حاکم، ۳ : ۳۶۶)۔ اور مکے کو واپس ہو گئے، ساتھ ہی عمرو ابن جرموز بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا، راستے میں وادی السباع میں آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے، عمرو ابن جرموز نے یہ موقع غنیمت جان کر نماز ہی میں آپ کو قتل کر دیا اور آپ کی تلوار لا کے حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کی، حضرت علیؓ نے بہت افسوس کیا اور فرمایا، اس تلوار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی تکلیفیں دور کی ہیں۔ نیز فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہوگا (اسد الغابہ، ۲ : ۱۹۸)۔

۱۴۔ حضرت زیاد ابن ابیہ رضؓ

آپ طائف کی ایک لونڈی سمیّہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، چونکہ آپ کے باپ کا تعیّن نہ تھا اس لیے زیاد ابن ابیہ کے نام سے مشہور تھے، یہ بھی کہا جاتا تھا کہ حضرت

معاویہؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ نے جہالت کے دور میں اس لونڈی سے زنا کیا تھا اور اسی سے وہ حاملہ ہوگئی تھی۔ حضرت ابوسفیانؓ نے ایک بار خود بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پہلے حضرت علیؓ کے حامیوں میں اور انھیں کی طرف سے کوفے کے گورنر تھے۔ (تنقیح المقال، ۱: ۴۵۶)۔

چونکہ حضرت زیاد ابن ابیہؓ نہایت ذہین اور صاحب تدبیر تھے، اس لئے حضرت معاویہؓ نے شہادتیں لے کے اپنا بھائی تسلیم کرلیا اور اپنا مقرب بنالیا، پھر بصرے کا گورنر بنادیا، بعد میں کوفہ بھی ان کی گورنری میں شامل کردیا، انھیں کی گورنری میں حضرت حُجر ابن عدیؓ حمایتِ علیؓ کے الزام میں گرفتار کر کے دمشق بھیجے گئے اور وہاں قتل کئے گئے۔ ۵۳ھ میں وفات پائی۔ (ابن خلدون، ج ۳۔ ص ۷، ۸)

۱۵۔ زیاد ابن کعب ابن وہب

حضرت علیؓ کے نہایت قابلِ اعتماد ساتھی تھے، حضرت علیؓ نے حضرت اشعث ابنِ قیس کے نام اپنا خط انھیں کے ہاتھ بھیجا تھا (تنقیح المقال، ۱: ۴۵۶)

۱۶۔ زیاد ابن نَضَر الحارثی

حضرت علیؓ نے جنگِ صفین کے موقع پر جو مقدمۃ الجیش بارہ ہزار کی جمعیت سے بھیجا تھا اُس کا سردار انھیں کو بنایا تھا۔ (تنقیح المقال، ۱: ۴۶۱)

۱۷۔ حضرت زیدؓ ابن حارث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لشکر موتہ روانہ فرمایا تھا، جس کی تفصیل حضرت جعفر طیارؓ کے حال میں بیان کی گئی ہے اُس کے پہلے امیر اور پہلے شہید آپ ہی تھے۔

۱۸۔ سعد ابن قیس الہمدانی

تابعین کبار میں شمار کئے جاتے ہیں، بڑے عابد زاہد شخص تھے، جنگِ صفین میں حضرت

علیؓ کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اکثر ان کی تعریف فرماتے تھے۔
(تنقیح المقال، ۲ : ۲۰)۔

۱۹۔ سعد ابن مسعود الثقفی

حضرت علیؓ کی طرف سے مدائن کے گورنر تھے اور حضرت امام حسنؓ کے عہد تک رہے جب حضرت امام حسنؓ مدائن میں زخمی ہوئے تو سعد آپ کے پاس ہی رہے اور خود ہی آپ کا علاج کیا (تنقیح المقال، ۲ : ۲۰)۔

۲۰۔ حضرت سلمان فارسیؓ

ابو عبداللہ، سلمان الخیر ابن اسلام الفارسی الاصفہانی المدنی۔ فارس کے رہنے والے۔ پہلے آتش پرست تھے پھر عیسائی ہوئے، آخر میں مسلمان ہو گئے، غزوۂ خندق ۵ھ میں آپ ہی کے مشورے سے خندق کھودی گئی تھی، اس کے بعد سب غزواتِ نبوی میں شریک رہے، حضرت علیؓ سے حضرت سلمان فارسیؓ کے علم کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "انھیں اول و آخر کا علم ہے اور وہ علم کے ایک ایسے سمندر ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔" نیز فرمایا: "کہ علم و حکمت میں حکیم لقمان کے برابر ہیں (استیعاب، ۲ : ۲، ۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلمان الخیر کا لقب دیا تھا، عہد فاروقی میں مدائن کے گورنر بنائے گئے (ابن سعد، ۶۲) راوی حدیث بھی ہیں۔ آپ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں آپ سے عہدِ رسالت میں معاملات کے فیصلوں کے مطابق فتوے لئے جاتے تھے، سنہ ۳۵ یا ۳۶ھ / ۶۵۶ء میں انتقال فرمایا (اسد الغابہ، ۲ : ۳۲۸ تا ۳۳۱)۔

۲۱۔ شُریح ابن ہانی

شریح ابن ہانی ابن یزید الحارثی المذحجی الیمنی الکوفی مشہور تابعی ہیں، حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفے کا قاضی مقرر فرمایا تھا، آپ اس عہدے پر مسلسل پچھتر سال فائز رہے۔

قاسم ابن المغیرہ کا قول ہے کہ میں نے اُن سے افضل کسی حارثی کو نہیں دیکھا، جنگ صفین کے موقع پر حکمین کے ساتھ جو دستۂ فوج دومۃ الجندل بھیجا گیا تھا اُس کے افسر بھی آپ ہی تھے، سنہ ۷۸ھ/۶۹۷ء میں سجستان میں شہید ہوئے (محاضرات خضری، ۲: ۹۹)

۲۲۔ ضحّاک ابن قیس ابن خالد الفہری القرشی

قبیلۂ بنی فہر کے سردار اور مشہور بہادر آدمی تھے، فتح دمشق کے موقع پر موجود تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی، جنگِ صفین میں بھی حضرت معاویہؓ کے شریک تھے ۵۳ھ میں زیاد ابن ابیہ کے انتقال کے بعد حضرت معاویہؓ نے آپ کو کوفے کا گورنر بنا دیا تھا، پھر ولایت دمشق پر تبدیل کر دیا تھا، حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی تھی اور یزید کے عہد تک اس عہدہ پر قائم رہے۔ ۶۴ھ میں جب معاویہ ابن یزید نے اپنے آپ کو معزول کر لیا اور آپ پلٹ کے دمشق آگئے تو لوگوں نے مستقل خلیفہ کے انتخاب تک آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، جب لوگوں نے مروان ابن الحکم کو خلیفہ منتخب کیا تو آپ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا، لہذا سنہ ۶۵ھ/۶۸۴ء میں مرج راہط میں قتل کر دیے گئے (ابن الاثیر و مروج الذہب والاعلام لازکلی، ۳ = ۳۰۹)۔

۲۳۔ حضرت طلحہؓ

سابقین اولین اور عشرۂ مبشرہ میں تھے، جنگِ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار کے نرغے میں آگئے، تو حضرت طلحہؓ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سپر بن گئے، تیروں اور نیزوں کو اپنے اوپر روکتے رہے تاآنکہ آپ اس قدر زخمی ہوئے کہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔ جنگ ختم ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر لائے اور جنتی ہونے کی بشارت دی، اسی جنگ میں آپ کا ایک ہاتھ زخموں کی زیادتی سے شل ہو گیا تھا (اسد الغابہ، ۳: ۵۹)

حضرت عثمانؓ کے بعد انھوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی

کہ آپ قرآن پر عمل کریں گے اور حدود شرعیہ جاری کریں گے، چنانچہ بیعت کے چند ہی روز بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں نے قاتلانِ عثمان سے قصاص کا مطالبہ کیا، جو حضرت علیؓ معقول وجوہ کی بنا پر پورا نہ کر سکے، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں اجازت لے کے مدینے سے مکے چلے گئے اور وہاں سے حضرت عائشہؓ کو ساتھ لے کے تین ہزار کی جمعیّت سے بصرے روانہ ہو گئے، ادھر حضرت علیؓ کو اس کی خبر ملی تو وہ بھی اپنی فوج لے کے آ گئے اور یہاں جنگِ جمل واقع ہوئی جس میں بہت خونریزی ہوئی۔ میدانِ جنگ میں حضرت علیؓ اپنا گھوڑا بڑھا کے حضرت زبیرؓ کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ارشادات یاد دلائے (جن کی تفصیل حضرت زبیرؓ کے حالات سوانح ۱۹، میں دیکھیے) حضرت زبیرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد آنے پر جنگ سے کنارہ کشی کی اور حضرت طلحہؓ بھی یہ دیکھ کے متزلزل ہوئے تو مروان ابن حکم نے زہر میں بجھا ہوا تیر آپ کے مارا جس سے آپ شہید ہو گئے (اسد الغابہ، ۳ : ۸۵ و مستدرک، ۲ : ۳۷۱) حضرت عمرؓ نے آپ کو شوریٰ کا رکن مقرر فرمایا تھا اور حضرت علیؓ نے آپ کو اپنے خط ۱۶ میں شیخ المہاجرین کے لقب سے خطاب کیا ہے۔

۲۴۔ عبداللہ ابن بُدَیلؓ

فتح مکہ سے پہلے اپنے والد کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے، غزواتِ نبوی میں شریک رہے حضرت عمرؓ کے زمانے میں اصفہان وغیرہ پر قبضہ کیا، حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلاف میں یہ حضرت علیؓ کے پُرجوش حامی تھے (استیعاب، ۱ : ۳۵۱) جنگِ صفین میں حضرت علیؓ نے انھیں پیدل فوج کا کماندار بنایا تھا، ابوالاعور سُلمی سے مقابلہ ہوا تو انھوں نے شامیوں کے چھکے چھڑا دیے۔ آخر میں حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ ان پر پتھر برسائے جائیں، لہٰذا چاروں طرف سے پتھر برسنے لگے، جس سے آپ شہید ہو گئے۔

(اخبار الطوال : ۱۸۸)

۲۵۔ حضرت عبداللہؓ ابن سعد ابن ابی سرح القرشی

حضرت عثمانؓ کے دودھ شریک بھائی تھے، اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے اور تحریکِ اسلامی کی سخت مخالفت کی تھی، حضرت عثمانؓ نے انھیں اپنی پناہ میں لے لیا تھا، فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرکے معافی کی استدعا کی، حضورؐ نے انھیں معافی عطا فرماکر پھر حلقۂ اسلام میں داخل فرمالیا حالانکہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی بابت حضورؐ نے فتح مکہ پر حکم صادر فرمادیا تھا کہ یہ لوگ اگر خانۂ کعبہ کے پردے سے بھی لپٹے ہوں تو انھیں قتل کئے بغیر نہ چھوڑا جائے،

حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں انھیں حضرت عمروؓ ابن العاص کی جگہ مصر کا گورنر بنادیا (طبقات ابن سعد، ج۷: ص ۱۳۶) روم کی جنگ ۳۴ھ میں شریک تھے، روم فتح ہوگیا تو آپ پلٹ کر مشرق کی طرف آرہے تھے کہ مصر و شام کے درمیان آپ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت قیس ابن عبادہؓ کو مصر کا گورنر بنادیا ہے، تو آپ حضرت معاویہؓ سے ملنے کو شام کی طرف واپس ہوگئے، لیکن جنگِ صفین میں غیر جانبدار رہے، ۳۷ھ / ۶۵۷ء میں عسقلان میں نماز پڑھتے ہوئے آپ کا اچانک انتقال ہوگیا (اسد الغابہ، ۳: ۱۷۳ و ابن عساکر ۷: ۴۳۲ - والاعلام، ۴: ۲۲۰)

۲۶۔ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ ابن عبد المطلب

جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے: مکے میں پیدا ہوئے اور آخر تک صحبت نبویؐ سے مشرف رہے، مفسر قرآن مجید اور راوی حدیث تھے آپ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث صحیحہ مروی ہیں، حضرت علیؓ کے ساتھ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں شریک رہے، آخر میں جب آپ کی بصارت جاتی رہی تو بصرے میں گوشہ نشین ہوگئے سنہ ۶۸ھ / ۶۸۷ء میں انتقال فرمایا (الاصابہ، ترجمہ: ۴۷۷۲، والاعلام لِلزرکلی، ۴: ۲۲۸)

۲۷۔ عبداللہ ابن وہب الرّاسی

قبیلۂ ازد کے فرد، خوارج اباضیہ کے سرداروں میں سے تھے، ذی علم، صاحب الرائے فصیح اور بہت بہادر شخص تھے، عبادت میں بے حد انہماک رہتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، سعد ابن ابی وقاصؓ کے ہمراہ فتوحاتِ عراق میں شریک رہے، حضرت علیؓ کے ساتھ بھی آپ کی جنگوں میں شریک رہے، واقعۂ تحکیم پر جن لوگوں نے انکار کیا، ان میں یہ بھی شامل تھے، یہ منکرین تحکیم بغداد اور واسط کے مابین نہروان میں جمع ہوئے تو یہی امیر بنائے گئے، پھر ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی، جس میں سنہ ۳۸ھ ۶۵۸ء میں شہید ہو گئے۔ (الکامل للمبرد، ۲ : ۱۱۹۔ والاعلا لاز رکلی، ۴ : ۲۸۸)۔

۲۸۔ حضرت عبیدہؓ ابن حارث ابن عبد المطلب

جلیل القدر صحابی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سال بڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں تشریف لانے سے پہلے ایمان لائے، ترانوے سال کی عمر میں شہادت پائی (تنقیح المقال، ۲ : ۲۴۲)۔

۲۹۔ حضرت عثمان ابنِ حُنَیفؓ

حضرت عمرؓ نے مجلسِ شوریٰ کی رائے سے آپ کو عراق کا مہتمم بند و بست مقرر کیا تھا (الاستیعاب، ۲ : ۴۹۵)۔ آپ نے عراق کی ساری زمین کی پیمائش بڑی احتیاط سے کی اور شرح لگان مقرر کی اور آمدنی میں خاصا اضافہ کیا، اتنی اہم خدمات پر آپ کی تنخواہ پانچ درہم اور ایک تھیلی آٹا تھا (الیعقوبی، ۲ : ۱۷۴)۔ حضرت علیؓ نے آپ کو بصرے کا گورنر بنایا، چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ اپنی فوج لے کے بصرے آ گئے، حضرت عثمان ابن حنیفؓ نے مزاحمت کی لہٰذا گرفتار ہوئے، پیروں سے روندے گئے، کوڑے کھائے اور آپ کو داڑھی، سر اور

ابرووں اور پلکوں کے بال اکھاڑ کے چھوڑ دیا گیا، اسی حال میں حضرت علیؓ کے پاس زندہ پہنچے (اسد الغابہ، ۳ : ۳۷۱)۔ جنگِ جمل کے بعد کوفے میں اقامت پذیر ہو گئے، حضرت معاویہؓ کے عہد میں انتقال کیا۔

۳۰۔ حضرت عقیلؓ ابن ابی طالب

آپ حضرت علیؓ اور حضرت جعفر طیار کے سُلبی بڑے بھائی تھے، مآثر وانساب کے بڑے عالم، فصیح اللسان اور حاضر جواب تھے، صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لائے، اور ۸ھ میں ہجرت کر کے مدینے تشریف لے آئے، جنگِ موتہ میں شریک ہوئے، آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ سنہ ۶۰ھ / ۶۸۰ء میں انتقال فرمایا (الاصابہ، ترجمہ ۵۶۳۰ وابن سعد، ۴ : ۲۸ والاعلام، ۵ : ۳۹)

۳۱۔ ابو الیقظان حضرت عمار ابن یاسر العنسیؓ

آپ کی والدہ سمیہ بنی مخزوم کی لونڈی تھیں، حضرت عمارؓ، ان کی والدہ اور والد مسلمان ہوئے تو ان کو بڑی بڑی اذیتیں دی گئیں، حتیٰ کہ آپ کی والدہ کو تو ابوجہل نے نیزہ مار کے شہید ہی کر دیا، آپ کے والد بھی شہید ہوئے (اصابہ، تذکرہ سمیہ) حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ میں آپ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا، لیکن دو سال بعد معزول کر دیا (طبقات ابن سعد، قسم اول، جزء ۳، ص ۱۸۳)۔

سابقین اولین میں سے اور جلیل القدر صحابی تھے، حضرت علیؓ نے ان کو اپنا سفیر بنا کے کوفے بھیجا تھا، جنگِ جمل اور جنگِ صفین دونوں میں حضرت علیؓ کے شریک رہے جنگِ صفین میں ان کی عمر اکانوے سال کی تھی، لیکن جوش اور ولولہ جوانوں کا سا تھا، اسی جنگ میں شہادت پائی اور کوفے میں پہلے صحابی آپ ہی مدفون ہوئے، شہادت کے بعد آپ کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا گیا، آپ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا (طبقات

ابن سعد، ج ۳، ص ۲۵۱)۔

۳۲- عمرو ابن الحمقؓ

بہت بڑے عابد وزاہد صحابی تھے، پہلے مدینے میں پھر مصر میں قیام رہا، حضرت عثمانؓ کے بڑے مخالف تھے، حتیٰ کہ قصرِ خلافت پر حملہ کرنے والوں میں اُن کا بھی نام لیا جاتا ہے، حضرت عثمانؓ کی شہادت پر کوفے چلے آئے اور اوّل سے آخر تک حضرت علیؓ کے حامی رہے، جنگِ نہروان اور صفین میں شریک رہے (اسد الغابہ ۴: ۱۰۰) تحکیم کے سخت خلاف تھے، لیکن جب حضرت علیؓ نے تحکیم کی تجویز قبول کرلی تو بحیثیت شاہد اس پر دستخط کر دیے۔

حضرت علیؓ کے بعد بھی حضرت معاویہؓ کے مخالف رہے اور حجر ابن عدی کے ساتھ ہو گئے، جب زیاد عراق کا حاکم بنا اور شیعیانِ علیؓ پر ظلم وستم ہونے لگے تو یہ موصل چلے گئے، لیکن چونکہ گویا اشتہاری ملزم تھے اس لئے ایک غار میں چھپے، وہاں سانپ نے کاٹ لیا اور وہیں انتقال ہو گیا، زیادؓ کے سپاہی تلاش میں تھے، یہ غار میں مُردہ پائے گئے تو مردے ہی کا سر کاٹ کے زیاد کے پاس بھجوا دیا گیا، انھوں نے حضرت معاویہؓ کو بھیج دیا، حضرت معاویہؓ نے اس سر کی برسرِ عام گشت کرائی، آخر میں آپ کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا۔ ۳۳۶ھ میں مصر کے مشہور حکمراں سیف الدولہ کے عم زاد بھائی عبداللہ سعید نے مقبرہ بنوا دیا جو مدتوں مرجع خلائق اور سنیوں اور شیعیوں میں وجہِ نزاع رہا (اسد الغابہ، ۴: ۱۰۱)۔

۳۳- حضرت عمروؓ ابن العاص

آپ بھی فتح مکہ کے موقع پر ایمان لانے والے طلقاء میں سے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جیفر (صوبۂ عمان) کا حاکم بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں مصر انھیں کی سرکردگی میں فتح ہوا اور حضرت عمرؓ نے انھیں کو مصر کا گورنر بنا دیا، اس

اس منصب پر آپ عہدِ عثمانی تک فائز رہے، حضرت عثمانؓ نے چند سال بعد آپ کو معزول کر کے اپنے دودھ شریک بھائی عبداللہ ابن سعد کو مصر کا گورنر بنادیا تو آپ ناراض ہو کے مدینے چلے آئے اور یہاں آ کے حضرت عثمانؓ پر نکتہ چینی شروع کردی، کبھی حضرت علیؓ کے پاس آتے اور اُن کو حضرت عثمانؓ کے خلاف ابھارتے، کبھی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس جاتے اور اُن کو حضرت عثمانؓ کے خلاف برانگیختہ کرتے۔

اُدھر اہلِ مصر عبداللہ ابن سعد سے مطمئن نہ ہوئے اور ان کی شکایت لے کے حضرت عثمانؓ کے پاس آئے، جب اُن کی شنوائی نہ ہوئی تو وہ لوگ بھی حضرت عثمانؓ سے ناراض اور ان کے مخالف ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کرلیا، اس وقت عمروؓ ابن العاص مدینہ چھوڑ کے فلسطین چلے گئے، وہاں آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ شہید کردیئے گئے اور حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہو گئے، یہ سُن کے آپ اپنی جگہ متوقف رہ کر حالات کا مطالعہ کرتے رہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت سے انکار کردیا اور حضرت عثمانؓ کے قصاص کے دعویدار ہیں آپ نے حضرت معاویہؓ سے رابطہ پیدا کرلیا اور دونوں میں طے ہوگیا کہ حضرت معاویہؓ کامیاب ہوں گے تو مصر کی حکومت انھیں کو دیں گے۔ (طبری، ۵: ۱۰۸، وکامل مبرد ۱: ۵۵)۔

۳۴۔ قرضہ ابن کعبؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت عمرؓ نے حضرت عمار ابن یاسرؓ والی کوفہ کے ساتھ جو دس انصار تعلیم فقہ کے لئے کوفے بھیجے تھے ان میں حضرت قرضہؓ بھی تھے، حضرت علیؓ جنگِ جمل کے لئے تشریف لے گئے تو کوفے میں آپ ہی کو اپنا قائم مقام بنایا۔ آپ باسٹھ حدیثوں کے راوی بھی ہیں (اسد الغابہ ۴: ۲۰۲)۔

حضرت معاویہؓ کے زمانے میں سنہ ۳۷ھ/ ۶۵۷ء میں انتقال فرمایا۔

۳۵۔ حضرت قیس ابن سعد ابن عبادہ

قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے، قبلِ ہجرت اسلام لائے، تمام غزوات نبوی میں شریک رہے، غزوات میں آپ علم بردار رہتے، چاروں خلافتوں کے اہم رکن رہے (بخاری ۲: ۱۰۵۹)۔ حضرت علیؓ نے آپ کو مصر کا گورنر بنایا، آپ کے زمانے میں مصری دبے رہے کوفیوں کی شکایت پر حضرت علیؓ نے آپ کو معزول فرما کے محمد ابن ابی بکرؓ کو بھیج دیا، تو آپ مدینے چلے آئے، یہاں مروان ابن حکم نے تنگ کیا تو کوفے چلے گئے (اسد الغابہ، ۴: ۲۱۶) جمل، صفین اور نہروان تینوں جنگوں میں حضرت علیؓ کی طرف سے شریک ہوئے، آپ بہت مالدار تھے، ساتھ ہی فیاض بھی، آپ کی سخاوت کے کثیر واقعات تاریخ میں مذکور ہیں، مسلمانوں کی بڑی مدد کرتے تھے، قرض بھی دیتے تھے۔ جیش الخبط کے موقع پر تو آپ نے اتنے اونٹ ذبح کئے کہ حکومت کو روکنا پڑا (بخاری، ۳: ۶۲۶) سنہ ۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۳۶۔ کعب ابن مالک

کعب ابن مالک ابن کعب ابن اُنقین انصار میں بڑے فاضل شخص تھے، ان کے والد بیعت عقبہ کے موقع پر ایمان لائے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام، ۲: ۸۱)

۳۷۔ کِنانہ ابن بشر التجیبیؓ

حضرت عثمانؓ کو معزول کرانے کے لئے جو مصری گروہ آیا تھا آپ اُس کے رئیس تھے، اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں شامل تھے، حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے قصاص میں ان کو ان کے دو بھائیوں حذیفہ اور ابن عیدس سمیت پکڑ کر لُد (فلسطین) میں قید کر دیا، یہ تینوں وہاں سے نکل بھاگے، لیکن والی فلسطین نے تینوں کو گرفتار کر کے سنہ ۳۶ھ/ ۶۵۷ء میں قتل کرا دیا (الاصابہ، ترجمہ، ۴: ۷۵۰۴ والاعلام لِلزرکلی، ۶: ۹۴)۔

۳۸۔ مالک ابن حارث اشترُ نخعی

حضرت علیؓ کی فوج کے ایک ماہر فن اور بہادر سپہ سالار تھے، سینے پر آپ کی کمان رہتی تھی، خوارج نے جب محمد ابن ابی بکرؓ پر یورش کی تو حضرت علیؓ نے اشتر کو مصر کا گورنر بنا کے بھیجا اور ایک لشکر دے کے مصر روانہ کیا۔ اُدھر حضرت معاویہؓ کو جب معلوم ہوا کہ مصر پہ محمد ابن ابی بکرؓ کے بجائے اشتر آرہے ہیں تو انھوں نے سوچا کہ محمد ابن ابی بکرؓ پر قابو پانا تو آسان تھا، اشتر پر قبضہ پانا بہت مشکل ہے، لہٰذا انھوں نے عریش کے چودھری کو لکھا کہ اگر تم میری مدد کرو اور اشتر کو ختم کردو تو میں تمھارے ذمّے جو ٹیکس باقی ہے وہ معاف کردوں گا۔ وہ لالچ میں آگیا اور اُشتر جب اُس کے گاؤں عریش میں پہنچے تو اس نے شہد میں زہر ملا کے آپ کو دے دیا جس سے آپ فوت ہوگئے، حضرت معاویہؓ کو جب خبر ملی تو انھوں نے کہا کہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک شہد بھی ہے۔

(طبری ، ۶ : ۵۴)۔

۳۹۔ محمد ابن ابی بکرؓ

آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس الخثعمیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں، جن کی پہلی شادی حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب سے ہوئی تھی، جن سے محمد ابن جعفرؓ پیدا ہوئے تھے، حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان سے شادی کرلی جن سے محمد ابن ابی بکرؓ پیدا ہوئے، حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد اسماء بنت عمیس سے حضرت علیؓ نے عقد کرلیا، اس وقت محمد ابن ابی بکرؓ چھوٹے سے تھے، حضرت علیؓ نے اولاد کی طرح پرورش کیا اور آپ ان کو بیٹا ہی فرمایا کرتے تھے، جب حضرت علیؓ نے انھیں مصر کا گورنر بنا کے بھیجا تو چونکہ آپ نوجوان اور ناتجربہ کار بہادر تھے اس لئے اہلِ خربتا نے جنگ شروع کردی (البدایہ والنہایہ، ۷ : ۳۱۴) ادھر سے حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓو ابن العاص کی سرکردگی میں زبردست

فوج اہلِ خربتا کی مدد کو بھیجدی، محمد ابن ابی بکرؓ اس ٹڈی دل فوج کا مقابلہ نہ کر سکے اور ۳۸ھ میں شہید کر دیئے گئے (البدایہ والنہایہ، ۷: ۳۱۴)۔

۴۰۔ محمد ابن جعفرؓ ابن ابی طالب

عہدِ نبویؐ میں حبشہ میں پیدا ہوئے، آپ کی شادی ام کلثوم بنت حضرت علیؓ سے ہوئی، آپ شعر بھی کہتے تھے، جنگِ صفین میں شہید ہوئے (الاصابہ، ترجمہ: ۷۷۶۶ والاعلام لِلزرکلی، ۶: ۲۹۴)۔

۴۱۔ حضرت معقل ابن قیسؓ

نہایت بہادر صحابی تھے، تستر فتح ہوا تو حضرت عمار ابن یاسرؓ نے انھیں کو حضرت عمرؓ کے پاس خوش خبری لے کے بھیجا تھا، جنگِ جمل میں بھی رئیس لشکر رہے حضرت علیؓ نے انھیں پولیس کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ آپ حضرت مغیرہؓ کے ساتھ کوفے میں مقیم تھے کہ ابن علقہ نے خروج کیا، اس کے مقابلے کے لئے حضرت مغیرہؓ نے تین ہزار کی جمعیت ان کی سرکردگی میں روانہ کی، دجلے کے کنارے مقابلہ ہوا، گھمسان کا رن پڑا اور آپ ۴۳ھ میں وہیں شہید ہو گئے (الاصابہ، ترجمہ، ۸۴۵۱ والاعلام، ۸: ۱۸۸)

۴۲۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ

پہلے آتش پرست تھے، پھر عیسائی ہوئے، ۵ھ میں اسلام قبول کرلیا، بڑے سمجھ دار اور صائب الرائے صحابی تھے، حضرت عمرؓ نے آپ کو ایران کی سفارت پر بھیجا تھا، وہاں رستم سے بڑی جرأت اور بے باکی سے گفتگو کی، حضرت عمرؓ نے آپ کو پہلے بصرے کا پھر کوفے کا گورنر بنایا تھا، حضرت علیؓ نے جب آپ کا یہ مشورہ قبول نہ کیا کہ حضرت معاویہؓ کو شام کا گورنر رہنے دو، تو ناراض ہو کے یکسوئی اختیار کرلی، اور انتظامی معاملات میں دخل دینا چھوڑ دیا، ۵۰ھ میں انتقال ہوا (مستدرک حاکم، ۳: ۴۵۰)

۴۳:۔ حضرت ولید ابن عقبہ ابن ابی مُعیطؓ

حضرت عثمانؓ کے چچازاد بھائی تھے، فتح مکہ کے بعد ایمان لائے، یہ طلقار یعنی فتح کے موقع پر معافی یافتہ لوگوں، میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ وہاں پہنچے تو ان لوگوں سے بے سبب ڈر کے واپس آ گئے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، بلکہ مجھے مار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے، میں مشکل سے جان بچا کے بھاگ آیا، یہ سماعت فرما کے حضورؐ نے ایک فوجی مہم ان کی فہمائش کے لئے روانہ کر دی۔

بنی المصطلق کو اس واقعے کی اطلاع پہنچی تو ان کے سرداروں کی ایک جماعت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہم نے تو ان حضرت کی صورت بھی نہیں دیکھی، ہم تو خود انتظار میں تھے کہ کوئی صاحب آ کر ہم سے زکوٰۃ وصول فرمالیں اسی واقعے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ
جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا
أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ
فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ
نَادِمِينَ ۝

یعنی اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو تاکہ تم دھوکے میں کسی قوم پر نہ چڑھ دوڑو اور پھر تمھیں اپنے کئے پر پشیمانی کا سامنا ہو۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں الجزیرہ کے تحصیل دار تھے، حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ میں ان کو حضرت سعدؓ ابن ابی الوقاص کی جگہ کوفے کا گورنر بنا دیا، وہاں یہ راز بھی فاش ہوا کہ یہ شراب نوشی کے بھی عادی ہیں، چنانچہ ایک روز نشے کی حالت میں فجر کی نماز میں دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں پڑھا گئے اور سلام پھیر کے مقتدیوں سے پوچھنے لگے کہ کہو تو اور پڑھا دوں۔

لوگوں نے حضرت عثمانؓ سے شکایت کی تو آپ نے معزول بھی کر دیا اور

حد جاری کر کے کوڑے بھی لگوائے۔ ۳۲ھ میں انتقال ہوا (البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۵۵)۔

۴۴۔ ہاشم ابن عتبہؓ

فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت خالدؓ کی طرح بہادر وجانباز تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام اور ایران دونوں کی جنگوں میں شریک رہے اور سواد دجلہ کا پورا علاقہ فتح کر لیا (فتوح البلدان، ۲،۳)۔ حضرت علیؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو انھوں نے غائبانہ ہی بیعت کر لی۔ جنگِ جمل سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ، حضرت عمارؓ اور ہاشمؓ ہی کو کوفیوں کو آمادہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا (اخبار الطوال، ص ۱۵۳)۔ پھر جنگِ جمل میں اول سے آخر تک شریک رہے جنگِ صفین میں بھی شریک تھے بلکہ علمبردار تھے۔ حضرت علیؓ کی آخری جنگوں میں حارث ابن منذر کے نیزے سے شہید ہوئے (اخبار الطوال، ص ۱۹۳)۔

۴۵۔ یزید ابن حَصین

کوفے کے مشہور شریف، بہادر اور عابد وزاہد شخص تھے۔ حضرت علیؓ کی سب جنگوں میں شریک رہے اور حضرت حسینؓ کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے (تنقیح المقال، ۳: ۳۲۵)

فہرست رجال و قبائل

فہرست اماکن وبلاد

نمبرشمار	نام	مکتوب
۱	آذربائیجان	۲۳
۲	آرمینیا	۵۳
۳	اساورہ	۲۹
۴	البصیرۃ الصغریٰ	۱۹
۵	انبار	۵۵
۶	ایران	۵۳
۷	بدر	۶۰ — ۶۲
۸	بصرہ	۳ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۶ - ۱۹ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۷ - ۳۵ - ۴۳ - ۴۵ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۳
۹	بہقباذات	۶۴
۱۰	حجاز	۳۱
۱۱	حلوان	۵۵
۱۲	حیرہ	۴۷
۱۳	خریبہ	۱۹
۱۴	دجلہ	۶۴
۱۵	دمشق	۲۸
۱۶	دومۃ الجندل	۳۸
۱۷	دیرابی موسیٰ	۴۵ — ۴۸ — ۵۰
۱۸	ربذہ	۱۱ - ۱۳ - ۱۴
۱۹	روم	۲۸ - ۵۳
۲۰	سقیفہ	۶۲
۲۱	سلارین	۲۹
۲۲	سمادہ	۴۷
۲۳	سواد	۶۴
۲۴	شام	۳ - ۷ - ۲۴ - ۲۶ - ۳۱ - ۳۳ - ۳۶ - ۵۳
۲۵	شراف	۴۷

فہرس المصادر والمراجع

۱۔ کتاب الخراج	قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، متوفی سنہ ۱۸۱ھ
۲۔ کتاب الصفین	نصر بن مزاحم المنقری الکوفی العطار، متوفی سنہ ۲۱۲ھ
۳۔ عیون الاخبار ۴۔ الامامۃ والسیاسۃ	شیخ ابو محمد عبداللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری، متوفی سنہ ۲۷۶ھ
۵۔ الاخبار الطوال	شیخ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری، متوفی سنہ ۲۸۲ھ
۶۔ الکامل	علامہ ابو العباس محمد بن یزید المبرد النحوی، متوفی سنہ ۲۸۵ھ
۷۔ تاریخ الامم والملوک المعروف بہ تاریخ طبری	شیخ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری متوفی سنہ ۳۱۰ھ
۸۔ کتاب المجتنیٰ	امام اللغت ابو بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی متوفی سنہ ۳۲۱ھ
۹۔ العقد الفرید	شیخ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلسی المالکی متوفی سنہ ۳۲۸ھ
۱۰۔ اصول کافی	ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی الرازی، متوفی سنہ ۳۲۸ھ
۱۱۔ مروج الذہب	شیخ ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی، متوفی سنہ ۳۴۶ھ
۱۲۔ الامالی	ابو علی اسمٰعیل بن القاسم القالی البصری، متوفی سنہ ۳۵۶ھ
۱۳۔ الاغانی	ابو الفرج علی بن الحسین بن محمد القرشی الاصفہانی، متوفی سنہ ۳۵۶ھ

۱۴ — اعجاز القرآن	القاضی ابو بکر محمد بن الطیب بن محمد الباقلانی، متوفی سنہ ۴۰۳ھ
۱۵ — الارشاد	محمد بن محمد بن نعمان الشہیر بالمفید، متوفی سنہ ۴۱۳ھ
۱۶ — تذکرۂ خواص الامہ فی احوال الائمہ	شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزعلی بن عبداللہ الترکی، معروف بہ سبط جوہری، متوفی سنہ ۶۵۴ھ
۱۷ — شرح ابن ابی الحدید	عزالدین ابوحامد عبدالحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن حسین بن ابی الحدید، متوفی سنہ ۶۵۶ھ
۱۸ — کفایۃ المطالب	شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی —— متوفی سنہ ۶۵۸ھ / سنہ ۱۲۶۰ء
۱۹ — نہایۃ الارب فی فنون الادب	شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب القرشی النوری متوفی سنہ ۷۳۳ھ
۲۰ — تاریخ ابن خلدون	قاضی عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون المالکی، متوفی سنہ ۸۰۸ھ
۲۱ — صبح الاعشیٰ	علامہ احمد بن علی ابو العباس القلقشندی، متوفی سنہ ۸۲۱ھ / ۱۴۱۸ء
۲۲ — النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ	الامیر جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری البردی القاہری، متوفی سنہ ۸۷۴ھ
۲۳ — لطائف اخبار الاول فی من تصرف فی مصر من ارباب الدول	شیخ محمد بن عبدالمعطی بن ابی الفتح بن احمد بن عبدالغنی بن علی الاسحاقی ——، متوفی سنہ ۱۰۶۰ھ
۲۴ — انوار القلوب	ملا محمد باقر بن سید محمد موسوی المجلسی، متوفی سنہ ۱۱۱۰ھ
۲۵ — مواسم الادب و آثار العجم والعرب	سید جعفر بن سید محمد الشہیر بہ البیتی العلوی الشافعی متوفی سنہ ۱۱۸۳ھ
۲۶ — العقود الذہبیہ	شیخ ابو الذہب، متوفی سنہ نامعلوم

ہماری چند مطبوعات

حدیث دفاع :- آنحضرتؐ کی زندگی کے عسکری پہلو کو اگر دقت نظر سے دیکھا جائے تو اس میں بھی رشد و ہدایت کے لاثانی شاہکار نظر آتے ہیں، اور دنیا کے دوسرے جرنیلوں کیلئے مشعلِ ہدایت کا کام دے سکتے ہیں، اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپؐ کی ذاتِ گرامی جہاں اخلاق عالیہ کا مجسم نمونہ تھی اور جن کی تخلیق ہی اللہ کے پسندیدہ اخلاق پر ہوئی تھی وہاں آپؐ نے میدانِ جنگ کے لئے جو اصول وضع فرمائے اور جو طریق اختیار کیا وہ آج بھی دیدۂ بینا کے لئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتا ہے۔ اس اہم اور نہایت ضروری پہلو پر میجر جنرل محمد اکبر خاں نے پہلی مرتبہ قلم اٹھایا ہے، اور اس حقیقت سے کبھی انکار نہیں کہ یہ اہم کام ایسے ہی ماہر فن حرب کی توجہ کا محتاج تھا جو دورِ جدید کی حربی ایجادات اور ملٹری سائنس کی جزئیات تک سے واقفیت رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ پاک پر بھی گہری نظر رکھتا ہو، اور بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب رہے، آپ کا یہ کارنامہ نہ صرف مسلمان قوم پر احسانِ عظیم ہے بلکہ دنیا بھر کے سپہ سالاروں کے لئے ایک ایسا جنگی ہدایت نامہ ہے جس کی روشنی میں دشوار گذار منزلیں سامنے نظر آنے لگتی ہیں

قیمت مجلد دس روپے

تصوف کی حقیقت :- راہِ سلوک کے جو بڑے سالک گذرے ہیں اُنھوں نے مسائل تصوف کس طرح مرتب فرمائے اور اُن کے فیضِ صحبت سے مردِ کامل کس طرح پیدا ہوئے، یہ تاریخ حکمت کا ایک مستقل باب ہے، جسے امام الائمہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی گرانقدر تصنیف "ہمعاتؒ" میں تحریر فرمایا ہے۔

پروفیسر محمد سرور نے موصوف کی اسی بیش بہا کتاب کا عام فہم اردو ترجمہ "تصوف کی حقیقت" کے نام سے کیا ہے اور حتی الوسع تشریح طلب مقامات کی وضاحت بھی کر دی ہے جس کو تصوف کا فلسفۂ تاریخ سمجھنا چاہئے۔

قیمت پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

مولانا عبید اللہ سندھیؒ :- مولانا سندھیؒ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ... تھے اور آپ کی تحریکات کے روح رواں بن کر مختلف ممالک میں ان تحریکات کو دور دراز تک پھیلانے کے لئے تشریف لے گئے تھے، مولانا پیدائشی مسلمان نہیں تھے بلکہ ایک معزز سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے، مذہبی صداقت کی کھوج میں جب اسلام کی سچائی اُن پر روشن ہوگئی تو اس کو فوراً قبول کرلیا اور علوم دین کی اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کی، آپ جن افکار و آرا کے حامل تھے اُن کو صحیح طور پر جاننے کے لئے آپ کی تصانیف کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

یہ کتاب ایک عظیم علمی شاہکار ہے، جس میں مولانا مسعود عالم ندوی کی مولانا سندھی پر ایک زبردست تنقید اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے اس تنقید پر ایک مبصرانہ جواب کے ذریعہ مرحوم کی شخصیت اور عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

قیمت : پانچ روپے علاوہ محصولڈاک

عہد نبویؐ کے میدان جنگ :-

عہد نبویؐ کی جنگیں تاریخ عالم میں غیر معمولی طور سے ممتاز ہیں اور ان جنگوں میں انسانی خون کی عزت بلاخوف تردید بے نظیر ہے، پھر فتوحات کا دوسرا پہلو، قبضے کا استحکام مفتوحوں کی ذہنیت کی کایا پلٹ اور ان کا مکمل طور پر اپنا لیا جانا اور ایسے افسروں کی تربیت کرنا کہ آپ کی وفات کے پندرہ ہی سال بعد تین براعظموں، ایشیا، افریقہ اور یورپ پر پھیلے ہوئے علاقوں پر مدینہ کی حکومت کا قیام، یہ اور دیگر امور جو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی اس عظیم تاریخی کتاب کا مطالعہ کرنے کا غیر معمولی طور سے شائق بنا دیتے ہیں۔

قیمت :- دو روپے علاوہ محصول ڈاک